



پس پردہ

میرزا ادیب

مکتبہ ادب جدید

۱۵- پٹیالہ گراؤنڈ ، سیکوڈ روڈ ، لاہور

## جداء و قوال بھی مصنف

۱۹۶۷ء اپریل	انتانت اول :
امان قاصد	ناتر :
نور روسے	نور :
بشپ انصاری	مستعم :

ڈاکٹر عبادت ہوبلوی کے نام

آغشته ایم در سر خارم به خون دل  
قانون باغبانی "صحرا نوشته ایم  
(حالب)

## فہرست

۱	۰۰۰	گورد	۱
۳۵	۰۰۰	رجاء	۲
۵۰	۰۰۰	دعائے آفتاب اہل	۳
۶۶	۰۰۰	کھڑکی	۴
۱۲۵	۰۰۰	سنگ	۵
۱۷۵	۰۰۰	دردنی واد	۶
۱۹۵	۰۰۰	شمس	۷
۱۹۹	۰۰۰	دالان	۸

گود

کردار :-

- مفسر
- یگم
- نظیل
- مراعا
- مورت

## پہلا منظر

سچ کسی کوٹھی کا ایک ایسا کمرہ تھا جس کا نام ہی تو نہیں ہے بکھرا ہوا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے یہ سارا سامان آج ہی یہاں منتقل ہوا ہے اور اسے ترمیم کے ساتھ رکھنے میں کچھ دیر لگے گا ۔ ایک طرف چند کوسٹاں ، تباہیاں ، تصویریں ، لیٹا ہوا ایک ڈالین ، پردے ، گلدان اور اس قسم کی دوسری چیزیں پڑی ہیں ۔

کمرے کے وسط میں ایک کوچ ، بائیں ایک چھوٹی میز ۔ دائیں طرف کا دروازہ باہر کھلتا ہے ، اس دروازے کو بیرونی دروازہ کہا جائے گا ۔ اور دوسرا دروازہ جو بائیں دیوار میں ہے کسی اور کمرے کے سامنے واقع ہے ، اندرونی دروازہ سجھا جائے گا ۔

وقت : بحال کا ایک دن ۔ تیسرا پر شروع ہو چکا ہے ۔ سامنے کمرے میں چرکتی ہے اس میں دھندلی قضا کے



۳۔ ہر صوفی صوفیہ گنج کے پاس گھوڑا ہے۔

دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں اڑھ چلا سگریٹ ، لباس بدلنے اور کمرے کا دروازہ چابیوں سے اوپر اور غالباً پتھالی سے کھول کر ، چہرے پر سنجیدگی چہرے پر اس کے حقیقت پسند اور غیر جذباتی عورت کے اظہار کر رہی تھی ۔ نگاہیں سامان پر جمی ہوئی ، شاید اس بات پر غور کر رہا ہے کہ تلوں سے چھین کر کہاں رکھیں جائے گی اور کمرے کی آرائش و زیبائی کس انداز میں ہوگی ۔

افدرونی دروازے سے قتل آتا ہے۔ خاتو میں ٹرے جس  
میں جائے اور ہارٹ میں کچھ ہینکٹ۔

عجلہ آخر آ کر ٹرے میز پر رکھ دیتا ہے۔

جھانک کر اپنے دیکھ کر مگرٹ غرض پر ہنس کر کہہ اے  
 بوٹ سے مسل دجھا ہے ۔ فصل جانے کی پہاڑی اٹھانے لگتا ہے ۔

حضور : قبل !

**فصل : (جائے کی روایات دہرے ہوئے) - جی 1**

حصہ دار : تو-ہاں-ہی ی کیا کر رہی ہیں ؟

**موضوعات : صحیح ہیں ہیں ۔**

(افضل بستوں کے واسطے اس کی طرف پڑھنا ہے)

صفدر : آج ہوا کئی ٹیڑھے ۔

فضائل : (کھانسی کی طرف اشارہ کر کے) جنت کمرہ دوں ؟

صفدر : (اپنے خیال میں) صبح کی حالت تو بڑی خراب

معلوم ہوتا ہے۔

(ہیلٹ سے ایک سوکڑے ٹکڑا کر 414 میں ڈالتا ہے)

**فضل :** حالت یہ ہے یہاں جی کہ ہاتھ لگاؤ تو چوٹا گرتے لگتا ہے ۔

**صفدر :** ہنکر کرو کوئی اچھے وقت نہیں گر پڑتی ۔ بڑی ہراس کوٹھی ہے ۔

**فضل :** مرمت ہوئی وہاں جی !

(فضل ہسکٹوں کی پائپ لائن سے رکتے دیکھتا ہے)  
**صفدر :** ہوگئے۔۔۔ دروازے چاہیے اور بہت عطا ہوئی چاہیے ۔  
 اس کے بغیر تو یہاں رہنا بھلا ہے ۔ اس کمرے کے سوا باقی سب دیوار اس بڑی بھراب ہیں ۔

(صفدر دائیں دیوار کی طرف جاتا ہے ۔ اسے حور سے دیکھتا ہے ۔  
 والیں عاتقہ میں پالی ٹھام کر دائیں عاتقہ کی انگلیوں سے اسے چھوئے لگتا ہے ۔ اندرونی دروازے سے بیگم آتی ہے ،  
 ہر تیس کے لگ بھگ ۔ قمیص ، شلوار اور ڈوشے میں ملبوس ، چہرے پر ملاحت جی اس کے گیس قدر جذباتی ہونے کی علامت ہے ۔ عاتقہ میں ہال)

**بیگم :** کیا دیکھ رہے ہیں آپ !

**صفدر :** (اسی حالت میں) یہ کدو قدرے بہتر ہے ۔

**بیگم :** فضل دیکھنا شروع بند کرو دیا ہے ہاں نہیں !

(فضل اندرونی دروازے سے جانے لگتا ہے ۔ صفدر چلنے کے دو گھوٹکے پر کر بیوی کی طرف بڑھتا ہے)

**صفدر :** کوٹھی اچھی ہے ، مگر مرمت کے بغیر بے کار ہے ۔

**بیگم :** سچن والا حصہ کچھ بھراب ہے ۔

**صفدر :** وہ تو کھنڈر ہے ۔ کھنڈر ۔

بیگم : چلی بیٹی گونہی ہے ، ڈوہڑ کہاں ہے ؟  
 صفدر : تمہیں گنہار چہا معلوم ہوتا ہے۔۔ کیا کریں  
 رہی ہو صفا میں

بیگم : کیا کرتے رہی ہوں ۔ آج ہو تر ہے ؟  
 صفدر : ہاں عرب کی میر ہو چو رہی ہے !  
 بیگم : بھو! یہ ہے کہ ہر پنج صبح کے بعد صحن ہتوں  
 سے اتر رہا ہے ۔ میں سرتھ صحن گر چکی ہوں ، سب  
 بسے ہیں کہ رکھے گا ہم ہی نہیں ہے۔

صفدر : حراں میں ہیں کچھ ہوگا ہے ۔  
 بیگم : ہے ۔۔ گھر رہے ہیں ۔ بیک ہر روپ کی بعد  
 میں گم حکمے ہوں تھے ، بے چارے ۔

صفدر : کون ؟  
 بیگم : میں اپنے اور کون !  
 صفدر : باتوں کا بڑا خیال ہے تمہیں !  
 بیگم : سوچتی ہوں حراں سے لاشوں سے بکھر گئے۔ وہ  
 پھوڑ گئے ۔ بکھر گئے ہیں اب ان کی گور میں وہیں ہیں  
 جا سکتے ۔ پھوڑ گئے ہیں ان کی گور کہاں ہے کہاں رہے گئے  
 ہیں ۔ وہ ابھی ایک سیہ ہے ۔

صفدر : یہ ہے ؟

بیگم : اور کیا !

صہدر : پھر جس میں لہجے یا مسجے پر غور کرو ۔ ہمارے کام نہیں ہے ۔ اس کا کام ہے جس سے نہ جنت بہہ کیجے  
ہیں ۔ ہمارا مسئلہ اس سے مختلف ہے ۔

بیگم : ہمارا مسئلہ ؟

صہدر : کوئی تکلیف ہمارے کا خیال تھا ہے ۔ مدعی حدود  
و کیوہ ہے اس پر ۔ تو یہ رکھنا ہے  
صہدر : چائے آگاہ ساریہ ہا کہ بیسا چاہتی ہو کہ ؟  
بیگم : وہ واقعی ٹھہری ہو گئی ہے ۔

صہدر : گرم کرو ہو ۔

بیگم : نہیں ۔

(بیگم یہاں پر سے میں دیکھ رہی ہے)

کیا کہا آپ ہے ؟

صہدر : میں نے اس کے متعلق بات کر لی ہے ۔  
یہ بہ کوٹھی چڑھادی ہے اور میں اسے چار دی ہے کہ  
اس میں نہیں رہا ہے ۔

بیگم : ٹھیک ہے

صہدر : تو اسے رہنے کے تان ہمارا کس کا کام ہے ؟

بیگم : ظاہر ہے یہ کام ہمارا ہے

صہدر : تو یہ کہیں اس مسجے پر موجود ہے ۔ اسے  
دارے کے ۔ اسے کوڑھی کے چوبندے پر لٹا گئے ہیں  
میں کے لیے بھی مسئول رقم چاہیے اور اس کا

دور انہم ہوتا چاہیے۔

بیگم : کیا سوچا ہے آپ نے ؟

(صندل : سب سے سگریٹ کا ہنگ اور ڈاکٹر نکالتا ہے۔  
سگریٹ جھٹکتا ہے اور اس کے دو کس لپتا ہے)

صندل : انصاف ہو گیا ہے !

بیگم : وہ کیسے ؟

صندل : وہ سب طرح کے کارٹھی سے بھی مر رہی  
ہیں۔ دیر سے خود لے رہی ہے۔

صندل : سگریٹ کر لے وی کو دیکھنا ہے وہ بیوی ! جیسے  
ہر بے جی کے آواز تودار ہوتے ہیں)

بیگم : کچھ سمجھ نہیں سکی۔

صندل : جس نے اس کے ہونے سے ہم اس دہر پر شاں ہو گئی  
ہوئے ایک صاحب خرم دے ہیں سگہ خرید  
چکے ہیں۔

بیگم : خرید چکے ہیں !

صندل : میں اس طرح کے بٹے لکڑی کی خرید رہی ہوں۔ عموماً  
کیا بگڑتا ہے اور بھڑ لکوا لیں گے۔

بیگم : (حدهائی : ز میں) دے دے !

صندل : وہ کیوں ؟

بیگم : ایسا لگتا ہے۔

صندل : جہ کی کتا ہے برا برا، در کھو کھلا درخت ہے۔

بیگم : بھر بھی !

صہیل : بھر ابھی کیا ؟

بیگم : ان کی شادیوں میں ایک عریب مہم ہے ، ایک خاص عظمت ہے ۔

صہیل : غلط ؟ بیگم ! اس بڑا بڑا درخت بھی کا تنہا ہوتی ؟

بیگم : آپ محسوس نہیں کرتے۔۔۔ میں کرتی ہوں !

صہیل : اب سو کی غصہ دیکھیں ، کریم کی حرمت کا جہال کریں ؟

بیگم : ہاں ، وہ بھی کہیوں گی ۔ اس کا تو یہ ماحول ہے ۔ چن روچو یہ بھی ساری تو کیا خرچ ہے ؟

صہیل : ہرے پاس مردہ کے ایسے دلوں سے ہوتی ہیں ؟

بیگم : اور کون نظام میں ہو سکتا ؟

صہیل : اب آسانی سے انتظام ہو جائے تو دوسری کی کیا ضرورت ہے ؟

بیگم : اب درمیان کے نتیجے چاہ کر دیکھیں تو مہی ہر

عارف صاحب ہیں ہوتی ہیں۔۔۔ چوکی ہوتی ہیں ۔

جیسے یہ میرے جامع آب کی طرف بڑھا رہا ہے !

صہیل : کیا قصہ ہے بھئیوں ہو بیگم ! اس آہنی کے مہرے

ماتھے آہ کش سے ابھی کہہ دیو وہ وہ نہ پڑے

ہی ہوگا!

بیگم : ارہ کسی سے بھی کہہ دیا ہے !  
 صفدر : اور کیا اسوقت کیا ہوگا ؟  
 ( کلاں کی گہڑی دنگوتا ہے )  
 سے اس تک آ جانا چاہئے تھا ۔

بیگم : کسی کو ؟

صفدر : اس وہ کشن کا ڈاکر کر رہا ہوں !

بیگم : امروں وقتی ہے ، صفدر اس کی لڑھی کینیٹ محسوس  
 کر رہا ہے ۔

بیگم : اس سے پہلے میں خود بخود چدہاں میں رہی ہو ۔  
 کہ ، نے جوڈ ایسے ایسے ہاتھ سے لگا ہوتا تو ہاتھ  
 بھی بھی ۔ آپ تمہارا اس سے کیا واسطہ ۔ چوں  
 خاصی راہ دل رہی ہے ۔ کہ انہی کی صورت ہو جائے  
 گی ۔ محسوس کوئی تردد نہیں کرنا پڑے گا ۔

قصص آواز ہے

قصص : ایک ، ایک آتی ہے ۔

صفدر : بوڑھا ؟

بیگم : بیچ دو سے بہت ہیں کہوں ہے ؟

ہاں ! اور جاں نوروں نوروں کی طرف ڈیکھنے لگے  
 ہو ۔ دووے پر ایک ، ڈیکھا ہی ہے ۔ شلوار اور کرتے میں  
 ماہی اس آجوا پر ایک ، ہاتھ میں لالہیں ، شکل  
 سے مسرور ہوا ہے لیکن ہے ، یاں کہنے وقت کہانی  
 رہی ،

ہنگم : کو ااں

(بڑا دھواں کھڑی رہتی ہے)

صمد : کیا بات ہے ہائی

بوڑھیا : پ ارگ نے جس کو ٹپس دیا ۔

صمد : ہاں!

ہنگم : اندر آؤ نا ابا!

بوڑھیا : اچھا سمجھ رہی

(بڑا دھواں آئے لگی ہے)

ابہ سا ک کیرے ۔ حبو ، پھلو ، پھلو ۱۱

(بوڑھیا کھاتی ہے)

ہنگم : ہٹو ہٹو

بوڑھیا : سر آئی

(بوڑھیا ایک کرسی پر بیٹھ جاتی ہے)

صمد : کہاں سے آئی ہو سائی؟

بوڑھیا : یہاں سے یہ

صمد : میں سے کس مصائب؟

ہنگم : اباں آپ ہیں کہیں رختی ہیں؟

بوڑھیا : ہاں بیچھے کھانوں کے پاس جو سکی ہیں ۔ یہی

بھوٹی ایشوں کا دھواں ۔ اس میں رہتی ہوں ۔

ہنگم : ہوا اباں! ب تو ہمارے ہمسائی ہوتی ۔

صمد : یہاں کسے آئی ہو؟

بوڑھیا : آپ وہ بڑے کٹوے لگے ہیں؟



۱۔ حق سبکیاں اس دھمے والے لوگوں کو اس سے بڑی

the *Journal of the American Medical Association* (JAMA) in 1992.

تیسری سب کو بھی لاپتہ ہے۔

المعروف في تاريخه، وهو الذي كان له الفضل في إحياء اللغة العربية في عصره.

1.  $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

1. *Explain the importance of the following factors in the development of a country's economy:*

١٠٠





Environ Biol Fish (2015) 98:111–121

وہ بھی چاہتی ہوں کہ بیڑہ کٹ جائے ہی لے

۱. یہ کڑائی ہے! ہر دن! یہ تم جانتی

12

[illegible]

۳۔ یہ کہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ جائے۔

کے پاس جا کر آؤ اور ہمیں یہاں کے پاس

— *Journal of the American Medical Association*, 1997

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.

۱۔ ع اور ساتھ ہی ایسا بھی ہو جائے گی

مؤلف: محمد رفیع

۴۲۔ کیوں پیار ہوئے؟

پورا کیا۔ مسلمانوں کی شادی عرفی اور میں یہ آپ کی ہے۔

ایک دانا ہو ۔

بیگم : خوب ہی ہیں

بوڑھیا : کوئی بھی میری طرف سے نہیں ہے

اچھے لوگ دھڑے تھے میرے ہاں

میرے ہاں تھے ۔ کدو ، کدو ، کدو

میں کھیتی رہتی تھی

آبادی ، وہ ، وہ

ایک ہی راستہ تھا ۔

بیگم : تو یہ ہوتا ہے

بوڑھیا : حال وہ ہے

وہ بھی بڑے اچھے تھے

وہ کدو ، کدو ، کدو

وہ

میں ہاں تھے

میں کدو ، کدو ، کدو

نہیں تھے

بیگم : ہاں

بوڑھیا : ہاں

میں کدو ، کدو ، کدو

میں کدو ، کدو ، کدو

بیگم : وہ



لو افسانہ قلمی نہ کر خدا ہے

برڑ ہوا کا دھندلہ ہوا کیاسی میں وہ جانا ہے۔ جس کا نام  
(ہنگام : اسے گھر چھوڑ آؤ۔

اچھا پور ہوا کا ہوا یہ پختہ ہے۔ پور ہوا ہے کی  
مروارے سے نکلی نہیں جاں بیگم دروازے کے پاس کھینچی  
رہی ہے۔ جب وہ۔ دروازے سے نکلی جاتی ہے تو لوٹی ہے  
صندل۔ میں اس حدائق ہویے کی گئی ضرورت تھی؟

ہنگام : آپ میں ہجرت کیسے ہو سکتی ہے؟ کسی سہاں  
میں اس سے؟ سہاں میں۔ ہجرت اس کی یا تو ہجرت  
کشمیر کیوں چلائی؟ ہجرت میں وہ وہاں ہے وہ  
انداس کی۔ نہیں اس چہ ہے کھڑی حالت اس ہجرت  
اور ہجرت کا کہتا ہوں۔ "تجھے ہے در امیا تو اس  
ہجرت کے حرقہ دی ہے۔

صندل : مگر ہوا ہجرت؟

ہنگام : کہیں در نظام میں ہجرت۔ آپ تو میں ہجرت  
تجھے کھڑی ہے جیسے یہ کہیں ڈر نہیں سکتا ہے  
معمولی سی بات ہے۔ ہجرت کا کوئی ہے (کوئی نظام۔  
(ہنگام : ہجرت کا رہی ہے اور ہجرت آہستہ آہستہ  
(ہجرت ہے)

دوسرا منظر

یہ منظر ہجرت کے بعد در ہجرت ہجرت ہجرت  
ہجرت کے بعد ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

تک اس نے مریجو نہ دیا ہے۔ رات کا پہلا پہر ہے۔  
 - بیگم کوئی - ہے، مگر بیروند ہو گا شور، بی  
 شے ہا ہے

صہدر : بی سو بیٹھا سگریٹ کے کش لگا رہا ہے۔ بیگم  
 اس سے کچھ دور کرسی میں بیٹھی ہے اور کسی کتاب کے  
 دور ٹ رہی ہے۔ مطالعے میں اس میں ہنس نک رہا  
 صہدر دیواروں کا جائزہ لے رہا ہے۔

صہدر : تو یہ کیا صورت بنے گی؟

بیگم : بی جا رہی

صہدر : (انکی سے سگریٹ کی ر کش چھڑکے ہوئے کہیں  
 اس سے کہے گی، حسب کے جس کے اور اس  
 کوئی دیتا ہیں۔

بیگم : ابی دو ہی گھروں سے سو رہا ہے۔ صبح بھانہ  
 سے اچھوں گی۔

صہدر : میں جائے گی رقب

بیگم : ضرور مل جائے گی۔

صہدر : کرپٹی بھیک لو ک ہو۔ - عام - ترسے سے کہہ  
 - سے دو رہے ہیں ملک بھی آنے اب کی ہے  
 صہدروں کی طرح پڑے ہیں۔

صہدر : (دوئی دیوار سے کا رخ کر کے صہد کو اور دہٹا ہے)

صہدر : کسی تیر دور سے آیا ہے

صہدر : ایک کہہ چنے پر کر رہا ہوگا۔

بیگم : کہہ "تمہیں کھائیں گے؟"

صدر : خودی سو ماری ۔ ۔ سر ہی مانی ملکا ۔ ۔  
ہی ہے ۔

بیگم : سو رہی تیر

صدر : رہو و ہی ملکاڑ جو سو سم ہے ، نئی میر ہو ۔  
اس شور۔۔

(کھنکھا رہا)

دیکھو نسل۔۔۔ چنے پتا جو مانی ہے !

فضل : سیاں جی

صدر : کہا ہے ؟

فضل : کوئی آدمی چل رہا ہے ۔

صدر : اور بیگم (ایک لمحہ سوچ کر)

فضل : درخت کے نیچے !

صدر : درخت کے نیچے ؟

فضل : جی ہاں ، اور جی ہاں ہی کھڑکی سے دیکھا ہے  
میں نے

بیگم : تمہارا وہم ہو گا۔

صدر : اور کہہ

بیگم : جو کہ ہے سچا ۔

صدر : کچھ سوچ کر) کہہ نہ دیکھا ہے تم نے ؟

فضل : (کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے) ادھر !

(صدر حاسی کی رہا کی طرف جاتا ہے ۔ کھڑکی کھولتا  
ہے ۔ باہر دیکھتے ہیں ۔ شور مچا رہا ہے بیگم اور

بعض بھی ادھر (رہتے ہیں)

بینگم : کوئی ہے !

(دھڑک دھڑکی سے وہ کہتا ہے : دو دروازے کی طرف جانے لگتا ہے)

کہاں چلے؟

صفدر : کوئی ہے ضرور !

ایک طرف : یہ ہے باہر نکلا جاتا ہے اس کے پیچھے جس بھی طرف  
جاتا ہے ۔ بینگم دروازے کی طرف جانا چاہتی ہے ۔ دروازے  
نے لڑبڑ مچاتی ہے ۔ باہر سے آواز آتی ہے اور کھڑکی کی  
طرف جاتی ہے ۔ کھڑکی میں سے باہر دیکھتی ہے ۔  
پتھر و مدھن کا شور مسلسل ہو رہا ہے ۔

بینگم چند لمحوں کے اندر دیکھتی رہتی ہے)

دھڑک دھڑکی سے آواز آتی ہے ' چند دھڑک دھڑکی کے بعد  
بینگم دروازے کی طرف پائے لگتی ہے ۔  
دھڑک دھڑکی سے آواز آتی ہے ' میں کہہ رہی ہوں کہ یہ  
دروازے سے باہر نکلتی ہے ۔  
اب بیچ چند لمحوں کے لئے خالی رہے گی ۔

دھڑک دھڑکی سے آواز آتی ہے ۔ پھر ہنگ عورت ۔ اس کے پیچھے  
بینگم اور آخر میں صفدر ۔

عورت بڑی پریشان دکھائی دیتی ہے

" ۔ کب رخصت ہو جاؤں گا اور چادر چادری پر لٹکائی ؟ چہرے  
سے ہوا ہوا چہرے کے لڑبڑ مچا رہی ہے ۔

دھڑک دھڑکی سے آواز آتی ہے ۔ کھڑکی کی طرف سے آواز آتی ہے

صفدر : اب کہو !

عورت : کیا کہوں؟

صفدر : کون ہو تم؟

عورت : میں۔۔۔آپ دیکھ نہیں رہے مجھے!

حصدر : میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک چور ہو۔

(عورت کے دھڑلے ہر کمرے کے آثار نمودار ہونے لگی ہیں)

حصدر : میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک چور ہو۔

چنانچہ جب وہ سوئے گی اب اس کا بھروسہ ختم ہوگا)

بیگم : (کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ تو عجیب ہے!

عورت : ہنسور کھڑی رہتی ہے

عورت : میں بچاؤ میں ہوں

صفدر : تو ادھر تمہارے کام؟

عورت : گزر رہی تھی!

صفدر : یہ کوئی گھر لگا نہیں ہے!

عورت : دوستو بھر کیا ہے؟

صفدر : بڑی بڑی لڑکی ہے۔۔۔ اس طرح ڈھونڈنا ہی ہے

سکھیں تم اس!

عورت : یہ راستا ہی تو ہے۔

بیگم : رست تو سرور ہے مگر عام گھر لگا نہیں ہے۔

عورت : چپ

صفدر : گویا تمہیں خبر ہی نہیں تھی! کیا بھولتی ہے۔

عورت : میں نے اسے راستہ ہی سمجھا تھا۔

بیگم : خدا کہیں بدعتی تو ہیں۔

عورت : (خاتون کے اشارے پر) دھر۔

بیگم : دھر کون ہے؟



عورت : ہر ایک گھر ہے ؟

بیگم : کون ہے اس گھر میں ؟

عورت : گھر میں کہیں نہ تھا تو گولہی کے در سے  
جی کیا ضرورت تھی ؟

عورت : سچ ہیں گولہی کے در میں آؤ ۔

صاحبزادہ ، اصل کھڑکی بند کر دے

اصل : کیا میں جاؤں ؟

بیگم : ہاں ، کیسے ؟

صاحبزادہ : یہاں سے کہیں نہ جاؤں ؟

بیگم : رہنے کے واسطے

عورت : ( غور سے ) کہا : کبھی سوچو رہنا ہے یا نہیں ؟

عورت : ہاں ۔

بیگم : آپ یہاں سے بھی ہوا دھر ؟

عورت : ہاں ، ہاں !

بیگم : ہاں ، ہاں !

صاحبزادہ : کہا اب کہہ رہی تھی بیگم ! غلط فہمی تھی ؟

بیگم : ہاں ، ہاں !

صاحبزادہ : ہاں ، ہاں !

بیگم : ہاں ، ہاں !

عورت : ہاں ، ہاں !

عورت : ہاں ، ہاں !



سنگم : چائے بناؤ !

فصل : جہاں ہی !

زمنہ اندرون کمرے کی طرف جائے لگتا ہے

سنگم : میں نے کہا آپ کی طبیعت خراب ہے ، آؤ مگر میں ۔  
صندلر : سگر ۔

سنگم : صبر چت دن کی ، آپ احمقانہ کے ساتھ لیٹ ۔ میں  
جا کر ۔

(صندلر وغیرہ کھڑا دھنکے)

فکر کی کوئی بات نہیں !

صندلر اس انداز سے بیوی کو دیکھتا ہے جیسے کچھ رہا  
ہو ، مگر کھڑکی وہ حرکت دیکھتا ہے ۔ یہاں اندرون  
شرذارت کی طرف سم آتا ہے لگتا ہے  
(اب سٹیج پر سنگم اور عورت نظر آتی ہیں)  
سندلر : رکھیے !

(عورت : کہہ کے اس الفاظ پر چہرہ پر رہا ہے)

عورت : کیا لڑنا ہے ؟

سنگم : میں نے یہ کہا ہے میں ! کرسی میں بیٹھ جائیے

عورت : بھلے جانے دیجیے ۔

سنگم : آخر آپ کو خدا ہی ہوگا ۔ کچھ دیر بعد سہی ۔

عورت : میں چور میں ہوں ۔

سنگم : میں ۔ میں ہوں آپ چور نہیں ہیں ۔

عورت : میرا آپ غلط کیوں روک رہی ہیں ؟

بیگم : کیونکہ آپ چور نہیں ہیں ؟ مگر آپ وہ عورتیں جو  
 میرا شوهر آپ کو سمجھ رہا ہے تو کم از کم میں  
 آپ کو چور نہ روکتی اور یہ معاملہ میرے شوہر  
 ہی کے ہاتھ میں ہوتا ۔ میں آپ کو چور کی بجائے  
 ایک دکھی عورت سمجھ رہی ہوں ۔ میں یہ آپ کی  
 ذات کا تعین صرف میری ذات سے نہیں کرتی بلکہ  
 سمجھتی ہوں آپ کچھ روز سمجھتی ہوں ۔ آپ ہیں ۔

عورت : اب کا شکر یہ !

بیگم : صرف اتنی ؟

عورت : میں کچھ سمجھتی نہیں ۔

بیگم : ( ہنس کر ) میں طوری طور پر شکر ادا کر رہی ہوں ۔

عورت : وہ کس طرح ؟

بیگم : میں نے اپنی بات یہ ہے کہ ملیں ان کے ساتھ اس  
 گھر میں بیٹھ جائیں ۔

عورت : مگر انہوں نے کہا کہ یہاں سبھی تو بیمار ہیں ۔

بیگم : آپ بیٹھیں تو میں

بیگم عورت کے ساتھ بیٹھ کر یہ کہہ کر سے گھر میں  
 بیٹھ رہی ہے )

اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھ پر عذاب کریں ۔

عورت : اعمہ کیا ؟

بیگم : مجھے آپ سے ہمدردی ہے ۔

عورت : مہربانی ،

بیگم : میں ب کو چھوڑ چکی ہوں ۔ آپ بھی مجھے ؛ نکل میں  
 رہیں ۔ پھر بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ایک  
 دوسرے کے قریب آجائیں اور ایک دوسرے کو  
 یہیں کہہ سکیں ۔ ہاں ۔ میری ایسی کوئی بات نہیں  
 ہے جس سے آپ کو ناچاری ہو ۔ ہم نے یہ دن  
 ہونے سے گزرا کر رہ رہ کر اسے گزارا ہے  
 تو اس دن سے وہ آپ کو کہہ دے گی ہوسکتی ہے ؟

عورت : اور میری بات یہ ہے ۔

بیگم : مجھے چاہیے ہے ۔

عورت : مجھے یہ دیکھنا ہے ۔ شکر ہے کہ آپ ۔

(عورت کرسی سے اٹھ بیٹھتی ہے)

بیگم : آپ مجھ پر اصرار نہیں کر رہیں !

عورت : اصرار کیا ہے ؟ آپ جب اس دن کو  
 لیا ہے تو میں چور ہوں ہوں ۔ پھر مجھے کیوں روکنا  
 رہی ہیں ؟

بیگم : میں کی وجہ سے بتا رہی ہوں میرے ؟

اگرچہ مجھے اس کے لئے کراہنا ہے اور میں یہی ہر رکھ  
 دیتا ہے

میاں صاحب : کیا کوئی وجہ نہیں ہے ؟

فضل : سوچئے ہیں ؟

بیگم : چائے ڈے دی انہی ؟

فضل : جی ہاں !

بیگم : میں کچھ بکنا چاہتی تھی دے دو ۔

فضل : ہر

(بندر کمرے سے نکل جاتا ہے ۔ بیگم چائے بنا لیتی ہے ۔)

بیگم : سچ مانو مجھے تم سے حسد ہی ہے ۔

عورت : حسد ہی ہے تو مجھے مت روکنی ۔

بیگم : خدا کا کہنا ہے تمہیں

عورت : کھ !

بیگم : کس کے گھر ؟

عورت : کس کے گھر ؟ ۔۔۔ آپسے گھر !

(بیگم بے چارہ کر بکھیتی ہے اور چائے بنا کر اس کی

طرف پڑھاتی ہے ۔)

بیگم : نو ۔

(عورت اپنی جگہ پر بیٹھ جاتی ہے ۔ بندر اپنی بیبیہ میں چہرہ بگڑے

ہو کر اپنے دو چہرے کاٹ کر لے کر جاتا ہے ۔ سکھ ہاسٹ ہوئی

نہ ڈکھ کر آوازیں ہوتی ہیں طرف پڑھاتی ہے ۔)

یہ بھی لوجھتی ہے ۔ لوجھتی ہے !

(عورت ہاتھ پیرھا کر اپنی بکھیتی لے رہی ہے ۔ بندر

چاقا ہے)

عورت : سکھ !

بیگم : اب اسے گھر جا رہی ہیں ؟

عورت : ہاں !

بیگم : کہ میں کہوں ، شوگ سر طرح کو ایسے گھروں کو  
ہیں جہاں گرت ، جس طرح اب جا رہی ہیں تو شہر  
آپ کو اعتراض ہوگا۔

عورت : ہیں،

بیگم : اصرار میں ہوگا ؟

عورت : مجھے کسی بات پر ایسی اعتراض میں ہے ۔  
بیگم : آپ بے حدود ہیں کہ، تو ہاں کہ ایک سب کے سب  
بٹھے گھر جا رہی ہوں !

عورت : کہ تھا !

بیگم : ہاں تک ۔ کہ ایسے ہوشوں سے میں لگاؤں

بیگم : جاننے کی بیچھے

عورت : اوم۔

(عورت آہستہ آہستہ پائے پیسے لکٹی ہے)

بیگم : ہے گھر جا رہی ہیں ؟

(عورت اثبات میں سر ہلاتی ہے)

وہاں کون ہے ؟

عورت : میری سہا

بیگم : صرف وہ ؟

عورت : ہاں ،

بیگم : کیا ہے معلوم ہے آپ آ رہی ہیں ؟

عورت : نہیں !

بیگم : بہت چور بھی وہ دوست صیب ہے کہ اس کی بیٹی  
آخر بوٹ لے۔

عورت : جہاں صیب ؟

بیگم : کیوں ؟ دوست صیب کیوں ہیں ؟  
کون ہے وہ ؟

عورت : بال ہر عرصہ گزار کر ایک دن آ رہا ہے

عورت : میری ماں !

بیگم : آپ کی ماں کون ؟ کہاں رہتی ہے ؟

عورت : اس کو تو بچے بچے !

بیگم : ( کچھ دیر کمرے کی کڑی سے کھڑے ہوئے ) ابھی تک

میں نے صرف ایک بوڑھی عورت کو دیکھا ہے ۔

( ہاتھ عورت کے جسم سے گزر رہی ہے دیکھنے کی ہے )

اب کے خدا و خدا سے کے خدا و خدا سے ملتے ہیں ۔

شاید وہی آپ کی ماں ہے ۔

عورت : آپ جانتی ہیں اچھا ؟

بیگم : ہیں ۔ ایسی بہت سے عورتیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں ۔

وہ درخت کھڑے نا چھتے ہیں ۔

عورت : کونسا درخت ؟

بیگم : وہی درخت جس کے پاس آپ گھر رہی تھیں ۔

ہاں بڑا پرانا ہو کر چلی گئی ۔ کہتی تھیں اچھے دن





بیگم : کہاں؟

عورت : باب کے مرنے کے بعد میں نے محراب پوری رات ہی  
 نہ رکتی تھی ۔ صوف چھوٹی تھی نہ ہونے کے سبب حتی  
 حتی بھی کڑی وکڑی نہیں تھی ۔ وہ دن چار ماہ کا  
 ہوا ۔ محراب میں تھا ۔ بڑے سے بڑے سے نہ کر رہے  
 تھے ۔ میں اس کے ۔ رونا میں چھوڑا رہا تھی ۔  
 بکریک بچھے خیال آیا کہ اس مہربان میں چلی جاؤں  
 حساب نہ ہو پیر کے مجھے کہہ دلا کرتے تھے ۔ یہ سوچ  
 اور ۔ مجھے کہہ دلا ۔ یہ ۔ محراب میں آئے پڑا اور  
 مجھے رات میں میں مسکتا ہوا ہوتے کہیں نہ تھا ۔  
 وہ مجھے جانے سے روک رہا تھا ۔

بیگم : اس کی محنت کا میں شک تھا ۔

عورت : میں چلی گئی ۔ میں میں جمع گئی اس وقت میں  
 کم بھی آئے تھے اور آئے تھے وہ بھی حارثے ہیں ۔

بیگم : اور آپ؟

عورت : میں وہیں کہلتی رہی ۔ آخر میری وہ سہیلی بھی  
 حارثے کی حسن کے ساتھ میں کہہ رہی تھی ۔ میں آئے  
 اس کے گھر چھوڑنے چلی گئی کافی دیر تھا اس کا گھر

بیگم : تو وہاں واپس آئے لکھیں ۔

عورت : میں اکیلی تھی رات وراں اور غیر آباد ۔

یڈنگ ایک طرف دو گھورتی عورتیں آنکھیں ڈکھائی  
 ۱۔ یہ آنکھیں میرے قریب آئے لگیں۔ نکل کر رہا  
 آگئیں۔ پھر میں نہیں جانتی کہ آیا وہاں۔۔۔ جب ہوس  
 آتا تو ایک عجیب مادوں میں سوج گئی تھی۔

بیگم : وہو!

عورت : عجیب مادوں، حسی رنگ۔۔۔ وہاں اور جہلی  
 ہوئی تھی۔ بالکل۔۔۔ وہ بزرگ مجھے تک  
 سہارے سے دوسرے شہر میں کر گئے۔ پھر تیسرے شہر  
 میں۔۔۔ میں نے کبھی سے دور ہوئی ہو گئی۔ بدلاتی  
 سرس مجھے یہ کہہ کر کہ ہاں میں کمپن نے خارجہ میں۔۔  
 اور میں بالکل بے ہوش ہو کر رہ گئی تھی۔ اور وہ  
 گزر رہا تھا۔ نہ رت چہلا چکا تھا۔ مجھے کبھی نہ  
 نصیب نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اور جب آر دی میں تو مجھے  
 محسوس ہوا کہ جس طرح مجھے ملوا تب کا۔ اس کی  
 ۔۔۔ یہ بھی مجھے چہرے پر جم کر رہ گئی تھی۔  
 میری ماں نے مجھے ایک معصوم ہیں کے روپ میں رکھ  
 لیا اور اب وہ بھی

بیگم : آپ بے گناہ نہیں۔

عورت : جب سوچتی ہوں کہ اب کیا سہ سے کر رہا ہوں  
 ابھی میں نے پاملس۔ اب انی ہانہوں سے اسے گھر کے



سرے اٹوں میں چھوٹے بڑ چمکے ہیں، سمجھے وہ۔۔ نہیں  
 بد چہلے جو ان کی پیار بھری گوند ہی دے سکتی  
 ہے۔ جو ماں کے ہر شفقت پارو ہر لمحے سکتے ہیں۔

دینگم : وہ بند آپ کو مل چکے گی !

عورت : مل جائے گی؟

دینگم : کیوں نہیں ملے گی۔۔۔ سرے کی اور سرور ملے گی ؟  
 عورت : وہ ابھی بہ مصوب ابھی کو دیکھ کر کیا کہے گی ؟  
 دینگم : وہی دوا ایک۔۔۔ میں ہی ۔۔۔ ڈیڑی ہوئی ابھی تو دوبارہ  
 دیکھ کر کہہ چکی ہے ۔

عورت : اے۔۔۔

دینگم : میں وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اس کو چاہے گی ؟ اور  
 اب جب آپ کو ابھی آنکھوں کے سامنے دیکھنے کی ۔  
 اس کی رگ رگ میں حوسوں کا طوفان برپا ہو چکے گا۔

عورت : (آؤ کر) سچ ؟

دینگم : آج ہی آنکھوں پر بسین میں لے گا !

دینگم عورت کے بازو پر ہاتھ رکھ رہی ہے۔

حائیکو : نہیں ۔ اس دروازے پر دستک دیجئے جس  
 کے پیچھے دو درختی آنکھیں آپ کا انتظار کر رہی  
 ہیں۔ جہاں آپ کے لئے پیار ہے۔ سکون ہے۔۔۔  
 بیٹوں یہ ہے ! جانیے ۔

(دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتی ہیں)





بیگم : بے۔

عورت : میں۔ کئی۔ اور بھئی۔

بیگم : اور۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔

عورت : میں نے سب کو لے لیا۔ اور میں۔

بیگم : اور میں۔ اور میں۔ اور میں۔



حیدر

کردار :-

میدن صاحب

رحیمہ

نادرہ



میں چور ہو گیا : چور ہوا اس نے اس کے لئے  
 بدنامی کی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی تھی وہاں  
 تو اس نے دیکھا

رحیم صاحب کی یہ کہانی ہے : رحیم صاحب نے کہا کہ  
 میں نے اس کے لئے ایک نیا مکان بنا دیا ہے جو کہ  
 بڑا خوبصورت ہے۔ یہ کہانی ہے : رحیم صاحب نے  
 کہا کہ اس کے لئے ایک نیا مکان بنا دیا ہے جو کہ

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

رحیم صاحب : کیا یہ رحیم صاحب

میاں صاحب ۔ بستر پر کون بٹا ہے ابھی جوتی سے ۔  
 بیماری محسوس کرے تو کیا کرے کوئی ۔

رحیلہ ( ایک حذر تک گلاس میں دیتی ہے ) کیا کرے  
 کوئی ۔ جس بستر پر بیٹھ جائے ۔

۔ ان صاحب اور رحیلہ دونوں مسکراتے ہیں  
 دیاں صاحب ۔ مجھے میں لیٹا ہوں ۔

رحیلہ ( اب ) جذبات گلاس بڑھاتی رہتی ہے  
 میں صاحب ز صاحب ڈیڑھ دو سے چھ گھنٹے پہلے  
 رحیلہ ۔ سی دوا ہے تو اب کو بھٹ دی ہے ۔

میاں صاحب : نہیں

۔ اب صاحب صاحب، مجھے سنو، کیا ہی گر گلاس حیدر ڈی  
 کا پتھر میں بدھ گیا ۔ یہ کا حذر ۔ مگر کیا علم ۔ رحیلہ  
 گلاس بستر پر و کو ڈی ہے

رحیلہ ۔ میں ؟

میاں صاحب ۔ مجھے دو سے چھ گھنٹے میں دی ۔

رحیلہ تو پھر میں نے ہی ہے ؟

میاں صاحب : اب اب اب حذر کی اور رہا رہی ہے ۔

رحیلہ میں نے کیا کیا ہے پھر ؟

میاں صاحب : یہ کمپاری ہی حذر کی کا نتیجہ ہے کہ  
 میں حذر صاحب دہ شوکا ہوں ۔

رحیلہ میں نے جو ایک درس کا فرعی ۔ کیا ہے ۔

( رحیلہ گلاس کی گھڑی پر نظر ڈالتی ہے ۔ )

ٹوہنی ہے ۔ اسی طرح اس سے مراد ہے کہ اسے خاطر خواہ نہ دے گا ۔  
 " اے ہاتھ پر کے بالوں میں ہنسی سے نکلتی ہے "

میاں صاحب ، ذیل میں کتنے لوگ ہیں جو اپنی فرض  
 دوش سمجھ کر ادا کرتے ہیں ۔

رحیمہ : " آج سے مجھے دیر ہے ، اسی کے لیے وہ نہیں دے گا ۔  
 بالآخر دے گا ۔ "

میاں صاحب : میں کبھی غصہ نہیں کرتا ۔ میں رہا کرتا ہوں ۔  
 میں چاہتا ہوں کہ میرے مشورہ نہ دے کسی سے ،  
 کیونکہ اگر وہ یہ نہیں دے گا تو وہ نہیں دے گا ۔  
 رحیمہ : میں آگئی ۔

( گھڑی پر دیکھتی ہے )

میاں صاحب : " نے جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے شاید نہیں  
 کر سکی ۔ — بیک وقت یہ اس سے کر سکتی ہے ۔

رحیمہ : " ۔ " کہہ رہے ہیں آپ ۔ (Please)

رحیمہ : کچھ نہیں جانتی ہے کہ کیا صاحب دے گا ؟  
 (اچھے غور)

میاں صاحب : جو کچھ محسوس کرتا ہے اس کا ظہور کر  
 رہا ہوں ۔ نہیں ۔ اسباب سے بلا گیا ۔ ذرا چند روز  
 کے لئے اسے گلو سے آگئی ۔ پوری محبت کے دن  
 کب گئے ، وہ کوئی پتا ہے نہ یہی تم ہی ہیں ۔  
 جانے کیا حال ہوتا ۔

رحیمہ : حق ۔ میرا صاحب اب ہو گئے ہیں ۔

ہیدر : صاحب : ہاں کی طرح

رحیمہ : تو ہی میں گئے ۔ چند روز ہی کی بات ہے

۔

ہیدر : صاحب : کی بات ہے ۔ خاص کر کیوں  
ہو گئے

رحیمہ : حق میں شرمندہ

ہیدر : صاحب : ہاں

رحیمہ : حالت خاصی ہیں ۔

نہ صاحب کہہ کر دیکھ لے ۔ بکھوے ہوئے وہ تو  
ہو گا ۔

ہیدر : صاحب : جانا چاہی ہو ؟

رحیمہ : جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

ہاں ۔ صاحب : ہاں ۔

رحیمہ : جی ہاں

ہیدر : صاحب : ہاں ۔ پھر کہ ضروری ہے ؟

رحیمہ : جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

ہیدر : صاحب : جی ہاں ! ابکہ ضروری ہے ۔

میں نے یہاں بدلتا ہوا چہرہ دیکھا۔

راجہ نے اس سے کہا: ”میری بات دیکھو۔“

میں نے صاحب کو دیکھا تو کہہ رہی تھی کہ یہ کبھی نہ ہوگا۔  
 وہ کہی، یہ ہمارے بارے میں ہے۔

راجہ نے، ہنس کر کہا: (Thank you Sir)

وہ میرے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے سر کو سر ہلاتا ہے۔  
 (کہی ہے)

میں نے صاحب کو دیکھا: اچھا، برا باخبرہ کو پہنچاؤ۔  
 (راجہ نے)

(راجہ نے) وہ رہے ہیں سے نکلی جا رہی ہے۔ میں نے صاحب کو  
 دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے ہمارے بارے میں یہ بات سن کر  
 میں دوپٹے لگے۔  
 (راجہ نے)

راجہ نے (راجہ کے ہاتھ میں صحت مند ہے۔) (راجہ نے)  
 چہرے سے غصہ مٹا دیا اور شہر میں چلا گیا۔  
 سوئے ہوئے ہوئے رہا تو کہہ رہی تھی کہ یہ ہے۔  
 ہونا ایسے ہی خیال میں غرق رہنے لگی۔  
 (راجہ نے) (راجہ نے) یہ ہیں صاحب کو  
 لگتی ہے۔

راجہ: چہا جان۔

(میں نے صاحب کو اب بھی نہیں دیکھا)

میں نے کہا: چہا جان۔ چہا جان؟

(میں نے صاحب کو ابھی سے نہیں دیکھا)

میں نے صاحب کو دیکھا: وہ تم کو کہہ رہی ہے۔

نادرہ : بہا آرہی ہے ؟

میاں صاحب : جی ہاں ۔

نادرہ : کچھ سوچ رہے نہیں آپ ؟

میاں صاحب : ہاں ، کچھ سوچ رہی تھی ۔

نادرہ : ہاں

نادرہ : جو چاہتا ہوں

میاں صاحب : جیسا کہ چاہتے ہیں ۔

نادرہ : جیسا کہ چاہتے ہیں ۔

میاں صاحب : آؤ ، میں تم سے بات کر رہا ہوں ۔

نادرہ : ہاں ، اب آپ کی طرح صاحب بابا بھی

ہو گئے ہیں ؟

میاں صاحب : ہاں ، ہاں ، جیسا کہ چاہتے ہیں ۔

نادرہ : ہاں ، اب آپ کی طرح صاحب بابا بھی

ہو گئے ہیں ؟

میاں صاحب : ہاں ، ہاں ، جیسا کہ چاہتے ہیں ۔

نادرہ : ہاں ، اب آپ کی طرح صاحب بابا بھی

ہو گئے ہیں ؟

میاں صاحب : ہاں ، ہاں ، جیسا کہ چاہتے ہیں ۔

نادرہ : ہاں ، اب آپ کی طرح صاحب بابا بھی

ہو گئے ہیں ؟



نادرہ : ۴۴ -

نادرہ جانے لگی ہے ۔ غم و رنج کے ہر پہلو میں اس نے  
 سب کچھ دیکھ لیا ہے ۔ وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں  
 سچے سچے غم کو دیکھ رہی ہے ۔ اس کے دل میں  
 ایک بڑا سا غم ہے ۔ وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں  
 غم کو دیکھ رہی ہے ۔

میں نے کہا ہے : وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں

نادرہ : چچا جان !

میں صاحب : کیوں ؟

نادرہ : آپ سوچ کر دیکھو ۔

میں نے کہا ہے : وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں

نادرہ : کبھی کبھار وقت بچھا کر جاتی ہے ۔

(نادرہ ہنس کر صاحب کو غور سے دیکھ رہی ہے)

نادرہ : میں نے اپنے دل کے ہر گوشے میں

دیکھ لیا ہے ۔

میں نے کہا ہے : وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں

(میں نے کہا ہے : وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں)

اچھے نکلیں ہر دیکھ دیئے ہیں ۔ ایک ہی : بیوقوف

نادرہ : جی ہاں ۔ میں نے اپنے دل کے ہر گوشے میں

دیکھ لیا ہے ۔

نادرہ : ہنس کر مارج ؟

میں نے کہا ہے : وہ اپنے دل کے ہر گوشے میں

دیکھ لیا ہے ۔





مگر تھک رہا تھا ، سنا کہ وہ بڑا ہے ،  
 حریف کے گریہ ۔ مجھے کچھ بھی تھا وہ بڑا ہے وہ  
 مرنے لگا ہے ۔ میں چلا ہوا ہوں کہ میں یہ سنا کہ  
 وہ آخری سانس تک اپنے پر کھڑا رہا ہے ۔ مگر وہ  
 " کی ۔ " کے لئے ہے ۔ وہی ہو گیا ہے ۔  
 " اسے یہ نہیں پتا تھا ۔ یہ نہیں پتا تھا ۔  
 ہے ۔ " میں کہتا ہوں ۔ کہیں حریف ۔ توں میں  
 ( ) ہے تو وہی ہے ۔ توں میں وہی ہے ۔

۱۹۵۵ء

نثر : - میں کہتا ہوں ۔

میں صاحب : - بعد کا خیال تو کیا ہے ؟

(میں : - میں کہتا ہوں ۔)

نثر : - میں کہتا ہوں ۔

میں : - صاحب : - خاں صاحب کے ہاں ۔ تو کسی کے لئے ہیں  
 تو ہوں ۔

نثر : - میں کہتا ہوں ۔

میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں

میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں

میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں  
 میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں  
 میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں  
 میں : - صاحب : - میں کہتا ہوں ۔ تو کسی کے لئے ہیں





ناثرہ - رسالہ ۵

رحیمہ : یہ ایک دیہہ ہے ۔

ناثرہ : اسی لئے میں نے کہا کہ مجھے ، میں نے کہا کہ :

۔۔۔ ہیں !

(۔۔۔ ۵۔۔۔ مومر رہے تھے)

دیکھئے رحیمہ ہیں ۔

رحیمہ : کہہ رہی ہے ۔

ناثرہ : یہ جی ہوں رحیمہ ہسپتال سے ایک ڈس سے آ رہی ہیں

جن میں کچھ جہاں رہی ہیں ۔ ایک سے ایک سے مراد رہے

(رحیمہ مومر رہی تھیں)

میر نے جو جو علم اور جہاں کہا :

رحیمہ : کیا ہواؤں ،

ناثرہ : ہمارے ہسپتال میں بھی ہے ۔ اس کے لئے کہہ رہی ہیں

دوسرے کہہ رہی ہیں کہ : یہ ہے یہ ہے یہ ہے

اسی مسئلہ ہے ۔

رحیمہ : اب سے درست کہا ہے

ناثرہ : ہمیں ٹھیک ہے ۔

رحیمہ : اب کے دھن ہیں ہک جہاں سے مراد

ناثرہ : رہے کی دوسری

رحیمہ : مجھے اس کا احساس ہے

مادرہ : کیا حال ہے ؟

( حبیہ دریں لمحے ہاموشہ ہے ، یہ کہہ دیکھو )  
 حبیہ : ہر مسئلہ کی ادنیٰ سہولت بھی نہ ملے گی ، ہر  
 شے در غور نہ جسے وہ مان رہی ہے ۔ سارے دن  
 بہتا ہے ۔

مادرہ : کونکے۔۔۔ یہ راز ، اس کی زندگی کا سب سے قیمتی  
 رہ رہتا ہے ۔

رحیلہ : آج سے دن برس پہلے کی بات ہے ۔

۱۔ حبیہ : ( تپہ کو دیکھ کر ) ہوس گیا ہے )

مادرہ : ( ہلکے سے ہرچ بھر سے ) وہ بالکل نہ رہی ۔  
 مجھے کون کونسا وقت میں یاد ہے ۔

رحیلہ : ( اسے جھٹکتے ہوئے ) اس وقت میں یہ کہہ کی مراد  
 ہے کہ وہ نہ ہو ۔ ہر ایک دوست تھا جو اکثر جھوٹے  
 ہونے آیا کرتا تھا ۔

مادرہ : تو

رحیلہ : ایک دن ، قریب کے عورتوں کے جھوٹے ہونے ۔

اس طرح ، کہ صرف زندگی میں نہ ہو گیا

بلکہ وہی عورتیں گئیں اور کئی دن رہیں ۔ ایک نام

میں نے دیا کہ وہ گھر چلا رہے تھے اور وہی جہاد ہوٹ

تے گئے اور جب لوٹے گئے تو ایک سہ بڑی حیرت انگیز

سب سے کا بھی ۔



جدید جذبات کی شدت میں عاشقوں کو خود بھی لگتا ہے  
 میں ہوں (وہ بھی جس کو وہ "خود کی بات" سمجھتا ہے)  
 وہ رہی ہیں)

اس نے کہا تھا—ٹپکڑہ رہا ہے جس طرح میں نے  
 درخت کے پتے میں طیارہ ٹوٹا—دور سے مجھے  
 پہچان میں آئی ہے۔ وہی طیارہ رہا ہے جو وہاں  
 رہا ہے۔ جہاز ٹوٹا ہے۔ وہاں وہی ہلکا سا جھٹکا ہے جس نے  
 وقت میں۔

رحیمہ کی طرف سے  
 وہ سر کی نظام کرتی تھی۔

بائرف + اور

دھڑک رہا ہے۔ تاک کر رہا ہے۔

شریو کہتا ہے چاند کی واہ

رحیمہ! وہ ہے گہرا۔ یہ ہے میں سمجھتی ہوں۔

مادر! یہ ہے بوجھ ہوتا۔

رحیمہ: وہ گہرا۔ ایک دوسرے سے نہیں کرتے  
 رہے۔ مگر کب بلو: میں کسی ایک دوسرے کو وہ  
 ہتھ مکے۔ کبھی ان کی طرف سے ہی تھا جس میں  
 کی تھی۔

دائرہ: اور سبق؟

رحیمہ، وہ ہی وہی دور دورہ جلا گیا ہے اب اس کے  
بہن آج بھی وہی ہیں۔

دوسرے یہ کہ اسے یاد ہے۔

رحیمہ۔ میں سے کچھ مدت تک اس کے ہمنام کا۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔ میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

میں نے اسے یاد کیا ہے۔

رحله : روش

درخشدہ کی کتابیں جہکی عورتوں کو - وہ وہاں سے  
 رہنمائی ہے - (دروازے وہاں وہاں سے آئے ہیں)

مدیران صاحب : + وحید :

روحیہ اس نادر بینہ کی طرف سے ۔۔۔ دہلیہ کیا صاحب  
کی طرف سے لکھی ہے

بدر : تالیف و تصنیف : محمد باقر

ہمارے کئی آواز بکھر آئے تھے۔ رحیمہد واپس سے باہر میں آ

رحمہ اللہ

1. Introduction

١٢٠

میں نے صاحب کے لئے دعا کی ہے کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائے۔

محمدعلي و خوارزمي و جرجي و ر. و -

(وہیلہ دروازے سے نکل جا رہی ہے)

دیوانی صاحب : چوب ایستہ لڑی ہے ۔

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

۱۔ وہ کی باتوں پر ہم ہنس رہے تھے۔

میاں صاحب : مادرہ ! تمہیں اس کے جانے کا کیا تصور ہے ؟  
 مادرہ : وہ جانتی ہے کہ وہ اس کے لئے جس کا بھائی ہے  
 وہی تحریک کو روک رہا ہے ۔ یہ بھائی ۔ یہ بھائی اس  
 کی موت کا کوئی علم نہیں ہے ۔

میاں صاحب : کیا تمہیں بھی پتا ہے ۔  
 مادرہ : ہاں ، اس کا انتظار کرو رہی ہے ۔ آج بھر اس کا انتظار  
 کرتے گئی ہے ۔

میاں صاحب : تم نے بتایا ہے ؟  
 مادرہ : نہیں ۔

میاں صاحب : کیوں نہ ؟

(میاں صاحب : رو رو کر کی طرف دیکھنے لگے ہیں ۔ وہ  
 دیکھ رہے ہیں ، اس کے لئے آجانی ہے )

مادرہ : میں جانتی ہوں ۔ اسے رات بولائے ۔ اسے سب کچھ  
 کہہ دے ۔ وہ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو کئی ہے جو  
 جانتی ہیں اس کے لئے ۔ مگر اسے سمجھ کر دے دیتے ،  
 وہی اس کا بھائی ہے ۔ اس کا نام اس جانتی ہے اس کی  
 زندگی کے ان دنوں میں ہی اس کا جرم ہے ۔ اس  
 دیکھ دیکھ رہے ہیں ۔ دیکھ دے ۔ یہ مادرہ !

مادرہ : ہاں ، اس کے لئے ۔ اس کے لئے ۔ میں صاحب  
 اس کے لئے کہہ رہی ہوں ۔ اور یہ کہنا ہے ۔

# ہمد آفتاب است

گرد و

میں صاحب

نگہ

جان صاحب

رہیدہ

اکرم

نہ

محلہ

حدویہ

مانی

## منظر :-

ایک عام گھر سے رات گھر، چھ گھر والے گھر  
 کہہ سکتے ہیں۔  
 ہر گھر کے کسی زمانے میں خاص سے ہر سال کے  
 مخصوص کپ کیا ہو، مگر اب ہر گھر کے سے سے  
 یہ ثابت ہے کہ اس میں اور ایک عام گھر سے کہ  
 اور ہر گھر

وہی ہے، ہر گھر میں وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے  
 گھر۔ وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے  
 معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ہر گھر میں ہے، ہر گھر  
 سے لکھا گیا تھا اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ  
 ہو۔

مذہب کے دواوے کے گراہٹ گھر صوفیہ میں  
 کہتے ہیں ایک ہی کے دو ریڈیو کے  
 اور کچھ گھر کے دو گھر کے۔ وہی ہے، وہی ہے  
 گھر کے، ایک چھوٹی سی۔ سامنے گھر کے  
 ناچ بیس۔ جگ میں یک سوڑی۔ وہی ہے، وہی ہے  
 خیر کوثر جی کا گھر ہے، وہی ہے، وہی ہے  
 اور اس میں کی دوسری منظر کی چیزیں

یہاں دروازہ ہے اس کے دو حصے ہیں، ایک ہے اور



میں نے اسے یہ کہہ کر اس کی سسلیاں اٹھنے سے روک دیں  
 اس کے ساتھ ہی صاحب صاحب نے دھڑکے ہوئے ہاتھوں سے  
 ڈکیتی کی گئی تھی  
 ہمارا آس پاس تھا۔ اور یہ جہاں کہیں آتے تھے وہاں  
 جہاں آتے تھے وہاں کہیں نہ جاتے تھے۔ وہاں  
 جس کی حالت یہ تھی کہ وہاں سے وہاں سے وہاں سے

میں صاحب صاحب نے کہا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 صاحب صاحب نے کہا ہے کہ

یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 صاحب صاحب نے کہا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ

میں صاحب صاحب نے کہا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ

لاں ڈی

میں صاحب صاحب نے کہا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ

یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ  
 یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کا دل ہل گیا ہے کہ

میں صاحب صاحب نے کہا ہے کہ



ہنگم ، ریکڑوں کی خبر ہو گئی ۔

میاں صاحب : بے ضرور ہے

ہنگم حد کے لیے اب وہ ضرور

میں صاحب ، تو چھوڑا کروں ؟

ہنگم واقعی جو دوسرے ہو گئے ہیں ۔

میاں صاحب : دوسرے ہو گئے آپ کرے ہیں ؟

ہنگم : ہر کچھ کرتے ہوں یا وہ کرتے ہوں ، کم از کم

اس طرح ہے ۔ غار میں ہے ۔ صبح سویرے

۔ لعل شروع ہوتا ہے دو کہیں تہہ غریب میں ہی

ہو ۔ ۔ ۔ میں سب سے پہلے ہوں میں گھر

اس سے !

میاں صاحب : یہی دل سے بہرہ ہوتا ہوں ، لپٹے ہوتے

کس طرح دن پہاڑوں ، کیا کروں ؟

ہنگم : آرام کرو ۔ ڈائریجے کہا نہیں ، آپ کے لیے آرام کی

۔ بہت ضرورت ہے ۔

ہنگم اس دور میں لاشیٰ کی رہا ۔ وہ پھر تھکلاں کو

وہو ۔ ۔ یاد مار نکال ۔ کی طرح ہے ۔ سب

۔ ہاتھ کرتے ہیں دو ۔ ۔ ۔ میں یہاں صاحب سے ہوں ۔

تو چانی ہے !

میاں صاحب : کس تہہ میں معلوم ہوتا ہو پیشہ روح کی

۔

ہینگہ منکر روح کو ہی بند نہیں تو ا د ۱۳ کہ آید  
بدلتی ہی دے۔

ایک صاحب : بیگم ، خیم سے آ کر - ۵۰ روپے دے کر میری گنجین  
پر آج بھی نہیں سکتا تھا

ہر قسم کے تعلیمی اور تفریحی سرگرمیوں کے ذریعے بچوں کی تعلیم اور تفریح کے لیے ایک ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں بچے اپنی تعلیم اور تفریح کے لیے جگہ حاصل کر سکیں۔

پانچویں: جو کہ بد مذہبی عقول اور تمیز کے اجنبی ہو!

یہ ہے صاحب : اے میرے دوست ! یہ شطبِ حقیر ۔  
 بیگم : ہ کیا مطلب ؟

میرا صدمہ جب منظم ہوا تو کہہ کر میں ۱۱-۱۲ نو بدیں  
کی کہی ہے ، اور تو کہو بات نہیں !

[illegible]

میں صاحب ۔ ہنگامہ نہ کر رہے ہیں کہہ دیتیں کہ سارا مجھ  
 جیسے دائیں شائبہ نہ رہا ہے ۔ سارے کسبہ مجھ  
 میرے حالات ہو گیا ہے !

ہنگامہ : وہی چھوٹا اولیٰ عوی کیا ؟  
 میدا صاحب ۔ رواج مجھ میں ، پورے شہر ، پورا ملک ہنگامہ  
 ہے ۔ یہ کسبہ ہے ۔ کی ہے ۔ ہونے سے یہ کسبہ ہے ۔  
 ہنگامہ ہر ایک کو مجھ سے کہتا ہے ۔

اب کچھ رہا مجھ سے کہہ دوں گا ۔

ہنگامہ : پورے کسبہ میں ہر ایک چاہیے ہنگامہ  
 میں صاحب ہنگامہ ۔

ہنگامہ : میں ہر کسبہ میں کہہ رہا ہوں کہ کسبہ  
 میں صاحب ہنگامہ میں ہے کسبہ ۔ کسبہ ہنگامہ ہے  
 میں " کسبہ " کہہ رہا ہوں ۔ کسبہ ہنگامہ ہے  
 میں بھی ہوں ۔ کہہ رہا ہوں ۔ کسبہ ہنگامہ ہے  
 کسبہ کسبہ کو کسبہ ہنگامہ ہے اس سے ۔

ہنگامہ : میں سے کسبہ ۔ کسبہ ہنگامہ ہے  
 میں کسبہ : کسبہ ہنگامہ ہے

میں کسبہ : کسبہ کے ہاں میں رہتا رہے کر رہے ہے  
 میں چاہے میں ہوں ۔ ہنگامہ کسبہ ہے کسبہ ۔ کسبہ  
 کسبہ : کسبہ ہنگامہ  
 کسبہ : کسبہ ہنگامہ ہے رہتا رہے ہے ۔  
 کسبہ : کسبہ ہنگامہ ہے ۔ کسبہ ہنگامہ ہے ۔

یار پکھڑے ہوئے یہ کہ جسے کہ دیکھتی ہیں مگر لافزاری  
کی رسید ملا کر تے ہیں اس صوبہ مقبوضہ میں کہ  
میں سے خدایا ملتا ہے وہ  
وحید آگے رہتی ہے

مہاں صاحب کے کمرے سے پور بکراؤ آ رہا ہے اگلی ہے  
وہید مال کو کوچہ دستی ہے بار بار میں ہیں ساتھی  
بیگم : آوار ہیں وہیں وہیں بکراؤ آ رہا ہے  
رہید : امی !

بیگم : کہ ہے

رہید : امی

بیگم : کہ ہے

رہید : امی —

بیگم : اب آجی کے سر کی بھی کہ ہیں ۔ دیکھو ہے ؟ — ری  
کی رہا ہے

رہید : امی —

بیگم : وہ ہو مرداؤں ، امی ہی

خان صاحب آئے ہیں ۔ سوار صاحب نے کچھ خبر ۔ کر رہا ہے  
کوتہ نظر ہے جو ہے ۔ خان صاحب نے پوری ۔ بیگم : وہ  
دیکھتی ہیں جو جلد سے مر رہا ہے کہ ہے کہ رہتی  
نہیں ہے

وہ ہیں خان آئیے لائی خان ' سرایب کیسے ۔

(بیگم صوفیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں)

نحال صاحب : دھر سے کی زرخا وہ ۔ میں سے کہہا دھریں  
دورانت کرنا ۔ وں ۔

## سنگم شریب رکھنے

جان صاحب صومے کی حالت برسی میر ہتھ چلے ہزار

اور تو صاحب حیرت ہے بگڑ رہا ہے کچھ۔

جان صاحب : کیا ہے بھائی صاحب کو !

سنگم : عین یہی ۔

جان : جب دیکھتا ہے یہ ریکارڈ کہاں پہنچ رہا ہے ؟

سنگم : وہی جا رہے ہیں ۔

جان : صاحب : کیوں ؟

سنگم : یہ بھی میری بات ہے ۔ اچانک سے ۔ اور سارے دن میں

طرح بدلتے رہتے ہیں بے چارے !

جان صاحب : اس مندرجہ ذیل ریکارڈ سے  
( دیکھو ہر )

جان صاحب : کب سے بیمار ہیں ؟ یہ بتا دیا ہے ؟

سنگم : کئی دن سے ، اپنی بیٹی کو بھی اڑھائی ہے ۔

جان صاحب : یہ سب کچھ ہو گئی ، پھر انر گیا اور ۔

جان صاحب : اور اب ؟

سنگم : یہی !

( رعبہ جو ابھی تک وہیں کھڑی ہے ۔ اب کے نمبرے کی

طرف چلی گئی )

جان صاحب : بیمار ہیں ؟

سنگم : جی بھائی جان !

جان صاحب : ( اٹھتے ہوئے ) اور !

نبرد کی ہار طو حسی ہے مہا مہا مہا مہا  
 جو کے سے جس کے مہا مہا مہا مہا مہا مہا مہا  
 سے کہ ہے اے ہا

میاں صاحب : جان صاحب ! بھائی کچھنے چھوے اپنی اہو  
 آپ کے آنے کی اطلاع ملی ہے ۔

جان صاحب : ہاں ۔ کبھی کے ہوئی صاحب ؟  
 میاں صاحب : چن رہا ہوں ۔

جان صاحب : کس کا علاج ہو رہا ہے ؟  
 پیگم : یہ پوچھتے ہوئی جان ! کہ کس کا علاج میں  
 ہو رہا ہے ۔ خدا ہار ہو جیسی ہے ۔ جس کی لاش ہو  
 ایک ہر بے حکم صاحب کو خدا ہی کٹی ، اور  
 پہلے غور ہو جس سے خدا قند ہو چکا ہے  
 اپنی ٹوٹ گئی ہاں ہر دیکھ رہا ہے شراب علاج  
 کر رہے ہیں

جان صاحب : ٹھیک ہی تو رہے ہیں ہائی صاحب !  
 ہو جی یہض ہاں ہاں ہاں بڑی چھی دوا  
 ہوتی ہے ۔

پیگم : اس دور سے اس تو آدمی جانے کا مگر گھر کے  
 لوگ ہر حائیں گے ۔

جان صاحب : خدا ہر سہ پہ کیوں ؟

پیگم : خدا دیوٹ ہاں ہاں تو ایک ایک رہا رہا رہا

مراقبہ عین حق و ثبات کے چہ جس گنگوول میں

وہاں صاحب : خدای صاحب !

جوان صاحب : رضا ہوئی حق !

یوں صاحب : یہ خالص ہی ہو گا دل کوہ و لوگ ہوں ۔

مگر یہ رکھتا ہو رہا ہے جسے بدلتا ہو رہا ہے

صاحب : صاحب : یہ صاحب ! بری ۔ صاحب : دل پر ۔

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب : صاحب !

بیگم : صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

صاحب : صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

عزیز صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

نہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

وہاں صاحب : یہ وہ ہے ، ہی بیگم صاحب !

پینگم - یہ بھی ہے کہ یہ بیچے اکر چائے ہوئے - سوئی  
رہے تھے ۔

رخصہ اس جو وقت سے جا رہا تھا - جس رخصہ کو -  
- میں نے خود سے بھی دیکھا تھا ۔

پینگم - سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -  
- سوئی سے کہو -

جس صاحبہ کو - سوئی سے کہو -

پینگم - سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو -

وہ لہجے پھر اسی سے کہو -

جس صاحبہ کو - سوئی سے کہو -

پینگم - سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -

سوئی سے کہو - سوئی سے کہو -



پینگو : میں کمر (کر) ہی ہوں

جس صاحب : وہ تو تھکتا رہا ہے ۔

پینگو : ار کیا ؟

(پینگو نے اپنی دو دھڑکنے والی ہاتھوں کو دیکھ کر  
پکڑی ہے)

جس صاحب : کیا ہوا ہے ؟

پینگو : آج میں نے کچھ کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں ، میں نے کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں ، میں نے کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں ، میں نے کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں ، میں نے کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں ، میں نے کچھ کھا لیا ہے ۔

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

پینگو : ہاں

جس صاحب : کچھ کھا لیا ہے ؟

حال صاحب : ٹکڑا بھی لگا — کاؤں کپڑا  
حیر ہوئے

پانگم : وہ اپنے ملازم کو لے کر بھاگ گیا ہے ۔  
دون صاحب : وہ تو بھاگتا ہے مگر حصار کی وجہ  
سب سے ؟

پانگم : کچھ غائب ہو گیا ہے ۔  
بٹو کر وہ لوگ یہاں پہنچا ہے ۔  
کسی سے پتا نہ کر سکتے ہیں ۔  
یہ کرم ہے کہ گھر میں کاشی ہو رہی ہے  
ور ابھی غائب !

حال صاحب : کچھ حواہ ہو رہی ہے ؟  
پانگم : وہ (مسیکراتی ہے) یہی کچھ کہہ رہی ہے  
عاشق و جوالہ کے سب سے  
یہ کیا ہے ۔

حال صاحب : یہ بوجھتی نہیں آتی ہے ۔  
پانگم : بوجھوں سے مٹے والے ہیں ۔  
اور آٹے بدل کر پور غائب ۔

حال صاحب : کب تک غائب رہا ہے ؟  
پانگم : کم ۔ مگر اس کے لئے یہ ہے ۔  
جدا جدا ہوئے ۔  
میں نے دیکھا ہے ایک ایک ٹکڑا

ہے اور اگر ایک سدا خیر صانع ہاگرا تو سب سے بہتر  
 ایک پیر کو ہو جائے گا۔

رسد و رش

حاج صاحب تو بے انتہا لب لباب رہا ہے ؟  
 لیکن تمبک (سکرا کر) جی چاہا کہ آپ تو بعض  
 کلام ذکر و دعا کے (بہرہ بر جائے) سوچا ہے ۔  
 میں نے یہ سنا ہے کہ اس کے آثار ہیں کہ ہوئے ۔

حاج صاحب : (خصوصاً مخاطب ہو کر) کیوں پوچھتی ؟  
 لیکن حادی ہے میں سے آہا ہوئے ۔  
 یہ نہ ہو ؟

نکھو حادی سے کہ  
 رسد و رش

لیکن یہ سنا ہے کہ یہ ہی ہے کہ وہ حادی ہے کہ ہے ؟  
 یہ حادی ہے

رسد و رش حادی سے

حاج صاحب : یہ ہے حادی سے

لیکن یہ سنا ہے کہ یہ ہی ہے کہ وہ حادی ہے کہ ہے ؟  
 یہ حادی ہے

رسد و رش حادی سے  
 لیکن یہ سنا ہے کہ یہ ہی ہے کہ وہ حادی ہے کہ ہے ؟  
 یہ حادی ہے

ایک گم اور بے صاحب خانہ وہی ہے  
کرم بھوں کا کو

انہاں صاحب ہر اس کی نظر ہری ہے  
وہ بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بہ سدا

ہوں صاحب بڑا بڑا ہے بڑا بڑا ہے  
کرم بھوں کا کو

اکرم بھوں کا کو ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے

بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے

ایک گم : بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
کرم : بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے

بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
ایک گم : بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
کرم : بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے  
بڑی بڑی ہے بڑی بڑی ہے



اکرم : جی ہاں ۔ اچکر صاحب میں چوں کہ  
 حال صاحب سب کچھ لے میں چوں کہ ۔  
 کرم : وہ نہ کہ وہ ۔ یہ ہے ۔  
 حال صاحب : پھر یہ ہے ۔  
 کرم : جی ہاں ۔ صاحب سے کہیے ۔  
 ہے پیری ؟

پنگم : کون سی اچکن ؟  
 اکرم : بیکہ ہی ؛ اچکن ہے میرے ۔  
 پنگم : اچکن ہے وہی ۔ یہ ہی ۔  
 نون صاحب : سرک ہو آپ کو ۔ مگر لاہور ہی کہے  
 ہے ۔

پنگم : وہ اور ۔ یہ ہے ۔  
 یہ ہے ۔ یہ ہے ۔  
 لاہوری کو ہیں وہی ۔

اکرم : ہاں ہاں ۔  
 پنگم : دیکھا آپ نے یہاں ۔  
 نون صاحب : دیکھا ۔ یہ ہے ۔  
 اکرم : تو لاہوری ہے مگر ۔  
 پنگم : وہ ہے ۔ یہ ہے ۔  
 اکرم : وہ کہاں ہے ؟  
 پنگم : وہی ۔ یہ ہے ۔



ہائی : کہنا ہے لای نہیں ۔

اگر وہ کہتا : ' ہاں ! ' (جی ہاں) کہہ دے ، تو ہاں

من صاحب الیوم فی شہرہ

بیگم : ہائیڈریسوں گرم کی جیس لائٹری کو دیے گئے

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

بانی : ڈاکٹر چنگیز خان بھٹو

نہنگم : تو اور کہاں ہے ؟

پس : (۱) اگر میں نے اسے بے جا کیس دیا تو یہ بھی ۔

کرم، پوری حد تک پھیلنے کی بجائے کچھ ہی پھیلتا ہے۔

سوالی : مول نے تو بھی لائبریری میں داسے

پیغام :- وہ در حقیقت اُن - میری تمام آزمائشوں میں ہے

آئی بھی اور اجیں

ماتنی : وہ جھیل کے گہرے حصے میں تھی ۔

اگر ہم :  $a_1, a_2, \dots, a_n$  کو

پیشگو : سہ کی بات نہ جاگید      ڈنڈی کی سکو خدائی میں

اُسے میں جہیزہ کی کنویر سے ۔ ۔ ۔ میں نے اپنی تمبی ای

میں نے حوائج کر کے دیئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے کہا:

چکیں لانٹری کرو، مے آئے!

حار صاحب اور اس سے پیش دو ڈالری سکر ہے یہ

اگر اجنبی صبیحہ کے گریں بہتا ہوتا ہے

د



ہاں جی ہاں ۔

بیگم : میں سوچتی ہوں بچے کیا ہو گئے ہیں ۔ تو سوچتی  
بھلی ہو

وائی : ہاں ۔ یہ ہے تو چکی بھلی ہو  
بیگم : وہ تو بھلے بھلے اس گھر میں رہ کر اسی ہانگی ہیں  
ہو ۔ اور کد اٹھائیں ۔ تو کسے کا آواہ ۔

جی ، صاحب ! ( مدتی ہے ) اکرم ۔

اکرم : جی رہا ہے !

جی صاحب : وہ ۔ تو چکی بھلی ہو یا سوچا اور  
جی ۔

اکرم : چکی بھلی کی یہی عورت

جی صاحب : جی تو ضرور ہو گی ۔ وہی کوٹ وہی  
ہیں مے گھارے پاس ۔

اکرم : کوٹ پر آ رہی ہیں مے ۔ اور انوں سے بیچ رہی ہیں ۔  
بیگم : وہ کپڑے پرانے پرانے ہیں یہی ایک سٹول بڑی  
نہی ۔

اکرم : ہاں وہ ٹیپک دے گی کوٹ کے ساتھ ۔

جی صاحب : مہر مسئلہ حل ہو گیا اب ؟

اکرم : خیال تو یہی ہے ۔

شرم خروارے میں سے نکلی جاتا ہے

پینگو : ماں ! اب مہربانی کر کے دیر سے موٹے ہو کر  
حکموں سے ۔

ماں : اچھا پی بی جی !

ماں پی جی : ہاں ۔ تو بے کمرے سے میگ بولگاتی  
تو آگے لگتی ہے

جانی صاحب : ہاں ۔ اور کبھی

پینگو : ہاں ۔ صاحب ! ہاں ۔ تو بے کمرے سے

اکرم : ہاں

پینگو : کبھی دعا ہے ۔

اکرم : کبھی نہیں ۔

پینگو : ہاں ۔ کبھی کرتا ہے

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

پینگو : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

پینگو : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

ہاں : ہاں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔ کبھی نہیں ۔

اکرم : میرا دستار نہیں کر سکا ۔ (میری آنکھ میں حیرت) ۔  
 بال رہ گئے ہیں ۔

اکرم : دروازے کی طرف رخ کرنا ہے ۔

حاجہ صاحبہ : Receive اسے کہہ دے اور دے دو ۔  
 اکرم : ایک دوست چرمی سے آ رہا ہے ۔ (لاہور اسٹیشن  
 پہنچے گا) ۔

حاجہ صاحبہ : محمد کے پیسے سمجھو Recture اسے  
 دے دے گا ۔

اکرم : جی ہاں ۔

حاجہ صاحبہ : سبحان اللہ !

(اکرم حیران ہو کر حاجہ صاحبہ کی طرف دیکھتا ہے)

اکرم : ماموں جان ! وقت بہت کم ہے ۔

حاجہ صاحبہ : دیا Receive اسے کہو اور دے دو ۔  
 پھر کے دفتر + پیسہ رکھ دے آج صبح ہے ۔

اکرم : ماموں جان

حاجہ صاحبہ : بھائی ! میں دیکھ کر کہتا ہوں ۔ اعجاز نہیں  
 اسے ۷۵ روپے کرائے جائے گا ۔

پینگو : دیکھنا پھر جان دے گا تو عی ۔

اکرم : ماموں جان ایک ضروری کام یاد ہے ۔  
 دے دے گا ۔

اگر وہیں تپوں کے ساتھ شرف سے ہر سے نکل جائے  
ایک ہی خواہش ہے ۔ ۔ ۔ کے ساتھ ہر خواہش صاحب  
اس طرح

میاں صاحب : (بیگم سے) وقت کیا ہے ؟  
جان صاحب : (کھڑی ہو کر ڈال کر دیکھ کر) یہ ہے  
میں صاحب : میں کھجوری کسے دے دوں گا ہے ۔  
تم سے ہر وہ رہا ہوں بیگم !

بیگم : کھجوری مل جائے گی ۔

جان صاحب : کب جس وقت میری زبان اس طرح کے  
اور کرتے کرتے دم ہو جائیں گی (جان صاحب سے  
موصوفہ ہو کر) کھجوری ۔ کھجوری کی یہ کڑی آپ ہر  
میں لکھ کھجوری ہر روز کھجوری اور اب یہ رہ  
۔ سورہ دہا ۔ صاحب : ہر روز نہیں منٹ اوپر ہو  
چکے ہیں اور جو کھجوری کا دم رہا ہے ۔  
جان صاحب : کھجوری کا کیا ہے بھائی صاحب ! یہی رہ  
ہو رہی ہے ۔

میاں صاحب : میں تو رہی صاحب !

جان صاحب : کیوں ؟

جان صاحب : اس سے کہ نہ ہی کی جی نہیں ملے گی  
میں ملے گی دو الہی نہیں آتے گی ۔ ہر میں آتے  
وہ وہ میں دیکھتا ہوں میں دیکھتا ہوں ۔

سنگوے کے جے بسے میں مدی کے ورد لہی آتے گی  
و کہہ چوری۔

حاج صاحب : رہس کر ( جی ہوں صاحب ) میں  
عز

میاں صاحب : تو دیکھ لیجیے !

و ، صاحب اسے کمرے میں جیسے لائے ہیں  
آؤ رہا ہو جانی ہے

حاج صاحب : کیا کہتے ہیں یہاں صاحب

بیگم : نہیں تو ادنی باتیں کہہ رہی ہے ،

حاج صاحب : ہاں صاحب نے جے کہہ چڑی پیر کر ۔ و

بیگم : اتنی ہو جی ہے ہارے ہوئے رہیہ و رہیہ  
کی بھی ۔

و ہرے جی اسے کہتی ہوئی رہیہ کی آواز آتی ہے  
نہر جا ، جس کے ، اس کی پی لے

رہیہ آؤ ہے

رہیہ جی میں !

بیگم : جی تو ہے

حاج صاحب : رہیہ بیٹی ! بس یہی ہے چاہی لے  
بیگم : اور کہہ کہ جے آئے ۔ مایوں حاج آتے ہیں  
رہیہ اچھا ۔

بیگم : صاحب صاحب ہے اسے کہہ رہی ۔

جس صاحب . بوڑھے شب آدھ سے دھڑکیں جاتے ،  
 بیگم : کہہ دے ہیں رات کو اس سے دوستی ملے گی  
 وہی حائجہ - اور میں نے بھی سوچا - اس نے دھڑکیں  
 نہ لگائیں تھیں

جس صاحب اس کی کر خوب  
 میری ہے

۳۔ یہ  
 بیگم : کہہ دے ہیں  
 رخصتہ : ابھی کہتی تھی مجھے کہ یہ ہے اس نے  
 ہے - بیکھا تک نہیں

بیگم : کہہ دے ہیں جان آئے ہیں ؟  
 رخصتہ : کہتی ہیں ابھی آئی ہوں -

۱۔ کہ اس کی خوب ہے اور جو رہتا ہے ہر  
 ممبروں کو جانی ہے  
 بیگم : آئی کدوا نہیں ؟

رہا وہ : وہ چلے گیا ہے وہی سے رہا - وہ کہہ دے ؟  
 بیگم : کہہ دے کہ سگولی ہے اس کے لئے - ہے آ کر  
 حنا صاحب : اوہو - اس میں خدہ ہوتی کہ ہے ؟  
 بیگم : وہ کہنے ہے کہ وہی ہے وہی ہے اس نے  
 (ایسا صاحب آئے ہیں - وہ کہہ دے کہ حنا ہے

میاں صاحب : اس نے صاحب سے ) دیکھ لیا حنا ہے جب



دنگم : مہر دہ کھو گئے تھے کھوئے ہیں چلے جا رہی  
 دیوہ صاحبہ : جا رہی ہے ۔ سرور جا رہی ہے ۔

(مہمان صاحبہ اپنے کمرے میں داخلے لگے جس پر )  
 یہاں کے یہ بھکاری کی توڑ رک رہی ہے ۔

جس صاحبہ : چلی ہیں ملتی ہو رہی ہیں ۔

جس صاحبہ : میں نے یہاں سے جگہ دیکھ لی ہے ۔  
 یہاں وہ شہرہ منگو رہی ہے ۔

دنگم : میں اس جا رہی ہوں ۔

جس صاحبہ : میری جگہ یہ ہے ۔ یہاں ہی ہے  
 یہاں تو یہ رہا ہے ۔ یہاں رہا ہے ۔  
 یہاں رہا ہے ۔

دنگم : رخصت ہو گا تو یہ لے رہی ہے ۔ یہاں رہی ہے  
 رہی ہے ۔

جس صاحبہ : یہ لے رہی ہے ۔ یہاں رہی ہے  
 یہاں رہی ہے ۔

دنگم : (مجلس سے اتر کر) رحیمہ کی بیوی  
 (رحیمہ کی بیوی قہقہہ سے کہتی ہے) "جی ہاں"  
 جی ہاں کی بیوی جلدی آ  
 رہی ہے ۔

رحیمہ : کیا کر رہی ہے تو ؟

رحیمہ : میری کمرہ کا یہ ہے ۔



جان صاحب کب "

رحیمہ : شام ہو ۔

ہنگم : سارے سو گئے ، ہر راتوں جلی جاتی ہے ، اور  
رحیمہ : غور ہی تو کریں گے ۔

ہنگم : میں کہیں خواب نہیں جاں ! یہ کھنکھاتا ہے ، ایک  
مصرعہ : حاتمہ : سیرت کی تمام کچھ بے بسی ہیں ،  
وہ خور کی صبح سے بیدار ہو کر بصرہ نکلتا ہے ۔ یہ  
گھٹا ہوتا رہتا ہے اس گھر میں ۔

جان صاحب : ( زور سے ہنسنے ) کیچڑی کے ہونٹ  
ہے ۔

ہنگم : اور میں تو رات سے سو گئے ، کچھ دیکھ کر کام  
کر رہے ۔

رحیمہ : وہاں سے کر نکال جاؤ گے !

رحیمہ : ارباب اپنی جان اس گھر میں بھی نہیں  
اپنی دھڑکی کا احساس نہیں ہے ۔

جان : ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ،  
ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ، ہاں ،

ثریا : سلام خاتون ، ہاں ، ہاں ، ہاں

جان صاحب : وعلیکم السلام ۔

ہنگم : یہ کیا حلیہ ، رکھتا ہے میرے ؟

جان صاحب : کیا ہے ثریا بیٹی !

ٹریا : ابک سچلی کی سال گزرتی ہے ۔

حاج صاحب : تو ٹھیک ہے ۔ وہاں جا رہے  
 ہیں ۔ اور کھوسے ۔ اس لادری سے دوپٹہ منگو ؟  
 میں نہیں ۔

بیگم : اور کوئی دوپٹہ ہیں بے گیر میں ؟

ٹریا : مگر کوئی سوٹ سے بیچ ہی میں کرتا

بیگم : سوٹ ؟ کوئی سروائی بے ؟

حاج صاحب : ہاں یہ ہیکے حاتم رنگ کے ۔ اوٹنے کے  
 سے تھی پڑاؤ کیوں ؟

بیگم : مگر یہ تو سوٹ میں دوپٹے موجود ہیں مگر  
 سوچ سے دیکھ رہی ہے کہ پاری رنگ کا ہی دوپٹہ  
 چاہیے

ٹریا : لادری سے کوئی سوٹ ہیں میں ؟

بیگم : سوٹوں کیا ہیں ؟ لادری کی ریشم ہیں  
 میں

ٹریا : آپ نے دیکھی کہا میں ؟

بیگم : نہ سوچتی تو وہاں سے نکال دیتی ۔ ہویہ ہی

ریشم کچھ لڑکھی ہیں ؟

ٹریا : وہاں کے چیرا بھی تو ہیں وہاں سے کپڑے

بیگم : مگر یہ تو اس کو ۔ کسی دوسرے دھری سے

میں رہتی ہے ۔ یہ ماں کی طرف سے رہتی ہے ۔





وہ د کھجڑی چہ کی دس کی ہٹی ہے ؟

شاں صاحب : چہ کی دل ؟ وہو !

یگہ : وہو ! اس کو کڑوں میں تے ۔ وہ کیا حردہ کر

ذہ کی ہے ہی جوع رہے ہیں کہ چھے وہو !

کھجڑی میں ہتی !

! یہ جب جاب کھڑی رہی !

شاں صاحب : وہو !

رصدہ : !

شاں صاحب : حہ ہوتاں ہر سے لانی تے من سے کہ

سے ! اس کی چھلکے ہی دل تے دلے ! حہ کی

آہستہ آہستہ ۔ وہ سے نکاتے ہوتے ہس کی

چھلکے وای دل !

وہو ! وہو ! رہی ہے ۔ اس کا حہ وہ ہے ۔

شاں صاحب : وہو ! کہو لا ہے اور اب وہ آہستہ

رصدہ : وہو ! کی طے ! حہ کی لکھی ہے کہ ہاں ! سب

! سے !

شاں صاحب : پھائی صاحب !

میان صاحب : فرمائیے !

شاں صاحب : کھجڑی اور ہار ہو ہی ہے ۔

میان صاحب : اب ہروت ہیں ۔ ایک آدمہ گھولتے دوڑہ

نہ ہی ہوں کہ آدمی رہہ و رہہ سکتا ہے ہی طرح

نہیں صاحب دے لیجئے جو ..... دھوٹا یا کر دوسرے  
ڈروائز سے باہر نکل جاتی ہے)

حاج صاحب : کوچڑی ہڈے میں دیر تک جاتے گی۔  
دودھ نہ لگو !

بیگم : کوچڑی بعد میں تک چڑے گی یہ روئے نام نہ کر  
دیتا، کمر طرح تھکتی ہے (ورجے اور دے  
کر) رعبہ - او رعبہ کی بچی !

(رعبہ کی باہر سے آواز "جی مس")

حاجی !

حاج صاحب : دودھ سے کیا ڈرگا - کھجوری سرا ہکا  
ڈالنا !

بیگم : جی بہتر !

(رعبہ روئے)

کڑیوں کا خیال کسی وقت چھوڑے کی ہر جا نہیں ؟  
سرور حادی سے دودھ نہ کر آ اور جیسی دل کر  
ہے اپنی کو دے !

(رعبہ کمرے سے نکل جاتی ہے)

حاج صاحب : حاوید ابچے نہیں آتا ؟

بیگم : ہاں مگر خاص خاص موقع پر ۔

حاج صاحب : میں خاص موقع پر ؟ مطلب ؟

بیگم : جب بیوہ کو ملے یا سے معلوم ہو جائے کہ کوئی



’اچھا آج ہے کوٹ یسوں جسے ہونے پر وہ برس کے  
کپڑے لگا رہا ہے۔‘

’امجد : وہ سبوں میں اے السلام۔‘

’بیگم : دل بھر سہا رہا ہے ؟ گھر کی کواڑی کھل رہی ہے ؟  
جس پر رشتہ سب کو سے کر چھٹی اوسے گڑھا ہے جس  
پر خدیجی شوبہ میں دیر تک کھڑا کیا رہا ہے۔‘

’امجد : بڑے امجد (س) میں دیر کھڑا کیا رہا ہے۔‘

’بیگم : کٹ ہال کھینک رہا ہے ؟‘

’امجد : جی میں اے‘

’بیگم : آگے چلے سے اب تک ؟‘

’امجد : سب حاضری ختم ہو گیا، وہ جہاز کو لے گا۔‘

’بیگم : رشتہ کڑا کم ہاں ہے ؟‘

’امجد : (راشٹری کڑا نکلی کر) یہ رہا ہے۔‘

’بیگم : اور جی ؟‘

’امجد : رشتہ کی دوکان میں ہے اے‘

’بیگم : بے کمر کپڑوں نہیں ہا ؟‘

’امجد : سب کھینک نکال چکی حریف ؟ امی بیک دوپٹہ‘

’میں بیک میں کام ہو سکتا ہے دو نہیں ہو سکتے اے‘

’بیگم : دیکھی آپ نے آگے کا آواہی بگڑا ہوا ہے ؟‘

’حادیہ آ رہی ہے عمر بچس اور اس کے قریب سر جے گا‘

’بکھڑے ہونے میں بڑھی ہوئی آنکھوں پر دینگ۔‘



جھوٹے ہر پروٹا میں برس (ہی ہے)

جاوید : ہر پروٹا میں برس !

حاج صاحب : فریادیں میری ہو ہوئی ہیں !

جاوید : وہی ہے آج کل کا حال ہے ۔

حاج صاحب : بقیہ حالات کے متعلق وٹوں سے کہا میں  
چاہتا ہوں ۔

جاوید : جی ہاں ۔ انسان دوسرے کے بارے میں بہت کچھ

جان سکتا ہے ۔ بنے متعلق نہیں !

اینگیم : بھائی جان ! ابھی اسی ہوں ۔ یہ رعیت و بی سکی  
بڑی ہے ۔

(اینگیم باہر جانے پر دروازے کے قریب سے اٹھ کر باہر چلا  
جاتا ہے)

حاج صاحب : تمہارے دروازے میں ٹوٹک بھی تھا ۔

وہی فلاسٹر بن گئے ہو !

جاوید : ہاں ۔

حاج صاحب : کیا ہے ؟

جاوید : فلاسٹر بن رہی ہیں اس کے ساتھ کہ وہ بیکار  
کیا ہے ۔

حاج صاحب : اس شور و فکر سے اس فضا میں کون سا رہتا ہے ؟

جاوید : اس فضا میں کون سا رہتا ہے ۔

۱۰۰ : تار تار سے دو تین بار گھومتا ہے اور پھر آنکھوں  
پر لگا رہتا ہے)



ہوئی ہے ۔ روشنی کی یہ کرنیں ہلکے مرسب ہے ،  
 لپٹک رہی ہے ، ہلکے خوب ہے کچھ ہے ابھی اور  
 جہاں ابھی ابھی ابھی اور ہے ابھی ہے ابھی اور ابھی ابھی ۔  
 ہے اور ابھی کے غریبوں ، ہلکے بڑا اور سرار حلال ہے  
 اب سائے اسے کوئی صبحہ سکنا ہے ۔

جس صاحب کیوں نہیں ۔ معلوم ہوا ہے آہنگل فستق کی  
 خاص بندوبست ہو کر رہے ہو ۔

حزینہ : آکر رہا سر کر رہا ہوں !  
 جس صاحب : سر کر رہے ہو ؟  
 حزینہ : سر ، آہ دل ، سر ، صبح و شام ، سر ، سر ، سر  
 سر گھڑی سر !

(ہنگم آتی ہیں)

ہنگم : ابھی ابھی آہ کس مصیبت میں پھنس گئے ۔ یہ  
 بڑی آپ کا دماغ غراب کر دے گا !  
 حزینہ : یہ ساری زندگی کا لیبہ ہے ۔ حباب رہی اور  
 کاندھ کو سمجھنے کی کوشش کرے تو کہتے ہیں  
 اس کا دماغ غراب ہو گیا ہے ۔

جس صاحب : ہنگم اس کا دماغ روشن ہوئے گا ہے  
 حزینہ : یہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کا دماغ  
 یہ ہے کہ وہ روشنی کے پیچھے ہونگتا رہتا ہے ۔ اس  
 سر میں ہے شہار متزلزل ، سرخسوں اور دھندلے اور

آوازوں سے گردنا ہے۔ دھڑکدھکیں خیمہ نہیں ٹھوڑا۔

اڑیٹھارے سر آؤں، رنگ، اور ہاں، حب ویرے کی طرف  
دیکھتے ہیں۔ یہاں سے آئے ہیں۔ ہاتھ میں اس کی

میاں صاحب : (خدا صاحب سے) لیجئے ملا خطہ لڑائی

خدا صاحب : کہہ دیا ہوا ہوائی صاحب ؟

میاں صاحب : دو بھی دن کے روبرو دیا ہے تو وہ بھی  
بالکل پیچھا۔

خداوند کوئی بات نہیں۔ بس اس کی بڑی بڑی  
بہن ہے۔

میاں صاحب : جب کر اور تلاش کر کے ہے

خداوند : آپ کو خود سے دیکھ کر، یعنی آپ کی تلاش

ہیں ؟ ج تو جری مہربان ہیں یہ سارا ہوا ہے۔

بیگم : سچہ ہیں ہیں اس کا ہوا ہے ؟

خداوند : سر اور سر، سر اور سر

بیگم : (اور دے کر) ویرے کی بھی

(اوپر دیکھ کر) آئی ہے

رسمہ : ہاں

بیگم : میں نے قبیلے سے کہہ دیا ہے کہ اس سے بھی

مگر خود میں ڈال لیا۔ ڈی ہیں

رسمہ : جی ہوں اسی

بیگم : سردار ' ' ہی جی لائی ہی ہیں (خدا صاحب سے)

بٹائی تھائی جان ! اب میں کیا کروں ؟

جاوید : سقر صرف یہ

بیگم : اللہ کرے میں تو اس دیپ سے سقر کر جاؤں !  
حال چھوٹے اس صاحب سے ۔

جاوید : سقر سے ۔ میں یہ جھوٹ بگائی وہ اس کا  
صبر ہے ۔

میاں صاحب : لست ہے اس گھر پر۔

! نکداس دہوار کی طرف بیٹھ گئی تھی وہ بیوہ سر جانے  
پوری بلا سے کتنی عورت جانتے تھے ؟

جاوید : ملاحظہ فرمے وا آگے ۔ ساموں جان ؟ یہی دودھ  
گلائی ہیں تھائی اب یہ سقر کرتی ہو اسے

بیگم : سہ ۔ دو ہنٹر مار کر، میں تو باگلی ہو جاؤں گی  
اس گھر سے ۔

( بعد آتا ہے )

امجد : میں ! باقی روز سے روز رہی ہیں ۔

جاوید : رات بھر ۔ صبر میں یہ مقام بھی ہے ۔

( میاں صاحب جانے لگتے ہیں )

جاوید : ساموں جان ! آپ کہیں چلے ؟

میاں صاحب : سقر کر رہا ہوں

امجد : ساموں جان !

سنگم : بھائی جان !

خاریب ، امجد اور رنجیدہ (ایک - دو) سامبرہ جان 1 ،  
ساموں جان ۔

(اس میں سنگم کی بھائی جان و ۔ جان بہ حبیبی ہوں خاص  
کی آواز ہے یہی شہس ہر جان ہے ۔ سنگم ، جان بہ ہر جان  
ہے ۔ اور جان بہ سب کی جان ہے ۔ انکیاں سے ہوا ہے لکھی  
ہیں ہر وہ حدی ہے کرتا ہے ۔)

کھڑکی

گردا

○ شکیوہ

○ رہ

○ دہ

○ ایای

## مختصر

ایک متوسط خاندان کا ڈرائنگ روم ۔  
 دیواروں پر تصویریں ۔ یہ تصویریں عموماً انسانی چہروں  
 کی تھیں۔ غریبوں پر درمیانی طبقوں کی جیسے ہیں۔ غریبوں کی  
 دیوار کے ساتھ مگڑھوں کی انٹیکو کے اوپر دو دو دیوار  
 گلدانی مگر ہونوں سے محروم ۔

ایک بے سے کچھ دیوار ہاتھیں خاص ایک گھڑکی ۔ شہروں  
 ہلکے کھینچے ہوئے ۔ اس منظر میں آسمان کی سیلابیں درمیان  
 کی دیوار اور دو دروازے ہوتے ہیں ایک سب سے زیادہ  
 میناروں میں جذب ہو رہی ہیں ۔

ایک بے کے لئے قابل کے ایک درمے پر صوفہ بٹ ، اس  
 کے ساتھ کرسیاں ایک بیانی ایک چاروں طرف  
 کے رہنے کے لئے ایک چاروں طرف اور پسینہ ، دیواروں کی  
 ایک طرف کتابوں کی شیلی ۔

اس دیوار میں جو دروازہ نظر آتا ہے وہ پر مے میں  
 کھینچا ہے ، دوسرا دروازہ جو اس کے بائیں ہے ، کھینچا  
 ہے اس کے آگے کوئی اور کچھ ہے ۔ دیواروں پر  
 ہونڈلوں پر مے ہوتے ہیں ۔

کمرے کی فصاحت میں ایک خاص قسم کی آدمی کا احساس  
 ہوتا ہے ۔ اس کی وجہ غائب ہے کہ تمام دیواروں پر





• ن : بڑی دیر لگا دی !

زہر : کیا حالتے اماں ! خرید و فروخت ستر ڈیر ڈوہی  
جاتی ہے ۔

اماں : (مسکرا کر) خرید و فروخت !

اماں کھسوں دو ڈیکھی ہے جس کا مسب یہ ہے ۔  
خریدا کیا ہے )

زہر : خرید تو کچھ زیادہ ہیں ۔

شکیبہ : اور فروخت کا سواں ہی رہتا ہے ۔

زہر : فروخت کی کرہ تھا ۔ در حال میں ۔ کٹر کے ہاں  
ڈیڑھ دو گھنٹے بیٹھا ہوا ۔

اماں حالتے لگی ہے )

میں نے کہا اماں !

( تاک جاتے جاتے رکہ جاتی ہے )

ہم نے میں دوائیں ہیں ۔ اچھے اچھے کئے ۔ تو ہی پی کی  
ہارتی میں رکھ دیا ۔ مسرور کر چاہے میں جاتے تو  
بڑی ۔ ہرانی ہوگی

(اماں تہمت میں سر ہلاتی ہے اور دروازے میں سے نکلی  
جاتی ہے )

شکیبہ : گھڑتے رکہ دوں ۔

زہر : اماں تک ہیں سمجھنا ہوں ۔ یہ ڈالنے جیہے ہی

اس لیے گئے ہیں کہ انہی نہ ۔ توں میں مدد دے جاتے

کوئی اور معصوف تھا ہے ۔ کا تو وہ میں ہیں جانتے !

شکایت : مسکرا کر) اور مصروف کیا ہو سکتا ہے ۔  
 زبیر : شاید !

شکایت نگار کی طرف حلق ہے ۔ دونوں جلسے گھماؤں  
 میں کوہنیتی ہے ۔ ریور ذرا فاصلے پر کھڑے ہو کر اس  
 سر سے انگلیوں کو دیکھتا ہے جسے ساڑھے دو گنا ہے ۔  
 وہ وہ نگاہوں کی شان درلا ہو گئی ہے ۔

شکایت : آپ کا حسن ظن ہے ۔

ریور : اور اب یہ تصویر سے بھی رکتے ہو

اس سے مصداق پیدا ہے اس تصویر میں ایک ، اس  
 عار ۔ ہوا کی ہے ۔ شکایت اس سے تصویر پر کر انگلیوں  
 کے سر ہاتھ میں دے رہی ہے ۔ اس کچھ بدلے ہوئے نگاہوں  
 ہے ۔ کھڑکی کے سر پر آج ذرا رکھ رہی ہے دونوں ہاتھ  
 بند کر کے ہونٹوں کی طرف کر رہی ہے ۔ ریور سے کہتا ہے ۔  
 رہتا ہے ۔

شکایت : کہیں کہہ رہا ہے ؟

ریور : بلکہ تم سے کہتا ہے ۔

شکایت : تصویر کے لیے یہی حکم سامنے معلوم ہوتا ہے ۔

ریور : تصویر کے سے تو یہی جگہ مناسب ہے مگر میرا مطلب

یہ تھا کہ تم نے وہ کیا جو کھڑکی بند کر دی

تو نہی ہوا آ رہی تھی ۔

شکایت : ہاں ہاں ۔ اس عمارت کی انگلیاں ، پھر سے بگڑ رہی ہے ۔

شکایت :

شکایت : کون جو بہا رہی ہے ۔

جی ایک پیشی گہٹی گروہ چھوڑا ۔ اگرچہ مجھے  
 بیعتی کا دعویٰ وہی ہے اور یہ آج بھی غلام ہے  
 کی کوشش کی ہے میں ۔

شکریہ : ہستی گوئی !

راہ : ہے ہستی گوئی وہی سمجھو اور دے ، ہوش حرج  
 ہے ۔

شکریہ : ہے کیا ؟

راہ : یہ پیشی گوئی ہے کیا ؟ دے دے دے دے دے چلا  
 راز تک آپ کی صحت قابل دستک ہو جائے گی ۔  
 دیکھو گا کہیے گا کاش ایسی صحت تھوے بھی نصیب  
 ہوتی ! وہ چہ سہ ہے نا دے آفتاب ، چہ ہے ۔  
 کچھ بسا ہی معاملہ ہو ۔ ولا ۔

شکریہ : شکریہ شکریہ ! واقعی یہ کچھ رہے ہیں اب  
 ۔ ہیں !

راہ : آ رہی ہے کچھ رہے ہیں ۔ راشا شہ چہرے پر نگہی  
 تو میں رہی ہے ۔

البتہ برے لیے کڑی ہے ۔ صبر صونے کے سامنے رکھو کہ  
 میں ہر خیال رکھ رہی ہوں ۔ ہوائی برے ہی ہوں اور  
 ہیلے کٹھا لٹی ہے اور چائے پکٹی ہے

ہاں !

اباں : جی !

زیر : آج کی ڈاک ۔

عاق : اوہ ۔

زیر میں دھو رال کو ہنگ کاغذ لٹائی ہے در سیاہی +  
کیونہ سے لگی ہے ؟

شکیلا : دارم معلوم ہوتا ہے ۔

زیر : ( در سے نکرتی ہے )  
Reaching Monday by  
Mail.

شکیلا : کون ؟

زیر : راحت ۔

شکیلا : کون راحت ۔

زیر : میری بہنوں رحمت ۔ رحمت ہے تو میں چکی ہو ۔  
یہ اس کی بڑی بہن ہے ۔ کچھ مدت سے انگلستان میں  
رہی ۔ چند ماہ جوئے ہوئی ہے ۔

شکیلا : کڑی کس وقت پہنچی ہے ؟

زیر : آج ہی ۔

شکیلا : اب وہ کھلائی کی گڈری پر ہار ل کر تیس  
مہر اوپر ہو چکے ہیں ۔

شکیلا : جاتے تاکر سوہر کو دہنی ہے ۔ پور ہو جائے  
مے لکٹی ہے ۔ ( اس میں جاتی ہے )

زیر : سٹیشن پر جانے کا یہ وقت نہیں رہا

شکیلا : آئے میں انہیں تکلیف ہوگی !

زیر : ڈیف کیا ہوگی ۔ سڑک ، گھر کا نام وغیرہ ۔

فوائد آگے۔

رحمت پر ہی رہنا تو سہی جس مادہ میں ہے اسی مادہ سے  
رجو کی عدم عقلی وجہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ  
موجودگی پر نہ ہے۔

راجت : (ع + ج) = جازم علیہ

شکایت، علیحدگی، عدم -

راحت آ ہو گی ہوں یاد دہائی ہے ۔  
 شکریہ خزانہ کیوں ۔ اب کیا رہنا گھر ہے ۔  
 بھرتے ہوئے کوٹ دہائی تو میں ہوں اب ۔

(پھر سبک کیسے ایک طرف رکھ دیتا ہے)

زیر: یہی ہمارے ہی معذرت کر چکا ہوں کہ وہ  
نہیں پہنچ سکا

شکایہ ۔ ہم دیر لگ بھروے ۔ آپ کا دور ہی ابھی ۔ لا  
جی۔ بیٹھی پر جا، نے کا وقت نہیں تھا ۔

رحمت، محبت، کوئی دقت نہیں ہوتی۔

(شکریہ کو بخور سے دیکھ کر)

”اللہ ایتنی بے دری دلہن ہے۔“

(شکریہ رجا کر سہ دوسری طرف پھرتی ہے)

سب کچھ سیکھ لیں! میں نے ذی کے وقت سب  
مٹا دی ہیں۔

”برہمنی بد چٹا ہوں!“

”راحت، شہید، بی بی، بھل کے لیے کہا گیا ہے،  
پہلے آپ!“

شکریہ! ”آپ رہا۔۔۔ رمضان! کریں!۔۔۔“

”خوب صبر رہے، بڑا حال ہے۔“ شکریہ نے اس کے پاس پہنچ  
جاتی ہے

زیر: چائے کے لیے ذرا کچھ دوں۔

(زیر باتیں دروازے میں سے نکل جاتا ہے)

راحت: خوف گہرا رہی ہے۔

شکریہ: جی ہاں آپ کے بھائی جان سے معصل تعارف ہیں  
کر یا اب ہے۔

(شکریہ سے معاوضہ کرتی ہے)

”بک عہد سوہر کی، وی ہوں، اور دو عہد بھون  
کی ماں۔“

شکریہ: اور!

راحت: نور۔۔۔ یہ کہ انگریزی کی بکچرا ہوں

لڑکیوں کے کالج میں — اسی نو بی کالہ ٹا

(زیر دروازے میں سے داخل ہوتا ہے)

ریڈر : اور مگر عذیات بھی ہوں۔ یہ کہہ بہوں کئی ہوں  
راحت !

شکریہ : کہ

راحت : کچھ ہوں۔

زیر : شکریہ میں اس وقت سے کچھ معدنی دیکھتی  
ہے۔

راحت : میں تو کہتی ہوں کہ اس ایک نام لکھنا  
ہوں۔

شکریہ : کیا فرمایا ہے

راحت : عرصہ یہ کہ وہی ہوں کہ انکسید سے تونی تو  
بہت مناسب کالج میں لکھیری پڑھانے کی سہولتوں  
بھرتی ہیں ہوں۔ میں گورنر کالج کی سہولتوں سے  
باز ہوں۔

شکریہ : آپ یہ سب چاہتی ہیں میرا مناسب ہے گورنر  
کالج میں ؟

راحت : فی الحال تو کچھ کہا نہیں ہو سکتا۔

ہرکات دو تین روز میں ! عرصہ اس کے بعد ہوگا

اساں چاہتے ہیں کہ اسے لے کر آئی ہے۔ یہاں وہ بہتر  
رکھیں لگتی ہیں



شکریہ : سرور : کیا ہے !

راحٹ : ہر چند کہیں نہیں ہے — ہے !

سکر : جاتے ہوئے نکلی ہے ۔ سنجیدہ ! رہ رہہ سکرانے  
ہیں

شکریہ : کیسے جمع

راحٹ : ایک دھڑاں ہیں ۔

شکریہ : مہر کیا رہا ؟

راحٹ : بڑا خوشنکوار

راہر : کیا ہے یہ بوجہ کہ بڑی میں توں مسکرائے  
وہ ہیں ہلے ۔

راحٹ : یہ قسم ہے ۔ میں بھی ملوث رہا !

شکریہ : میں میں دو جمع چھی ڈال دیتی ہے

بھئی کیجیے ' ہالی آپ میرے سے بنا رہی ہیں ؟

شکریہ : ہر دن

راحٹ : آپ کے ہالی دو جمع ڈال لے آں ۔

راہر : تو ایک جمع اور ڈال دو ۔

راحٹ : مسکرا کر مہری بیانی میں مہری ایک جمع !

شکریہ : Sorry ۔

شکریہ : مہری بیانی میں میں کا ایک جمع کا ہی ہے

راحٹ : شکریہ ! شاپنگ کیا ہے !

رہیں : وہاں سے جو کہ گھر سے ہیں اور تصویر بھی ان  
ہی خریدتی ہے ۔

راحت انکھی کی غری ڈھنگہ دے ہے

آپ کو چند کہیں سے : ہی دجہنی معنہ ہوتی ہے ۔

میڈا چائے پئے کہے ہیں

شکینہ : یہ تصویر کی جہاد کی ہے

راحت : آپ کو اترتی نہ روں سے ، جیسی ہیں ہے ۔

سکینہ : ہر جہاد کہیں ہے ، میں ہے ۔

سب مسئلہ ہے

رہیں : ہر سب کی ہے

راحت : صبح

رہیں : کہیں سے ہی معاملہ ہے ۔ ہر سب کا دوسرا ہے  
چھوٹے ہیں بگنے ۔

(شکینہ اس کے والی سے پوچھ کر کہہ کر رہی ہے)

راحت : کیوں ؟ کہاں جا رہی ہیں آپ ؟

شکینہ : ڈھنگہ کر رہی ہیں ۔ ہر جہاد میں کیا ہو رہا ہے ۔

رہیں : کہہ رہی ہے ۔

سکینہ : وہی کہیں ہڈنگ کا ہے ، اس کے کہہ رہی ہے راحت

میں : مدد نہ چاہی انہوں نے ہیں ی عورت :

(شکینہ : ہر سب کے ہیں ۔ بگنے کی ہے



$$T^{\mathbb{A}}_{\mathbb{A}} = \mathbb{A} \quad \text{and} \quad T^{\mathbb{A}}_{\mathbb{A}'} = \mathbb{A} \otimes \mathbb{A}'$$

والله اعلم

د اېمر : د کابل ولسي جرگه - ۱۰

مکتبہ اہل حق و اہل باطل کے درمیان

میں نے اس بات پر یقین کر لیا کہ

رحمتہ - دیانتی حالہ : جب آدم اللہ جل جلالہ سے ملے تو فرمایا کہ

کون عتی بھی ہے تو وہ کون ہے؟

1. *U. pinnatifida* (L.) Lamour.

تذکرہ : اکثر مریدے کہہ دے کہ ہم مریدوں کی ایک جماعت ہیں

میں نے سوچا کہ یہ ہے۔ لیکن اسے سمجھنے کے لیے اس کی زندگی کا مطالعہ کرنا پڑا۔

(راجہ دوسری ہابی پہنے لکھن ۱۰۰)

## حرف کاف

و ۲ : داده های مورد نیاز

رات بیاید.

• 1997

راحت : میں بے تعلقی اور - منکر ہیں - جھوٹی طور

اس قسم کے افکار عام مدارس اور کول میں بھی پھرتے



زائر: شخص سے کام نہ لو۔ میں نے اس کی طرف سے کامی

پیشہ

رحمت نے ساراں کہہ دیا کہ وہ میری کافی بات رہی ہے ۔  
 ”جہاں یہ رہے اب یہ شان کس ہے ؟“

زائر : جس دھندوں کو ہے کہ وہ کچھ اپڑیں ہے ۔  
 رحمت : وہ کیسے ؟ ۔ دلی کے بعد کوئی تھوڑا شکرار  
 واقعہ ؟

زائر : میری رتی ! ہے سو سبکو سولہ میں لگے رہی ہے ۔  
 سگریٹوں کی کبھی دوست ہی نہیں آتی ۔  
 رحمت : کوئی اب تھا ۔ جس کو دیکھی اب ہے ؟

زائر : دو میں جسے خاموش رہتا ہے ۔ پھر ابنگا اب گھوڑے  
 سے کمر باندھ کر رکھ دیتا ہے ۔ جب سے سگریٹ اور  
 ڈاکٹر بٹاتا ہے ۔ سگریٹ بٹاتا ہے اور کہہ لے ”کوئی“  
 ”اب لڑ رہا کرنا ہے“

زائر : یہ انداز کی دیکھ رہی ہو تو  
 رحمت : کیوں سے کھڑی کھڑی ہے  
 زائر : اب کھڑی نہ رہا اب کی باتوں رہتی ہے ۔  
 حلق ہے ۔

رحمت : اس کا دیکھ کس طرح چلا ،  
 زائر : یہ کھڑی ہم دور پر رہتی ہے ۔ میں اسے ہم  
 ہی دیکھ رہا ہوں ۔ کبھی ہم ہی رہے دیتا دیتا اور  
 کبھی کھول دیتا تھا ۔ جب کھول دیتا تو دوسرے  
 دلی پھر ہمہ جات تھی ۔ اب بالکل معمولی تھی ۔

میں نے سے کھڑی اٹھیں وہی دی وہی کمرے  
 کی کھڑکی بند رہے ، کبھی اس سے کڑی جڑ  
 ہے ۔ اماں سے کہہ رہا تھا کھڑکی کھول بند کر  
 دیشی ہو مگر وہ کبھی نہیں ۔ جی میں نے سو کہیں  
 سے ہوا وہ ہیں لگا رہا وہ وہاں ایک دم کی ۔  
 ہے ۔ ہم میں ابھی بکیر دیکھ کر کڑی ہو رہی  
 بیٹھے گئے ۔ اس دن بڑی گرمی تھی ۔ میں نے ٹھکرا  
 کھڑکی کھول دی ۔ کچھ دیر کے بعد کچھ کپڑے  
 اور موٹے کے سے چلے گئے اس رات کچھ واقعہ  
 ہوا وہ میرے شے ایک ہمارا ہے ۔

### راحت : کہا راتہ ہوا ؟

زبیر : آدمی رات کے وقت بھی میں حوشوڑ ہوا ، میری  
 آنکھ کھلی گئی ۔ دیکھا کہ شکیہ ہمارا رہی ہے ۔  
 تو دی مگر اس نے کوئی توجہ نہیں کی مجھے کھڑکیوں  
 محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں بند تھیں ۔ میری  
 ہونے وہ میں سے کڑی ہو رہی تھی ، اس کے  
 ہونے ہونے چاہئے تھا ۔ وہ رائٹک روم میں گئی ۔ کھڑکی  
 کے دووں تک بند کیے اور موٹے لکڑی میں جھکی  
 سے واپس آکر بیٹھ میں لیٹ گیا ۔ وہ بھی کڑی  
 ہلنگ پر بیٹھ گئی ۔ اس وقت وہ میں نے چلا ۔ وہ  
 لی ۔ صبح آس ہے اس حرکت کے بارے میں پوچھا و

اس نے صاف کہہ دیا کہ اسے بکھڑکی کا کچھ  
علم ہی نہیں ہے !

راحت : کچھ علم ہی نہیں ہے !  
راہ : ” ہاں س کے ہند یہ عوا تہ میں حب ہی کھڑکی  
میں بکھڑکی تھا، قورق کھول دیتا تھا ۔ ایک دن حب  
میں بکھڑکی تو اس کی خوب حیا تھا کہ وہ  
دھڑلے دہ لڑ دیتی ہو ۔ معلوم میں نہیں کہ ہو  
گیا ہے ۔

راحت : شکبہ یہ پائیں میں ڈھی تھی ۔  
راہ : وہ دوسرے کھوے میں تھی مگر وہاں تک مری  
آوار یہ ۔ ہی پہنچ سکتی ہی کہ ۔ و ہی اسی سے  
جھٹکا ہوا مگر کہہ رہا تھا اداس ہے ۔ بعد میں مجھے  
ہی اس حرکت پر سب المومس ہو ۔ بیک و ہٹ  
کو ہر کسو تصور کے پر بھلا کہہ اور ہی کار دے  
ہو شکبہ پر جو و دوسرے لئے بہت شکر دے ہوا ۔  
میں دن ہو وہ چ ۔ جب رہی اور دوسرے دن ہوا ہو  
گی اور راج نہیں ہو کہ اس کی صحت بھلی ہوئی ہے ۔  
راحت : کھڑکی تو اب بھی بند ہے ۔

راہ : کھلی ہی مگر اس نے اگلی ہی ہو گاندھے رکھتی  
ہوئے دے دے میں بند کر دی ہے ۔  
راحت : آپ نے خود بھی تو کچھ سوچا ہوگا ۔

راحت : کھڑکی ہے اسے کیا تھیں ہو سکے ؟  
 راحت : بھائی ہے سہی دو سے ہڈ کر ڈیسی ہے یہ  
 بھائی غیر سغری معلوم ہے ۔ کہیں اب نے سے  
 کھڑکی سے دھر دیکھتے ہوئے باہر ہے ؟

راحت : کہیں نہیں

راحت : پھر کیا ہے ؟

راحت : دیکھو تو ۔

( پیر کھڑکی کے منہ کو اس کے باپ کو دہاتا ہے ۔  
 بھائی کھڑکی سے دھر دیکھتے ہیں )

راحت : یہ تو کیا ہے چہ ؟

راحت : یہ چمڑی ماسہ دور تک دلا د ہے ۔

راحت : کھڑے سے بیٹھو اور کھڑکی سے دھر دے !  
 بھائی

راحت : ( غصہ سے کہتے ہوئے ) چمڑی ماسہ ہی دیکھائی  
 دے گا ہے ۔

راحت : آپ کہیں سے چمڑی ماسہ کئے گئے ہیں

راحت : شکینہ کے پاس ؟

راحت : ہاں ۔

راحت : کبھی نہیں ۔ سہ چمڑی کے قریب سے سرور گئے ہیں  
 ہیں ۔

راحت : آپ نے کہیں اسے اوپر جانے کے لئے کہا ہے ۔



زیر : وہ پہاڑ پر چڑھتی نہیں تھی ۔

راحت : کیا کہتی تھی ؟

زیر : کہتی تھی سسپت تو تک جانی ہوں ۔

راحت : سسے کی کڑی سس کو، ہوں ہوں ۔

زیر : کس کے بارے میں ؟

راحت : وہ سرخ کے نئے پہاڑ پر چڑھنا پسند کرتی تھی با  
زیر ۔

زیر : میرا خون ہے زیر ۔ شہر کے باہر جو پہاڑ ہیں  
وہاں چڑھنا پسند کرتی تھی آج بھی وہ کچھ زیر وہاں  
گھومنے رہے ہیں ۔

راحت : شہر سے پہلے ہنگامہ کہاں رہتی تھی میری  
مراد یہ ہے کہ اس کا بیکہ کہاں ہے ؟

زیر : وہاں سے کچھ دور ہیں وہ ڈھکھڑ ۔ سسے  
تک پہنچتی ہوں جیسے ڈھکھڑا ہے وہی ہے ۔ یہ  
کٹا ہوا ہے ۔ اسی کے کسرے خشک ہونے لگے ہیں  
رہے ہیں ۔

راحت : آپ نے اس مسئلے میں سس کے ہیں بوٹیوں سے  
کیسی کچھ کہا بھی ہے ؟

زیر : کبھی نہیں ۔

(شہر کے اندر آتی ہے جس کھڑکی کے پاس ڈھکھڑ کمر کچھ  
پٹنگ ہوا ہے ۔ خاموش رہتی ہے ۔ زیر سڑک پر دھنک رہی ہے)

شکیبہ! آگاہیں ہم

(راحت کھڑکی سے ہٹ جاتی ہے)

راحت : (مسکرا کر) میں ڈبکھ رہی تھی کہ وہ کب آئے گا۔  
تک وہی ہی گئی ہے۔

شکیبہ : بچے کتنا اگلا رہا ہے

راحت : اچھا، پھر راحت۔

راحت : چلئے

شکیبہ واپس ہی جاؤ ہے راست کھڑکی بند کر رہی ہے  
اور رہو گے بچے پہنچے گا وہاں کی طرف جا رہا ہے۔  
اسی حالت میں پردہ اُٹتا ہے۔

دوسرا منظر

ڈرائنگ روم : روشنی ملنے کے ساتھ میں سامعہ دھڑکے۔  
بہن : دو گھنٹے ہو چکے ہیں اور شکیبہ نہ آئے اور وہی غوطہ  
سیراؤ میں۔

راحت : پتا نہ چلتا تو فائدہ چسے گئے۔

شکیبہ : کہیں نہیں اپنی منکشاں پر آئے۔

راحت : آپ جلدی سے جانے کے لئے دی تو نہیں۔

شکیبہ : دس گیارہ تو بچ ہی جاتے ہیں۔

راحت : میں تو سو رہی ہوں، بستر پر لیٹی ہوئی ہوں۔ اور

پورے تھکے ہوئے نہیں آتی۔

شکیبہ : بستر پر لیٹ کر کچھ کھانسی رہتی ہیں

راحت : بید لائے گا اسلئے بسجده ہوئے کوئی سجدہ ہو  
 قہر کی کڑبڑ ہے نکلیں ۔ ہر روز تو نہیں کٹھن  
 کرکھی جی اسجده سہل کرتی ہوں ۔ آپ کیا کرتی  
 ہیں ۔

شکیبہ : کچھ نہیں ۔

راحت : کچھ ہر ی ہوس : د آئی ہوئی گی ۔

شکیبہ : ہر ی باتیں ۔

راحت : مجھ کے نصیے ۔

شکیبہ : جی ہاں ۔ آپ کئی ہو رہی گی ۔

(آہستہ نکلی ہے)

راحت : آپ اسلئے کہہ آئی ہیں کئی ہاں کر لے لائیں  
 لے آئے گی وہ

شکیبہ : اوہ خال نہیں رہا ۔

(شکیبہ ہنسی جاتی ہے)

راحت : (دھر آکر مصری ڈالتے ہوئے) ڈارنگ روم تو

آپ کے عیب سے بھر گیا ہے ۔ مصروفوں کا اسجدہ حاجے

نور سے ہیں معریب ہے ۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو

لنڈ سٹاپ سے ڈیڑہ سیٹی چسپوں سے داچہ پی ہے ۔

شکیبہ : میں دیر نظر آپ سے بھی دچسپی ہے ۔

راحت : کس قسم کے نظاروں سے ۔

شکیبہ : کوئی دم نہ دے رہی ہے

راحت : ابھی کچھ دیر تک میرے حق میں درخت سارے سر رہا  
چلے ، باج لے اور ہاڑ شاہیں ہیں ۔

شکیبہ : حق ہے ۔

راحت : میری بھی ہاں ( کڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے )  
دیکھ رہی ہیں ۔ بڑا اچھا سفید نظر ہے ۔ پ ۔ پ ۔ پ ۔  
کئی دیکھتی رہتی ہوں گی ۔

شکیبہ : کبھی کہیں ۔

راحت : سن وقت تو میرا بڑا چھوٹا ہے ۔ معلوم نہیں ۔ پ  
دب گئے ۔ ہرے میں گھسا دیکھتی دیکھتی ہے ۔ ہزاروں  
کی مدد کرو ۔ میرے سر دیکھو ۔

شکیبہ : آپ دیکھوئے ۔ میں ڈرا گئی

راحت : کل ۔ نے کی پ کیوں تکب کر رہی ہیں

( بہت کھڑکی کے پاس آ کر ان کے سر گھومی ہے ۔  
شکلہ دیکھ رہی ہے ۔ ) میں نے دیکھی ہے ۔ رہا ہے ۔  
دیکھ رہی ہے ۔ )

پ ۔ خوب صورت نظر ہے ۔ ساروں کی مدد میں روشنی میں  
کاتب بڑی پراپر ہے ۔ ای ۔ ہر شے پر ایک  
سحر ۔ چھاپا ہوا ۔ معلوم نہیں یہ منظر کب چھاپا  
گئے یا بچھے ہوئے اچھا نظر آتا ہے ۔ کیوں شکیبہ !

( شکیبہ ابھی تک وہیں کھڑی ہے )

میں سے کہا درا آئیے تو ۔

(شکبہ ابھی تک وہی ہے)

شکبہ : میں بارہا دیکھ چکی ہوں ۔

راجت : اہی کس دن میں ایک عہد میں ہوتا ہے جو دن

کو لیتا ہے میرا میرا رہتا ۔ میرے لئے تو یہ ماحول

کبھی ابھی بے ہے تب کے ہے میں ۔ کیوں (بڑا کر

شکبہ کو دیکھتی ہے) ارے ۔ آپ وہیں کھڑی ہیں ۔

ہو رہے تھیں تو نہیں ہے ۔

شکبہ : ہاں میں ۔

راجت : پھر کیا باب ہے ۔

شکبہ : کوئی بھی دو بات ہیں ۔

(شکبہ ادھر جانے لگتی ہے)

راجت : دیکھوئے تو۔۔

شکبہ : (کچھ کی سے ذرا فاصلے پر وکھ کر) ہاں

راجت : ایم نازکی اور ایم روشی میں ڈوں ہوئے تھا کبھی

وہ سارا معلوم ہوئے ہے ۔ محسوس ہے کہ گہوارے میں

کسے صوبان آسودہ عذاب ہیں ۔ سہ روز کا کارواں نہ

جانے کس منزل کی طرف دوں دواں ہے ۔ جہاں ازل

اور اب کا سہرا مٹ جاتا ہے ۔ زندگی اور موت کے

درمیان کوئی فاصلہ ہائی نہیں ہوتا ۔

شکبہ کو دیکھ کر اور مسکرا کر)

کہاں! تیرا کنبہ رہی ہوں میں - یہ سوچتی ہوں تیری

محبت شاعرانہ سراج کی عورت ہے وہ!

شکریہ : شاعرانہ سراج میں آخر کہا ہرانی ہے -

راحت : کہ ہرانی ہوگی ؟ صبح آسہ یہ ہے

ہاتھ لگائی گئے کر آئی ہے - یہاں وہ عمرہ پہن

تپائی شکریہ کے پاس ہے جای ہے

راحت : شکریہ وہ بتا ہے - محبت آہ سے سفر لے گئی

میں تو یہ سنے رہی تھی کیا کیفیت ہوتی ہے

شکریہ : کہ کیوں ؟

( س : کائی پاسے ہوتی ہے )

راحت : میرے دل و دماغ پر جو ایک حیرت انگیز کیفیت

ہو جاتی ہے - آپ کی حد تک جو ایسی ہیں ہوتی -

(شکریہ کائی پاسے رہتی ہے)

وہی شکریہ : ایسی کیفیت میں ہر لمحہ محبت بھی

ہوتا ہے -

(شکریہ کائی پاسے کر راحت کے پاس آتی ہے)

شکریہ : (کائی پاسے ہوئے) جہاں بہا!

(شکریہ ہی پاس بھی آتا ہے)

میں نے کہا وہ دیکھئے -

(شکریہ پاس کے قریب ہو جاتی ہے)

150

١٠٠٠

-  $\Delta \mu = \frac{1}{2} m v^2$

أحبُّ أنْ أكونَ في


$$E = \frac{1}{2}mv^2 = \frac{1}{2}m\omega^2 r^2$$

1.  $\frac{1}{2} \leq x \leq 1$  and  $\frac{1}{2} \leq y \leq 1$

در بحث پادشاهان و ملوک و سلاطین

1. 5 2. 12

الحب =  $E = \frac{1}{2} k x^2$        $x = \Delta r$        $k = \text{قوة الربط}$

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 277: 1033-1036.

— 15 —

$$H_1 = \{H_1, H_2, \dots, H_n\}$$

شماره ۱۰، فصل دوم، بهار و تابستان ۱۳۸۷

[illegible]

$\frac{d}{dt} \left( \frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

حجۃ، انگریزی = اسی کہنا کہ وہی ایسا چیلر کی طرح ہے۔

۱۔ آخر پہاڑ ہے۔ میں بناؤں آپ کو۔۔۔ دیا میں

میر کے ہر شعر کا مقام ہر واقع ہے مگر میں چھین میں گھر ہے

۴) اگر کسی کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ اپنے لیے کچھ کرے گا تو اس کی توجہ بہتر رہے گی۔

ی سے کہی رہے ہیں۔ جی ایچ ایف کے لیے کام کر رہا

۱۔ میرا نام بھی میری برائیوں سے مراد شو و نہ شو

۲۔ میرا نام میری برائیوں سے

۳۔ میرا نام میری برائیوں سے

۴۔ میرا نام میری برائیوں سے

۵۔ میرا نام میری برائیوں سے

۶۔ میرا نام میری برائیوں سے

۷۔ میرا نام میری برائیوں سے

۸۔ میرا نام میری برائیوں سے

۹۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۰۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۱۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۲۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۳۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۴۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۵۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۶۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۷۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۸۔ میرا نام میری برائیوں سے

۱۹۔ میرا نام میری برائیوں سے

۲۰۔ میرا نام میری برائیوں سے

۲۱۔ میرا نام میری برائیوں سے



رنگ ... کے وقت آخری کہیں میں جا پہنچے تھے ۔  
 وہ آدھی کھجور میرے گھر سے کوئی ڈیڑھ ... دور  
 ہیں ذرا دیر لگے تھے ۔ اور سے سے دیکھ کر میں بھی  
 سو گئی ۔ لگتے ہیں ۔ ایک سایہ سا ہمارے بچھنے بیٹھے  
 چلا رہا تھا ۔ آج بھی جب یہ واقعہ آنکھوں کے  
 سامنے ہمارے لگتا ہے تو دل میں خوب لگ بک ...  
 احساس چاک آتا ہے میرے حال سے آپ کو کبھی  
 ... غریب ہیں ہوا ۔

شکریہ

رحمت : آپ کو کوئی وعدہ ... (مڑ کر شکریہ  
 کو دیکھتے ہوئے) کوئی صورت ، کوئی نواز کچھ  
 ... ہیں ، آپ کر  
 شکریہ : یک دور ۔

رحمت : جو دور کبھی آپ ابھی ہو گئی ۔ ... سے میرے  
 میں ... ہیں ... کے ساتھ کھیتوں سے اب  
 رہی بھی دور کسی طرح پر کوئی پرندہ بولا ۔  
 بہ اور ... میرے دل میں اتر گئی ۔ آپ نے  
 کوئی آواز سنی تھی ؟

شکریہ : یہ اوار ۔

رحمت : کسی ہر لمبے کی تھی کہا ۔

شکریہ : یک چیخ تھی ۔

راحت : چچ

شکینہ : ماما کو جیسے ' میں ہی ' کیا قصہ لیے بیٹھی ہوں ۔

راحت : چچ کسی کی شکینہ میں

شکینہ : کدو میں چائے سے دھوئے ہو انگلیں

راحت اس کا ہاتھ پکڑ لے

راحت : میرے ' سو سو کر کا ساتھ کچھ بدھ میں ہے

کچھ ' فحش کی چیز تو دھو میں ہمیشہ ایک حسنی

رٹے کی ۔

شکینہ : وہ

راحت : چچ کسی کی

شکینہ : ایک چچ اور بچہ بڑھاپے میں سو

راحت : آپ کے ۔ یہ کوئی تپ

شکینہ : میں سہارا کئی توں ۔

راحت : جینے کی گئی ' بڑا کس کا ۔

شکینہ : میں میں ۔ ہی سہلے کچھ خبر تیں ۔ اب ہم سے

کیوں پوچھ رہی ہیں ۔ میں کچھ میں جانی ۔

ایک ۔ ایک نام پہلے ہٹا دو گے ۔ یہاں اس کے ہاتھ

کو پکڑ لے اور وہ صاف ہو بیٹھ ۔ یہ ہے ۔ وہ اس عورت

سے چاہا اور یہی ہے ۔ راحت میں کی طرف آئے

راحت : (بہچے میں ملازمت) شکینہ

(شکینہ کوئی جواب نہیں دیتی)



[illegible]

— *Chlorophyll a* (mg g<sup>-1</sup> FW) = 12.72 (OD<sub>680</sub>)<sup>0.78</sup> + 0.05 (R<sup>2</sup> = 0.98)

1. 2. 3. 4.

— *Journal of the American Medical Association*, 1997

— *Journal of the American Medical Association*

... ..

$$y = \frac{1}{b} \left( \frac{1}{a} - \frac{1}{a+b} \right) = \frac{1}{b} \left( \frac{a+b}{a(a+b)} - \frac{1}{a+b} \right) = \frac{1}{b} \left( \frac{a+b-1}{a(a+b)} \right) = \frac{1}{b} \left( \frac{a+b-1}{a(a+b)} \right)$$

1. *U. rubra* (L.) (1990)

... ..

1. *Phragmites* spp. (Poaceae)

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 278: 1039-1044.

موتور کو یہ پہلا مرحلہ درود، جنگ سکور اور جانے لگی

میں ابی بن گئے تکی دوڑوں تک رہی تھی؟

راحہ : اس رات وہاں کھڑے ہیں تو

سکھ : دیہ گول دیہ

راحت : تم دونوں بھاگے لگیں ۔

تاریخ: ۱۳۹۷/۰۵/۰۵

— *John F. Kennedy*

راجہ راجہ کے لئے ایک نئی جگہ

[illegible]

(تفصیل کے لیے صفحہ ۱۰۰ پر جائیں)

راحت : ۱۰۰

شکریہ میں اسے پکڑنا چاہا اور پکڑ لیا۔

(ڈر خاموش ہو جاتی ہے)

اور وہ... وہ بچے... رہی نہیں... اسے دھک دے دے

۱۱ اور میرے اللہ۔

(شکریہ بے اختیار حستان سے لگتی ہے اور چہرہ ہانپوں

سے چوہا لیتی ہے)

راحت : ۱۰۱

شکریہ میں کی چیخ گونجی اور وہ دونوں سے ڈنک ہو گئی۔

راحت : ۱۰۲ وہیں کھڑی تھیں۔ حیران پریشان۔

شکریہ میں کی طرف پوچھی۔ پور۔ پور۔

راحت پورا

شکریہ میں سے دیکھا وہ بچے، پور، کے ذریعہ پڑی

بھی... وہ... اسے لے کر اس کے لئے رہی تھی اور۔

قرہ مکس کروں جانتی ہے مگر... طالبہ بنی ہو۔

ابھی تک اس کے ہاتھ چہرے پر ہیں۔)

راحت : شکریہ !

شکریہ : بچے پور ڈو۔ مجھے تھا پور ڈو۔ مجھے ۱۲

چھوڑ دو !

راحت : نہیں شکریہ۔

شکریہ : خدا کے لئے جلی جلی جلی خدا

{راحت اس کے سر پر ہاتھ رکھو ہے وہ} (میں ہے)

راحت : شکریہ من ! ہریش کہہ رہی ہو شکریہ ! شکریہ !

(شکریہ شکریہ کہہ رہی ہے)

کوئی یہی ت نہیں ہے دن تو یہی رہے گا تو  
خود بخود پریشانی ہو رہی ہو ۔

(شکریہ کی ۔ شکریہ رک جاتی ہے)

جس سے خدا خدا ہو بنائی ۔ بالکل یہی ہو

(شکریہ چہرے سے ہاتھ لے رہی ہے ۔ دونوں ایک دوسرے  
کو دیکھتی ہیں)  
یہ وہ ہاں !

شکریہ بڑی ہوشیار رہ رہی ہے اس کا کہنا چاہتی ہو

میں نے کہہ دیا ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

شکریہ : مجھ سے اچھے لہکا دیا تھا ۔

راحت : میں شکریہ ، تمہارا

شکریہ ، دوسرا ، (اگلے کچھ میں کہہ سکی ۔ خدا ہیں  
کوہوڑ ۔ بکٹی ہے)

راحت : آٹھو ڈرا آٹھو تا شکریہ !

(شکریہ الٹی ہے)

آز پیرے ساتھ

## شکیبہ : کہوں ۔

راحت : بھئیے ساتھ تو تو مدد ہی

( مدد اس کا ہاتھ لے کر ٹھہرنے کے لیے آئی ہے )

دیکھو شکریہ ادا دیکھ رہی ہو نا پھرا !

شکیبہ : ہاں میں سو جھلائی ہے

یہ بازار جس میں ہر طرف رونا دھونا ہے کس سے

ٹھہرا ہے ۔ ہزاروں گھر لاکھوں دوسروں میں ہر گھر

جکے ہوئے ۔ میں بدلتی میں ان گنت لوگ یہاں آئے

ہیں اور نہ کس سے راز میں کی سنگین دیوڑوں کے

حوالے کرتے ہیں گئے ہیں اسوں و روئے ہیں تھکے

وہ ہنسنا رہ رہتی ہے ۔ یہ چہل قدمی کر رہا ہے

کھڑے ہے اور ہر نکتہ پہنچ کر کھڑا رہے گا ۔ میں کے

غیوروں کو کتنی جھٹکا ہوا ہو گی ۔ یہ کتنی ہیں

ہائے ۔ ہمارے ہاں وہی گھر کے گھر کے گھر کے گھر

ہیں ۔ ان دیوڑوں کی ڈپ کے گھر میں سے ابھی ابھی

بھی سبکیں دیوڑوں پر کھینچی کی ہوئی ہیں ۔ کہوں

شخص بھی ان دیوڑوں کی دروں میں سے اندر نہیں

ہو سکتا ۔ سمجھ رہی ہو نا ۔

شکیبہ : ہاں !

راحت : پھرا کے میں دیوڑوں کا بوجھ کون دھاتی ہے ۔

اس کے سینے کی وسعتوں میں کتنی کروڑ اور رز بھی

ہو سکتے ہیں مگر اسات پر ایک محسوس کرے والی  
 ہوسے والی ۔ وہ اور شہرے والی ہوتی ہے اس کے دل  
 میں اس طرح درد کی جانی سا نہ ہنک رہی ہے ۔ م  
 کہیں ساحل پر جا کر سمندر کو منظرِ حیات میں  
 دیکھتا ہے ۔ سمندر ٹوٹی ہوئی اور جو کچھ سمندر  
 کی تاریک گہرائیوں میں چھپا ہوا ہے ۔ سمندر کے  
 کے نیچے پھر آجاتا ہے ۔ اس طرح سمندر کے  
 ۔ حل کو بڑھاتا ہے اور اس کے وجود میں  
 جاتا ہے ۔ احساں کی جہاں ہی حال ہو ۔

(راحت دوا خاندان رہتی ہے ۔)

تم نے اپنا ر خود سے جی جاتا ہے کی کمشتور  
 کی ہے ۔ جس سے مسئلہ بھی کوشش کرتی جی  
 ہو ۔ مگر تم اسات ہو ، پہاڑ نہیں ہو ! رار  
 کو خود سے چھوٹے کی کوششوں میں تم سے اپنی  
 شخصیت کو دو حصوں میں بانٹ دیتے ہو ۔ یک  
 شخصیت وہ ہے جسے نہ ر معلوم ہے ۔ ! سری وہ جو  
 اس ر سے بگڑتا جاتی ہے ۔ دوری ۔ شخصیت اپنی  
 شخصیت سے دور رہتا ہے ۔ ہر سو میں پہاڑ رہی  
 ہے ۔ مگر ہوگئی ۔ پہاڑ کو جو ہمارے  
 کہاں اس کا نتیجہ یہ ہے ۔ کہ ہر کی یک معلوم  
 نہ رہا نہ ہمارے لیے یک حرم ہی کی ہے ۔ تم ۔ جو ۔



کڑی محروم ۔ ۔ ۔ ہے ۔

شکایت : سکر چہ گدو ہو ؟

راحت : وہ تبصری صرف یگانہ نظری حرکت ملی ۔ میں کا

نہجہ نہ رہا ہوگا ۔ اس پر تم کہہ رہی تھیں ۔ یہ دہشت

کے دنوں میں ہم ان انسانوں کا ان کہیوں سے ؟

ملتی

(شکایت کا چہرہ قلزم پر سکون ہو گیا ہے)

پھر کہ بھی سرب کے ان کہیوں سے کرو توجہ دی

میں ؟ اسے اسلوب سے سمجھتی ہے ۔ صرف انہوں

سے توجہ دی نہیں تھی اس محسوس سے حیرت مند کرے گا

حسرت سے کم سے بھی میں کہہ کر دیا ۔ مگر

دیکھ ہو گیا حوال ہے ؟

شکایت : خیر ؟

راحت : صبح وصال چہی گئے !

شکایت : کہاں ؟

راحت : وہ ۔ ۔ ۔ پھاڑ پر ۔

(راحت مسکرا کر ستیہ کو دیکھتی ہے ۔ شکایت نے ابھی

سوی چہ اب میں دیا ۔ دہلی دروازے کا ہر تہہ ہٹا کر وہ

ہا ہے راحت اور شکایت کی اس پر نظر سے ہڑی ۔ وہ

آگے بڑھ کر ان کے قریب آ جاتا ہے ۔ راحت اسے

دیکھتی ہے ۔

راحت : گئے اب ؟

رہبر : خاں نکال دو رہے ہے ؟  
 راحت : ہر گز نہیں رہا ہے !  
 رہبر : کیا ہر گز گرام

اس کا دور ہے جس میں اس کا دور ہے جس میں اس کی مدد ہے  
 (دروازے پر جیسے ہیں)

راحت : صبح کی دیر کا ہم لہڑکی کی طرح اڑ رہے ہیں  
 (کے دھڑپناز پر جا رہے ہیں)  
 رہبر : (مسکرا کر) رالہی !  
 راحت : کیوں وہ نہ میں کیا طرح ہے — کیوں  
 شکیدہ !

رہبر : (دور سے) شکیدہ کو ایک روپ دیکھئے  
 جسے شکیدہ کوئی جواب نہیں دیتی۔

سورج میں دھڑپناز کی طرح دیکھتی رہتی ہے پھر اس  
 کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے)

رہبر : شکیدہ !

راحت : میں

رہبر : کیا کہہ رہی ہے

شکیدہ : لڑکی ہی تو کہہ رہی ہیں۔

رہبر : (دراحدہ مسکراتے ہیں)

رہبر : لڑکی

شکیدہ : (دور سے) دھڑپناز کے عہد (ہستہ اٹھاتا ہے) پھر  
 ہلائے لگتی ہے اور اسی حالت میں پردہ کرتا ہے)

دشک

کره دار :-

- ☐ ڈاکٹر زیدی
- ☐ بیگم زیدی
- ☐ ڈاکٹر برهان

## ماظن

ڈاکٹر زیدی کا کمرہ -

ڈاکٹر صاحب رنگ پر نئی قمیض پہنے ہوئے ہیں ۔  
عمر چوبیس کے ایک چنگ لریج گاڑے ہوئے ہیں ۔ چہرے پر  
سایاں - اس وجہ سے انہوں نے گلاس پہن رکھے ہیں ۔ ہنسنا  
کے خاص چہرہ پر ہنسنا کی سی سیما

رام طوفانی - برق سم ہوا کے ملبے سے دور ہونا چاہتا ہے  
بہنگو زیدی رام گرجی ہو رہی ہے کسی رسالے کا مطالعہ کر  
رہی ہیں ۔ عمر چوبیس کے قریب ہے ۔

مردی کی وجہ سے لہال اڑا رہی ہے ۔

انٹو کچھ سوچتے ہوئے ہے ۔ ہاتھ میں - بکارتاں  
کی عمر چوبیس - دوا سے پر جا رہا ہے ۔ جس پر اسے رنگ  
کا پردہ پڑا ہوا ہے ۔

ہنگم انہیں دیکھتی ہیں ۔ دروازے کی طرف گزرتی  
کرے بکارتاں ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کچھ کہتے ہیں مگر  
آہستہ - صرف ان کے ہونے حرکت کرتے ہوئے دیکھتی  
دیکھتی ہیں ۔ ہاتھ کہیں سے ہٹائے لگتے ہیں ۔  
ہنگم کی نظر پڑی ہے ۔

ہنگم : کیا ہے زیدی ؟

ریلوی : دستک سی؟

بیگم : دستک

ریلوی : "یہ ہیں" "ہاں"

(اکثر صاحب کے ہاتھ و ک حلتے ہیں)

بیگم : "وہ سبوں ہیں" "آپ نے ہے" "سنگ؟"

ریلوی : "تمہاں ہے دستک؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

دھکھو تو جا کر۔ کوئی یہ ہے دروازے پر۔ کہہ تی

کوئی تھوڑا سا ہے دروازہ!

بیگم : "کوئی ہیں!"

ریلوی : صاف واڑ رہی ہے یہیں جا، پوچھیں تو میں ہوں۔

(اکثر صاحب کنبان ہٹائے لگتے ہیں۔)

بیگم : "یہ کرسی پر دیکھ کر الٹی ہو کر آواز دے رہی ہے!"

(ہیں)

بیگم : "آپ رہے ہیں آپ؟"

ریلوی : "دیکھو، ہوں۔" "وہ ہے" "آپ نے تم کو دیا ہے"

تہیں!

بیگم : "سہوہ و کر کے ہاتھ دھوئے! دروازے پر کوئی ہیں"

ہیں۔

ریلوی : "وہ یہ دیکھ!"

(بیگم الہ کے گرد کعبہ اٹھاتے لگتی ہے)

بیگم : "بیر ہوا کا شور ہے۔"



زیبائی کیوں ہے ؟  
 بیگم کہہ لے وہ کہہ ؟

بیگم وہیں آئی ہیں

رہتی ہے دروازہ کھولا تھا ؟  
 بیگم در غصے سے ( تو کیا دروازہ کھولے بغیر ہی کہہ  
 سکتی ہیں ) کہہ دے ، پتھر نہیں کہہ سکتی ہے  
 یہ کہہ سکتی ہے کہ دو کب کال مل چکی ہو دیکھی  
 کہ دروازے پر ہی دسکے دے گا ۔

پتھر اور بیگم ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں ۔ ڈاکٹر  
 کی نظروں میں ہے اسجاری سی ہے اور بیگم کی نظروں  
 میں شکایت

زیبائی ۔ مگر یہ دسکے ،

بیگم ( وہ کھائے ہوئے ) یہ آرام میں نہیں آتی تھے  
 ڈاکٹر ہو کر ۔

وہی ۔ ( یہ وہی ہے لفظ کب کر ) ہر بار مجھے کیوں بتا  
 رہی ہو کہ میں ڈاکٹر ہوں ۔

بیگم ۔ وہ اس نے کہہ آپ آدھ آدم ہو گوں سے ؛ لیکن محض  
 ہونا چاہیے ۔ اگر ڈاکٹر بھی کسی واقعے کا شکار ہو  
 دے تو پھر اس کے علم کا کیا فائدہ ؟

زیبائی : سادہ سمجھ کر کہتی ہو ۔

بیگم ( آواز میں نرمی ) یہ خود ہی بتائیے ایک ڈاکٹر ،

حیثیت پسند نہیں ہوگا تو اور کیوں ہو؟<sup>۷</sup>

رہنمائی، درود، اور شکر کی اوار ساری ہے حالانکہ

بیگز : جب تک ہی وہ ہو اور انداز کر رہا ہے  
اور سو ہے اس وقت اور متہ کمر طاح جیتہ ۱۴۵۸

(دشمن سرحدوں پر ترقی پانچ پر ہاتھ لگتا ہے۔ اسے ایک سر  
اسی دیکھتی دھڑکیاں اسی سرحدیں پر ہے۔  
سامنے پر ہے اور اسی سرحدیں پر ہے۔  
ہے۔ شاید بارش شروع ہو گئی ہے۔

آلات و تجهیزات

مذکور صاحب کے ہاں درج ذیل رقمیں

اسی لیے کہیں کہیں

روسی : کیا کم؟

2. 2. 2. 2. 2.

ریسی : تم بے درہہ کہوں کر دیکھتے ہو ؟

یہی سچ : دل ہو تکی + ب = ہے کیوں نہیں جائے۔ آہی

رہت ہو چکی ہے ابھی تک حد تک رہے ہیں۔

دے تک میں آج ہو گئے ہیں

زیلای : یہ بات میں حود نہیں ہے ؟



بیگم : کہیں میں جسے جاسے ہیں و خوب جاسے ہیں ۔  
 ڈاکٹر برہان نے کہا: تھیں جسے خود کر دواہلاؤں گا ۔  
 یاد میں رہا اسے یہ تو صبح ہی آئے گا ۔  
 زیدی : اجڑا کر ہے ۔

بیگم : میں سے تنا دسہ در اور مرض شمس و حوان آج  
 تک میں دیکھا ۔ وہ اپنے کام کے لیے اور کچھ سوجھتا  
 ہی نہیں ۔ ہر وقت کام ۔ دن ہو یا رات ! کام کے علاوہ  
 اور کوئی عرصہ نہیں ! یہ ہے قرظ شمس !  
 زیدی : ڈاکٹر کو اس شمس میں عورت چاہئے !

(یہ لفظ کہیں ہوئے ڈاکٹر صاحب پھر سامنے پردے کو  
 دیکھنے لگتے ہیں)

بیگم : یہ تو وہ ہے ڈاکٹر برہان آتے گئے و کمروں  
 کی ان سے !  
 زیدی : کب کہو گی ؟

بیگم : یہ بھی تو اس کے بہری نہ ! دو درے پر کوئی ہے  
 میں اور آپ ہیں کہ دستک کی اور میں رہے ہیں ۔  
 ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہوا ہے ۔

(دروازے کی کھٹکی جتی ہے)

زیدی : اب تو آیا ہے کوئی !

بیگم : شاید ڈاکٹر برہان ہیں !

(دھم دروازے کی طرف جاتی ہیں اور پردے کے پیچھے

۵۔ ب ہو جاویں ہیں۔ چند سحر کے درد میں دھر آجی میں  
 تو ان کے ساتھ تو قتل برہان بھی آئے ہیں۔

۶۔ کمر پر میں عمر کے لحد میں دلائی روجاں میں  
 میں تو کتروں والا بھگ۔ تو میں جا رہی ہے۔

برہان : (دور ہی سے) سلام عینکے داکٹر صاحب۔  
 زیدی : وعینکم سلام تو کی خبر کیا ہے؟ میں وہاں آئے  
 تھے کہ وہ دور نہیں۔ صبح دیکھ کر دے۔  
 برہان : کون تو ہے۔

بینگم : میں وہاں آئی ہوں۔ یہ تو سامعروں نہیں آئے کہ  
 برہان : آج سے پہلے وہ کیسے آگئے کہ فرصت ہی  
 وہ ملی۔ بڑا مصروف رہا۔

برہان آگے بڑھے ہیں۔ ہنگ چھوٹی۔ یہ تو کدو ہے  
 کہ تھے یہ مچھو؟

بینگم : ٹھوڑی دیر چلے لیا ہے۔ سو (۔) ہے۔

برہان : میرے میں تو خود تھیں؟

زیدی : ہیں۔

برہان : شکر ہے۔ اور کون بات؟

بینگم : گھبراہٹ سی ہے۔

برہان : کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے بینگمن میں تاغہ  
 کر۔ جسے۔

زیدی : یہ ٹھیک ہے۔

بیگم جلدی ہے : اُڑا دو اور سے دو سے : وہ بے کمرے میں  
چلی جاتی ہیں ۔ پرہاں ایک برقع اتار لے ہیں )

پرہاں : سیرپ ختم ہو گئی ہے ۔ کیوں گا تو بے آؤں گا  
ریسی : تو آپ جیسے ؟

پرہاں : جی ہاں ۔

بیگم : ( دوسرے کمرے سے ) ڈاکٹر صاحب !  
رہاں ! جی !

بیگم : ڈاکٹر صاحب !

پرہاں : مجھے جلدی ہے دو ۔

بیگم : ایک در سے چلے لا رہی ہوں ۔

پرہاں : اور وہ آپ نے کھوئی تکلیف کی ؟  
( بیگم آتی ہیں )

بیگم : اب تو اسی سردی میں آئے ہیں ۔ برساتی آواز دہچکنے ۔

( علی بدلی : ٹر کرسی کے اوپر ابھیلا ڈالتے ہیں  
بیگم چلی جاتی ہیں ۔ )

ڈاکٹر : بیٹھ جاویں ۔

( پرہاں ٹر کرسی پر بیٹھ جاتی ہیں )

پرہاں : اور تو کوئی تکلیف ہیں ؟

( جگہ برے میں ۔ بے کی آواز : الیاں لیے کرتی ہیں )

بیگم : میں جتنا ہوں ڈاکٹر صاحب !

اُڑے پرہاں کی سرپ ڈالتی ہو ۔ وہ بیک بیک لگا رہی

ہیں۔ بیگم ذوالی بیات سوچ کر کہو، اور یہاں تک کہ  
ہے دائرہ ہاتھ میں ہے مگر حالی پرے چپک کر رہے  
ساتھ لگا دیتی ہیں)

برہان (گوشہ سے گرا اپ کب پتہ رہے؟  
بیگم : کٹر صاحب! یہ بات ہمارے عورتوں کے لیے عجیب  
مہاجس اس بھون ہے شاید آپ میں ہر بات نہیں کہیں  
کے مگر

(شوہر کی طرف دیکھتی ہے جو بڑھاپے سے بڑھے ہوئے  
میں مصروف ہیں)

برہان : قریب، نیسے تو۔

بیگم : نہیں! ایک رعبہ ہو گی ہے۔

برہان : رعبہ

بیگم (مسکرا کر) اب کہیں ہے ڈاکٹر او وہم۔ وہ  
کی بات ہوئی،

برہان : جی میں نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ

نظر بڑی براہ راست ہوتی ہے۔ اور نہ کہیں میں وہ  
اسان ہی ہوتا ہے۔

(بیگم ایک اور بڑے شوہر کو دیکھتی ہیں وہ بدستور چلے  
بٹھے ہیں مصروف ہیں)

بیگم : چائے پہنچے نہ۔

برہان : پھر۔

برہان یہاں ہر طرف سے اگلا ہے ہیں۔ ہاتھ بھی چائے ہیں

سنگم : وہ میں کیا بات ہے ۔ اچھے بیٹھے خیال کر لے گئے  
میں کہ نہ وارے اور نہ سک ہو رہی ہے ۔ ۔ لا کہ  
دروازے پر کوئی بھی نہیں ہوتا ۔

برہان : ہاں ۔ ۔ ہاں ۔ ۔ کسی نے دروازے پر بھی دستک دی ہو  
اور آپ نے اسے سنی ہو

سنگم : دیکھو کہ وہی ہی میں ہیں کیسے وہاں  
برہان : یعنی دستک ہیں ہوتی اور نہ کٹر صاحب محسوس  
کرتے ہیں کہ دستک ہو رہی ہے؟

سنگم : جی ہاں !

ظان چائے کے درگاہ کے بیٹے کی ریدی کی طرف دیکھتے  
ہیں ، ریدی نے پہلی بار کی ہے ۔ سنگم : اچھا ہاں ۔  
نہیں ہے ۔ یہی تیرا دروازہ ہے ۔ ریدی سے  
برہان سے لے کر اسے اور آنکھیں بند کر کے بیٹے سے

برہان : یہ آ رہی ہے نہ کٹر صاحب؟

ریدی : (آنکھیں کھولتے بغیر) جی ہاں ۔

سنگم : آج میں ریدی کے خیال آ رہے ۔ میں نے کہا تھا  
کہ یہ تیرا دروازہ ہے اس کی وجہ سے وہ تیرا  
دروازہ ہے مگر ماننے ہی نہیں ۔ خود سرانجام دروازے پر  
پہنچ رہے ہیں

ریدی : اور وہاں کون نہیں تھا؟

ہینگم : کورٹی بھی ہیں ۔

ریدی : اچھا ۔

ہینگم : اب ان سے ہو جائے ۔

(ریدی آنکھوں کھول دیتے ہیں)

ریدی : بڑھن پتا !

برہان : کہہ !

ریدی : یہ آج سے اٹھارہ برس پہلے کا واقعہ ہے اس زمانے

میں میری پرنسپل خوب چنی ہوئی تھی ۔ وہ لکھنؤ کی تھی

لڑکتی تھیں وہی تھی ، لکھنؤ اور گورنر ہر سرحدوں

کا قابو تھا ۔ وہ ایک رات میں وہ سے کہہ

چنچ اور پہچنے ہی بستر پر گر پڑا ، پری طرح تھک

چکا تھا ۔

(برہان ہنس کر ہر طرف دیکھتے ہیں ، ننگے پاؤں تھکے ہیں)

نئے شوہر کو ڈالنے خود سے دیکھ رہی ہیں)

کچھ دیر بعد میرے نوکر سے آکر پتا چلا کہ ایک

بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو سنانے کے لئے جا رہے

ہیں ، میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ

بڑے میاں کو واپس بھیج دو مگر اس کے روکنے کے

باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آ گیا اور

سب مباحث کر کے سنا کہ میں بڑا سخی ہمارے پاس

نہی آپ کی سوا سے ٹہنی ہوئی تھی چل کر دیکھ لیں  
مگر میری آنکھیں بند ہوئی جادو ہی تھیں۔

(ریدی دو میں سحر کے دئے ساموںں دھتے میں پھر کہانی  
تاریک میں)

نکرو بہر جھوڑاں بڑ مشکل نظر آ رہا تھا۔ میں نے  
سچی سے لاکر کر دیا وہ بوٹا ہوا حب و کار سے  
اسے بردہتی ہا ہو اٹھا تھا وہ درو رکے پر دستک دینے  
لگا۔ ہمدے کمر کک۔ کک دیرا رہا۔ میں سو گیا۔

(دی ہر جامور ہو جا میں۔ بیگم کی نگاہیں آئے۔ پھر  
ہو جم میں اور میں، رستے دوو کی ایک شمس ہوا کر  
ایسے دیکھ رہے تھے)

صبح آئی، تو عجب پر بڑا ہوجھ تھا۔ قسوس کر  
ہا، یا کہ میرے بوڑھے تو کیوں مایوس کہا  
برہان : ان وقت آپ کے مدیر بیدار ہو گیا تھا۔

ریاست، اس میں، میں میں متا۔ بوڑھے کو ڈھونڈنے  
کی کوشش بھی کی مگر انہیں جگہ نہ چلا نہ جانے وہ  
کون تھا اور کہاں سے آیا تھا؟

برہان وہ بوڑھے کو سلا گیا۔ مگر اب کبھی کبھی آپ  
کے صاحب دروازے پر دستک دیتا رہتے تھے۔

(برہان بول میں ہر وکھ دہتا ہے)

یہ دو آج ختم ہو جاتی چاہئے تھیں۔

(وہنا خاموش رہے وہاں وہاں دھواں اُٹھ رہا تھا کہ وہاں سے  
 ہیں۔ اور دیکھو تو کٹر کٹر دھواں کی طرف دھکیلتے ہیں وہاں  
 ڈاکٹر صاحب !

زبیدی : کہہ دیتا !

برہان : اس واقعے میں ہنگامہ کا اہمیت کو ٹھیکے میں  
 انہیں بڑے راز کا پتہ چلا ہے جس کا وہ آگاہ رہا  
 انڈیا ڈاکٹر ڈاکٹر مگر مر رہا ہے —

زبیدی : تم

پینگو : برہان !

برہان : چو خدا خدا، ڈاکٹر صاحب اطمینان کے ساتھ  
 میں جاسے ! اب فردوسے ہر دستہ میں عین چھپے  
 رام کیونے۔ شب بھر میں گلی حصار ہوں گا۔

(برہان دھواں کی طرف دھکے دے رہا ہے اور جلدی سے دھواں  
 کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے)

زبیدی : لا یکم اسے خاموشی سے دیکھنے رہے ہیں۔

(برہان کے پردے کے پیچھے جاتے ہیں اور دھواں اُٹھ رہا ہے)



# رشتی والا

مگردار :-

○ داجیر

○ دروت

○ لدا

○ بوڑھا

○ لڑکا

○ درام لاسٹ

○ پست گاسٹ

○ ایک مرد

○ ایک عورت

## مختصر

جب ردا الہ سے تو ہم اسٹیج گھر سے قدم سے ہیں  
 ٹوپی ہوئی نظر آوے۔ دو سہ حصے "ردا سے خیر" اس  
 کے بعد اندھیرے کے میں رہا۔ "ردا سے خیر" دھڑکنے  
 لگی ہے دوسری آواز گورب کی ہے

تانی وار، اب اب تو روشنی بچ ڈے یہ اندھیرے  
 تہ ہمارے دلوں اور دوجوں میں جذب ہو کر رہ  
 گئے ہیں۔ ہماری آنکھوں میں یہ تہ لہو کر پتھر  
 کے ٹکڑے بن گئی ہیں۔ ہمارے لوں کی رہنمائی  
 رکس کی ہے۔ ہماری رہنمائی۔ یہ جذبہ اس  
 اور ہر محسوس آواز میں لگی ہے۔ ہمارا  
 سدا میں رہت گئے۔ کہیں سے بھی کوئی شعاع نہیں  
 پہنچتی۔ کہیں سے بھی کوئی کول نہیں پہنچتی! ہم  
 تہا، آتی کا آتی اندھیرے میں اندھیرا ہے۔  
 اے تہ، کیا تیری کہانی ہے روشنی کا درد ہم  
 کے لئے حتم ہو گیا ہے۔ کہ یہ تاریکی کا درد پہنچاتی

رہی گی؟ اے خالی گڑاب اب تو روشنی بھیج

دے اے یہ نور روشنی بھیج دے

(سردارہ وار کہ افروغ بن کر جاتا ہے نور اور روشنی  
دیتا ہے)

دوسری آواز، دعا کرتے کرتے کمزوری زبان میں بولتی ہے

ہیں اور (مجھے سب سے ایک واضح سبق) روشنی آئے گی۔  
دوسری آواز اب

پہلی آواز، (بند) روشنی ضرور آئے گی؟

دوسری آواز، جھوٹ، خود فریبی روشنی کو آٹا ہوں

یہ اس وقت آتی جب وہ میری گود سے اگل کر تھہرتی ہیں

کے سانس میں ڈوب کر یہ اس کی آخری پیچھے آتی ہیں

تک میرے دل میں گونج رہی ہیں۔

پہلی آواز، اے خالی گڑاب اب نور روشنی بھیج دے۔

دوسری آواز، سب سے کس طرح دور کر دے لبر۔ انکی نہیں۔

کے خدا صرف چند سچوں نے لے روشنی بھیج دے

تاکہ میں ہے جگہ کے ٹکڑے کو ڈھونڈ کر اچھی

گود میں آٹا ہوں مگر سرہنگیوں کی لہریں اور بند

ہو گئی۔ وہ لہجہ نے اس کے پاؤں کے سچے آکر

دب گیا۔ کہیں سسک سسک کر مر گیا۔ سب سے

کس طرح اور ہاتھ گمناں سے آخری بار ہاں کہا

تھا۔ اور پھر یہ آواز سنائی دیتی ا

پہلی آواز ہم دعا میں سر سے نہ دے گی۔ کیوں نہیں ہو جاتی

دوسری آواز : روشنی میں آئے گی ۔

پہلی آواز : آئے گی ضرور آئے گی ۔

(کسی اندر لہجے پر بیسی آواز اور سر کی ۔ میں و

میں کمر کی میں رہتا ہے)

تیسری آواز : روشنی آئے گی عجب

پہلی آواز : اے بھئی تم شہزادی پر اس میں رہو ۔ میں دو

تیسری آواز : کوا ہانگل ہیں ہے یہ ہانگل ہانگل ہو ا

پہلی آواز : ہم کب جان رہی کی ہوتی ہے ؟

تیسری آواز : (رہ رہ قہقہہ ہانگل ہو ۔ ہانگل ہانگل ہو ۔

دوسری آواز : اندھا غلط نہیں کہ وہ میرا آسکتی !

پہلی آواز : رہ رہ ! آج میرا دل بڑی طرح دکھ رہا ہے ۔

دوسری آواز : (پہلی آواز کے گھر سے بچ رہے ہیں ۔

پہلی آواز : میں !

(پہلی آواز میں ہی سخت غصے کی شہزادی خود پیدا ہو

جاتا ہے)

وہ دیکھو ! وہ دیکھو !

دوسری آواز : کیا ؟

(دار اندھیرت میں ایک کمرے میں نمودار ہو رہی ہے)

پہلی آواز : میں ! کہہ تو روشنی آئے گی

تیسری آواز : وہاں گھسٹ پڑا ہوگا ! دل بہانہ اور

سو جاؤ کچھ ہیں تم کچھ ہیں کچھ مکے

رو رو صبح صوبت اختیار کر کے آگے بڑھ رہی ہے

پہلی آوار : دیکھ تم ہے

دوسری آوار : یہ کیا ہے

پہلی آوار : روشنی ! روشنی ! روشنی !

دوسری آوار : روشنی !

پہلی آوار : آگئی - روشنی آگئی - برقی دھندلی قیوں ہو گئیں

رو رو آگئی

دوسری آوار : صبح روشنی آگئی -

پہلی آوار : تم دیکھ رہی رہی؟

دوسری آوار : علیے ایی بکھول اور عماد نہیں

تیسری آوار : بدھرا اردگرد - اور وسیع ہو گئے

پہلی آوار : نہیں یہ روشنی ہے!

دوسری آوار : طائرانہ روشنی ہے - روشنی کا ایک سلاخ

آ رہا ہے - پھل پن - ہوا ہوا

روشنی بڑھ آگئے بڑھ جاتی ہے - اب اس روشنی میں - جگہ

پس منظر - دیاں عرکات ہے دو دھڑوں - ہم ڈوب اور بلند ہو رہے

کے ہمارے اجاگر ہو گئے ہیں -

پہلی آوار : آؤ روشنی کا شعر مقدم کریں!

(روشنی مسلسل بڑھ رہی ہے - دوبارے حرکت کرتے ہوئے

دیکھ رہے ہیں)

دوسری آواز : ٹھہرو راحیل ! مجھ سے بھاگنا نہیں جاتا ۔

تیسری آواز : موب کے سمیٹ سار کی طرف چارو ہے موب  
رک جاؤ رک جاؤ !!!

پہلی آواز : اسرار بھائی رہنا میری رہنا !

دوسری آواز : راحیل !!

(دوسرے حلقے کے درمیان حصے میں مچ گئی ہے ۔ کہیں  
ہوئے سر آتے ہیں)

پہلی آواز : آج کا دن کتنا مقدس ہے !

دوسری آواز : ہاں

درستی : نتیجہ پر پہنچ گئی ہے ۔ اس طرف جہاں سے روشنی  
آئے گی وہی ہے ۔ ایک عقیقہ و نور شخص تمام رہنما سے قدام  
انہما رہا ہے

ان کے سامنے ہر ایک لائن دکھائی دے رہی ہے ۔  
گاہکوں کے شہسہ اور صاف ہے ۔ شبیے کے اندر ایک شعبہ  
ووٹر اگل رہا ہے ۔ یہ شعبہ خاص طور پر سپر اور تروا  
معلوم ہوتا ہے

اس منظر کے دونوں جانبوں سے لائیں کے دونوں جہتوں  
کو تھم رہا ہے ۔ یہ روشنی والا ، ہر طرف انسانی ہے ۔  
چہرہ گرد آلود جس پر رسموں کے حجاب میں نظر آ رہا  
ہیں ۔ اور دائرہ کے بااچھے ہوئے گرد گرد و گرد  
ہے بالوں کا رنگ معلوم نہیں ہوگا ۔ طویں سار کا وجہ ہے  
انہی سوچے ہوئے ہیں ۔ جن سے سہل چہ رہا ہے ۔  
وہ ایک لمحے چنے میں ملبوس ہے ۔

چہرہ اگرچہ گرد آلود ہے ۔ تاہم اس پر ایک ن لابل یاں  
حلال چھایا ہو ہے ۔ اس کے ہوشوں سے کوئی ربط نہیں  
تکلیف کا ۔ کہیں کہیں آنکھوں میں ایک خاص قسم کی

شفقت امیر مسکراہٹ آ جائے گی ۔  
اب روشنی بیک وسیع دائرے کی حدود میں ہر طرف پھیلی  
گئی ہے ۔

وہ ہم درخت کوڑے دکھائی دیتے ہیں ۔ وہ بے برگ و  
وہ ہیں پہاڑوں کا لادساہی سلسلہ ایک سرے سے دوسرے  
سرے تک پہنچنا چلا گیا ہے ۔

شیخ ایک مسے مقام کا منشد ہنس کر دھڑ دھڑ سے چلتا ہے ،  
میں کہتا چاسکتا ہے اور میدان بھی

اب روئی والا بیک چھوٹے سے چھوٹے کے اوپر کھڑ  
ہے ۔ اس سے کچھ دھیرے پر نہیں حساب بیک سر کے گرد  
آہستہ آہستہ دو کوسہاں پڑتی ہیں ۔ اسے راجیل اور یہ  
کا گھر ، سمجھنا چاہیے ۔

روشنی والے کے پچھلے ایک کھل چکے ہوئے ہیں ہونے  
دکھائی دے رہے ہیں ۔ یہ بدوئے راجیل اور روپہ کے  
”تھپتھپ“ کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔

روشنی والے کے ایک طرف دلہن کھڑی ہے جسے اندھیرے  
میں جی آ رہا تھا تو ۔ ۔ کے جلو میں روپہ کے جو  
بوسری آواز تھی ۔

راجیل دوسرا قدم قدم کا دلا پتلا آہستہ آہستہ ایک لمحہ  
کرتے میں مایوس ، ٹانگیں تنگی ۔ داڑھی پڑھی ہوئی عمرو  
بوسری اور چاندی کے لگ بھگ ۔

روپہ دوسرا قدم و لہٹ گئی عورت ۔ سر کے بال شانود پر  
بگڑے ہوئے ۔ چہرے کے نفوس میں بیک خاص سادیت  
شوہر کی طرح ایک لہجہ کریم چنے ہوئے ۔ یہ کرتا شوہر  
کے کونے سے زیادہ سجا ہے ۔ عمر تیس کے قریب ۔

دوسرے سے ہاتھ میں چیل ہیں رکھتے ہیں ۔

ان سے کچھ خاصے پر اندھا کیڑے ۔ یہ بوسری آواز میں  
جب تک قراچی کا عین چہرہ رہے گا ۔ بدعا رہا نہ بوسچ

اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلتا رہے گا۔ اس  
کے ہاتھ میں بنگہ مارا لائے ہوئے ہے۔ اُس میں گھبراہٹ ہے۔  
جب وہ جاتا ہے تو سسکتا ٹھک ٹھک کی آواز دیتی رہتی  
ہے۔ راجاں روشنی دانی کے عرواب جو جاتا ہے

راجاں، تم کم ہوتے ہو۔ تم۔ ہم سے سا ہر سال تک  
کھار اٹھا کر کیا ہے۔

(روشنی و لاکوٹی جواب دیتی ہے۔)۔ صرف یہاں سے سو ہلا  
رہا ہے۔)

اب کہیں چلے تو نہیں جاؤ گے؟

زریہ : راجاں اس کے چہرے کو دیکھو۔

راجاں : یہ کتنی کتنی لہجہ سے کہہ کر کے آپ ہے؟

زریہ : چہرے پر دھندل کے نشان بھی ہیں۔

(زریہ روشنی دانی کا ہاتھ دیکھتی ہے۔ اس کی نگاہ ہاتھ پر

پڑتی ہے۔)

ہائے ہاؤں۔

راجاں : کتنی مٹی جی رہا ہے ان پر۔

زریہ : سرے ہوئے ہیں۔ سبھی بھی دس رہا ہے۔

راجاں : یہ روشنی دانی ہے۔ روشنی دانی ہے۔

زریہ : مگر یہ وہ کبھی سارا مل رہی ہے۔

راجاں : وہ دیکھیں نہیں ہیں۔ میں نے اس کے سرے سے کچھ

بھی نہیں چاہا۔

زریہ : میں صرف کچھ اس کے سرے پر



ازدہا ایتھ کر کرنے کے داس سے روشنی والے کے پاؤں  
 صرف ٹرنے لگی ہے۔ روشنی و لاطی میں سر ہلانے ہے  
 جسے سے سنا کا ہے صبح کر رہا ہے۔ پھر اس کی انکھوں  
 ہے آسرو نکل کر و خماروں پر آ جاتے ہیں۔

راحیل : درد ہوتا ہے۔

زریبہ : سر نہا کر) کیا ہے راحیل؟

راحیل : بے چارے کو درد ہوتا ہے۔

(زریبہ کھڑی ہو جاتی ہے)

زریبہ : میں چاہے بہلا دھلا کر اسے نئے کپڑے پہاڑوں۔  
 اس کے بالوں میں کنگھی کروں۔ اے! تو سحر حیل  
 دیکھو ذرا۔

(یہ انگلیوں سے اس کے آسرو ہونچھو رہی ہے)

راحیل : اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے) صبر۔ صبر۔ صبر کرو اسے  
 زریبہ : یہ بے چارا۔

راحیل : (اٹھ کر) ہاں یہ بے چارا۔

(اندھا جو کہیں سو اور کھڑا ہے ان کی طرف اسے لنگھ رہی ہے)

اندھا : یہ کیا ہو رہا ہے؟

راحیل : روشنی ولا آگیا ہے۔ عر شرف روشنی ہی روشنی  
 پھیل گئی ہے۔ روشنی

اندھا : (دوڑ دوڑتے ہوئے لگا کر) ہونہ ہاگلی ہیں!

راحیل : اے! تم کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ تم کہا جاؤ۔  
 کذاب میں دو، وہ زندگی اگنی ہے۔ روشنی آئے ہے

پہلے ہم تو ایک شاہ ولی ہیں ، اس لیے رہے تھے ۔ اب  
 ہماری ذہنی پیچیدگیاں ہیں جو بصورتِ ہے ۔ رنگینی ہے ۔  
 اندھیرے غم ہو گئے ۔ روشنی آگئی ۔

اندھا : پاگل ہیں !

روحانی : آؤ ۔ دھرتی

( اندھا ذرا غصے سے دم تکانے لگتا ہے ۔ اس کے پاس پہنچا  
 ہے ۔ اخیل اس کا دہانہ ہاتھ پکڑا رہا ہے اور یہ ہاتھ  
 ڈالنے کی طرف لیے جاتا ہے )

سمجھتی ہو یہ کیا ہے ؟

اندھا : کوئی سبب چرگرم ، گرم ، آگ ! اور چوہر دو  
 صبر ، تھ

( اخیل اس کے ہاتھ کو لائبر سے ہاتھ دینا ہے ۔ مگر اسے  
 ہاتھ سچا ہوا ہے رکھتا ہے )

راخیل : یہ کائنات کی روح ہے ۔

اندھا : روح ۔ مرہ ۔

راخیل : یہ زندگی کی سب سے بڑی نصیب ہے ۔ اور یہ ہے  
 روشنی والا ۔

راخیل اندھے کا ہاتھ روشنی والے کے چہرے کی طرف سے  
 جاتا ہے )

یہ ہے ہمارا عیس ، زندگی کا عیس ، کتاب کا عیس !

اندھا : ہیں !

(اندھا حصے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیتا ہے)

راحیل : تم کہا جادو ۔ بدھے بے ودوب !

دادا : (گرج کر) تم پاگل ہو ۔

(زریہ ہلکا سا قہقہہ لگاتی ہے)

زریہ : میں کہت ہے پاگل

اندھا ، تم جی رہو ، جلاوطن ہو ۔

(پکڑیک (زریہ کی کیفیت بدل جاتی ہے)

زریہ : میرے چہ۔۔۔راحیل !

دادا : جسے تو نے میرے نام سے دیکھنے لگی ہے،

راحیل ! راہیل !

دادا : کہوئے والے سب کچھ کہو دیجئے ہیں اور پھر

کہوٹی ہوئی چیزوں کو ڈھونڈے میں اور۔۔

اندھا نکلا کر، پتے آپ کو کہو دیجئے ہیں ۔ ہاں

پاگل ہے ۔

زریہ : اور تم انسان نہیں ہو؟

اندھا : اچھے پاگل انسانوں سے صرف ہے۔۔۔بغیر شہیدیت

بفرت ۔

اندھا : رور دار قبیلہ کا گر شیخ کے دوسرے کنارے کی

عرب حالت لگے ہے اور راہیل زریہ کا ہاتھ پکڑ کر

میں گھر کی طرف قدم نہیں شروع کر دیتا ہے ۔

شیخ کے گڑھسای کوشیے سے ایک خیمہ، قامت ہو رہا

اتھ ہے۔ دہی ٹانھ میں بیک کتاب جس کی جلد سیاہی  
 ہے۔ دوسرے ہاتھ میں بیک کتاب۔

داڑھی لہ پادہ لہو۔ ریاضہ چھوڑ۔ سیاہ بواہی۔  
 بس بیک جھکتا ہوا چہ۔ آنکھوں پر بیک۔ آہستہ آہستہ  
 قدم اٹھا رہا ہے۔

حول اور رہا ایسے دیکھتے ہیں۔ ایک بچے کے لئے رک  
 حلقے ہیں اور پھر جائے لکے ہیں۔

رہا : رحیل۔ کرب ہے۔

راہیل : بسا میں کون ہے۔

اور اس طرح چلا جا رہا ہے جیسے گر۔ و ہلی سے پانگل  
 بے بار ہے۔ رحیل اور رہا۔ وہ کوسوں ہیں اٹھ جاتے  
 ہیں۔

بوڑھا روٹی والے کے سامنے آ جاتا ہے اور اس سے عیب  
 ہوتا ہے۔

بوڑھا : اب چاہیے آگئے ہو

(روضی والا صرف بیک سے لے کر رہا  
 رہا ہے۔)

نوگ تمہارے چہرے پر رخم لگاتے ہیں۔ تمہیں  
 ٹوکرا لیتے ہیں تمہارے ہونٹوں سے رہا کا پتہ لگا رہے  
 ہیں۔ تمہارے سر پر آئے چلاتے ہیں۔ داو ہو کیسی  
 ہے۔ مگر تم ہو کہ کسی باب کی ہیں اور ہیں  
 کرے۔ سارے ہو اور پھر رہا ہو جاتے ہو۔ رہا  
 ہو جاتے ہو۔ اور پھر نوگ تمہیں ٹوکرا دیتے ہیں۔ تمہیں

سفر کتب ختم ہوگا ، شاید کبھی نہیں !

✽ (بڑھا اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے)

تمہیں خبر ہے کہ احسان کب سے کہ اور محسن کس  
در دہ ہے کیوں نہیں آئے بدھروں میں تڑپتے دیتے  
ہئے ہیں یہ اسل پہلے تمہارے ہڈوں چومتا ہے  
اور پھر ہتے بدھروں سے تیسرے چہرہ سہو جان کر  
دیتا ہے ۔

(بڑھا غلط تاثر میں اپنا سر ہلاتا ہے)

کس دہرے وارث ہو تمہیں نہ مگر عہدے کا ۔ میرا  
کام تو صرف یہ ہے کہ تم میں رستوں سے گزرو اور  
حوادث و خبریں پیش آئے ۔ اس کی تفصیل آؤ دوں ۔  
پچھلے دنوں جب میں نے تمہیں دیکھا تم تدریک  
براعظم کے ایک گوشے میں زندگی کی روشنی الٹے  
گھوم رہے تھے ۔ اور جاننا گھوم کر اسی قوم کو  
ہمدردی کا پیغام دنا رہے تھے ۔ تمہارے سرے سے  
صعبوں کا ہکا بولا پ آمد یز تھا ۔ جس میں خلائی  
کی تدریک و غس و خاشاک کی طرح پہ رعی ہوئے ۔  
یہاں نمودارے ۔ تو کیا ہو ؟ بیروں سے سازش کی اور  
نہرے ایسوں نے تمہیں سار ڈالا ۔ اور آج پورے  
جی آتھے ہوئے ہر روں میں طے کر کے ، جسم پر

بے شمار رستم کچی کے . . . آگئے ہو . . . میں یہ کہ  
 کہہ رہا ہوں۔ ؟ بچے تو یہ نہ کہیں . . . نہ نہ  
 مدد ملے ہو کیا رہا ہے ۔

پوڑھا بیٹو کر تہہ کہہ کر . . . یہ وار نہ نہ  
 کر اس سے تہہ نہ آجیہ کہہ کر . . .  
 دیکھ راندی کو، میں ہم خراب . . . بچی ہے نہ  
 ہر ایک کے لئے . . . رستم . . . بچے لگتی ہے ۔  
 بد رہا کہہ کر تہہ . . . دانی . . . بچے لگتی  
 ہے ۔ کتاب بند کر رہا ہے اور آؤ بیٹو ۔  
 زور نہ آئی کے ہوں لہم آہ رہی ہے ۔  
 اب وہ وہاں آ چکی ہے ۔ وہیں ابھی . . . میں نے دیکھا ہے  
 دیکھا آ رہا ہے )

رہنہ : ۶۶

پوڑھا : (درستی سے) کون ہو تم ؟

زورنہ : میں زورنہ۔ وہ میں فوجی : جی ہاں یہ ہر گھر۔  
 وہ ہرا کہے :

پوڑھا : خوش قسمت ہو ۔

رہنہ : جی ! اندھیرے میں ہر پوڑھا . . . نہ نہ گم  
 ہو گیا یہ . . . کسی طرح ہاؤس آیا پیچہ

( پوڑھا ہنس رہا ہے . . . نے چائے ڈک جاتا ہے )

اندھا : کون ختم شدہ اس ای ہے . . . ٹکڑوں کی دہ میں

(پوڑھا اس کی طرف آنکھ لٹا کر میں ہیں دیکھنا)



دیکھو کہ خوبصورت لک ہے ہر کہنہ!

زور دہ : کہا کہتے ہو - کہاں ہے وہ !

راحمیں : اب کورٹ ہول میں !

زور دہ : کچھ مہل -

راحمیں : چو - چہیں -

(راحمیں زور دہ کو اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :)

حرف جانے لگے ہیں)

اب ہر ایک نے اس پر ہنس دیا ہے۔ یہ سچی بات ہے یا نہیں

خدا داری اور پھر کہ

راحمیں : عسرتوں سے

اندھا : ہلکا وہ ہے جس سے ہر ایک کی سب سے

لگتا ہے آواز کا

(اندھا قہقہے پر قہقہہ لگتا ہے : یہ تو ہے کیا بات)

لیکھ لوگ کہ جس نے اس کو دیکھا وہ کہتا ہے :

راحمیں : حیرت انگیز ہے !

(راحمیں : وہ لڑکے وہ لڑکی کہتے ہیں کہ :)

جانا ہے

راحمیں اور زور دہ : میں سمجھ کرے ہیں)

زور دہ : اصل تباہ ہو گئی

راحمیں : کھیرت ہو جلالت ہے !

زور دہ : دھوکہ دہی ہے کہ کہیں دھوکہ



راجہ کی شہسبازی ہو کر آج ہم وہاں پہنچے ہیں۔  
 گھر سے باہر دیکھ کر کے - وہاں میں بیچ ہو رہی  
 ہے رات کی - وہاں میں بیچ ہو رہا نہیں ہے -  
 اس کی رات کے - وہاں میں بیچ ہے -  
 چلی گئی ہے لوٹ لے گئی -

وہاں : وہاں ہوئی زندگی، ہٹ آئی ہر کہا  
 وہاں : وہاں ہوئی آئی ہے -

اگر وہاں کے ہر ایک

وہاں : وہاں کے ہر ایک ہو چکے ہو -

راجہ : وہاں کے ہر ایک ہو چکے ہو -  
 وہاں کے ہر ایک -

وہاں : وہاں کے ہر ایک

وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو  
 وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو  
 وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو  
 وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو  
 وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو

وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو  
 وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو

وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو

وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو

وہاں : وہاں کے ہر ایک کے پاس بیٹے کو ہاتھوں کو

بڑکا : اچھا ! اور اب تک ۔ جاے گی کمپن۹

(بڑا گیند پکڑ رہا ہے۔ آخر اسے مارنا ہے

51. ہمارے کسی بھی بول اے بول نہ

(ٹھیکے کی بھر دہشی ہو گئی اور ہلاک ہو گئی۔ - ارباب ہو جاتے ہیں۔)

السلامة العامة

[illegible]

$\frac{d}{dt} \left( \frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

W. T. de B. 1971. *Journal of the Royal Society of Medicine* 64: 11-12.

$$d^2 = \frac{r}{\mu} \left( \cos \theta - \frac{1}{e} \right) \quad \text{and} \quad d^2 = \frac{r}{\mu} \left( 1 + e \cos \theta \right) \quad \text{for } \theta = 0$$

مجلس شورای اسلامی

د. محمد صالح المنجد

ایک ہی طرح کے سفر میں واپس رہا ہے۔ اس کے پاس

اچھا ہے ۔ اسی طرف پہنچا دیا ہے

10-5-7

7. *What is the purpose of the 'LAW' section?*

لے کر چاہے کچھ دے دے۔

1. *U. maculosa* (L.)

ترک کا ، سے حساب، حضور اور نبی رسول ۔

(۱) کیا اسے سولہ دیکھا ہے؟

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

مركز الدراسات والبحوث الاقتصادية

بہار (سجے سے بڑھے)

رکھ دے کے جس حد تک سب سے (۱۰۰) اعلیٰ و

میں آپ کو سب سے زیادہ اوسے سو اپری ہے۔

نور جی

والدہ (۱۰۰) عہد تم

وہاں کے طرف رہ گئے ہوئے ہیں۔ رات

عرب

بہار (سجے سے بڑھے)

اگر کما (۱۰۰) چہاں (۱۰۰) رہا (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) کی (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

بہار (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد (۱۰۰) رات (۱۰۰) عہد

نور ہاں بی تھے سوئے ہوئے - کوئے میں ہاں ہے - وہ ہے -  
 نور انہر جانی ہے - وہ نور ہوئے ہوئے ہوئے -  
 کہ ہے - - ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے - جوں ہوئے ہوئے -  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 اس کے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -

مکرمہ (۱۵) سی علیہ ۱۰ دے ۱۵۰

(۱۰) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵)

اوپر سے - ہر سے نور ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 کے ہے (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵)  
 لا نور ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -

(۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵) (۱۵)  
 کر عشاء - کوئے کو طرف ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 شائب ہو جاتا ہے - کہ ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 وہاں ہے - راحہ اور زبہ - ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 بیٹھنے میں - آہستہ آہستہ چلتے ہیں - ہوئے ہوئے ہوئے -  
 عودہ ہوں میں ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے - ہوئے ہوئے ہوئے -  
 اپنی ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 "کھور" کی طرف ہم پہنچ رہے ہیں - ہوئے ہوئے ہوئے -  
 ہر طرف سے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے - ہوئے ہوئے ہوئے -  
 دوسرا ہندو قوم - سب اسٹاک ہر دے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 قوم! ہی ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے -  
 وہ زلتی رہا ہے - ہاں آ کر کہ - ہوئے ہوئے ہوئے -





## سجیل • تم روک

میں نے سوچا کہ میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے

میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے

میں نے کیا کیا ہے

میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے

میں نے کیا کیا ہے

میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے  
 میں نے کیا کیا ہے

آج

میں نے کیا کیا ہے

(درجہ اولیٰ)

میں نے کیا کیا ہے





مرد : ہاں ، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ۔  
 عورت : یہ سچ ہے ، کیا ؟  
 مرد : جی ہاں ، یہی بات نہیں بدقسمت ہمارے دوست  
 نے کہی تھی ۔  
 عورت : وہ تو سچ ہے ، کیا ؟  
 مرد : جی ہاں ، یہی بات نہیں بدقسمت ہمارے دوست  
 نے کہی تھی ۔  
 عورت : وہ تو سچ ہے ، کیا ؟  
 مرد : جی ہاں ، یہی بات نہیں بدقسمت ہمارے دوست  
 نے کہی تھی ۔

مرد : We, too

عورت : Yes, dear

مرد : ٹائٹ بھی خوب خوب وزن دلکشی ہو گئی ہے ۔

عورت : ہاں ، جی ہاں ، یہی بات نہیں بدقسمت ہمارے دوست  
 نے کہی تھی ۔

عورت : جی ، جی ، جی ، جی ، جی ۔

مرد : جی ، جی ، جی ۔

عورت : جی ، جی ، جی ، جی ، جی ۔

مرد : جی ، جی ، جی ۔

عورت : Yes, Please

مرد : ہاں ، جی ، جی ، جی ، جی ، جی ۔

عورت : جی ، جی ، جی ۔

عورت : (ہنس کر) جی ، جی ، جی ، جی ، جی ۔

مرد : جی ، جی ، جی ، جی ، جی ۔

عورتوں کی زندگی اس سے دلچسپ ہے کہ وہ  
دیکھ کر ہنس رہی ہیں۔

وہ اس سے پہلے سے کہ وہ اس کی زندگی پر  
دنگی کو لکھا کر دیا جائے؟  
عورت : Wonderful Idea.

مرد : یہ سب کچھ سوچو اور وہ سب ہے۔  
وہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : وہ

مرد : یہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : وہ سب کچھ سوچو۔  
مرد : وہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : وہ سب کچھ سوچو۔

مرد : یہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : وہ سب کچھ سوچو۔  
مرد : وہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : وہ سب کچھ سوچو۔

مرد : یہ سب کچھ سوچو۔  
عورت : Wonderful Idea۔  
مرد : یہ سب کچھ سوچو۔

عورت : وہ سب کچھ سوچو۔

مردم و حکومت

ہر کی طرف نشر کرنا ہے۔  
 "ہے" ہے یہ حکم سب سے زیادہ مناسب ہے۔  
 عورت : مگر وہاں تو —  
 مرد : ایک ایسا ہیرو کو چنا دے گا کہ حق ہے۔  
 عورت : مگر —  
 مرد : سب کچھ اٹک ہو جائے گا۔ کچھ ہے۔  
 "ہوئے" جہاں ہی۔  
 عورت : ہر وہ ٹھیک ہے۔

(مرد : غور گور مرد فحشہ کے جس - راجیل اور  
 راجیل : یہ بے باک کھیل ہے نہ )  
 مرد : کیا تم نے یہ سنا ہے ؟  
 راجیل : ہر جگہ ۔  
 راجیل : یہ تو کچھ اور ہے ۔  
 مرد : اچھی بات ہے جسے تم نہیں ۔  
 راجیل : کیوں ؟  
 مرد : (گور کی طرف اشارہ کر کے ) یہ تو  
 راجیل : وہ ہر جگہ ہے ۔  
 مرد : اسی لئے تم تمہیں ڈر ہے نہیں ۔  
 راجیل : میں ڈر رہا ہوں ۔

مرد : تو کیا ہو شامی سے من بٹگے میں نوکری ہے کیا ایک  
کو اڑھائی دے گا وہ کہیں دے دے دیں گے

عورت : (بے اختیار ہنسنے لگی)

عورت : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔  
راحمیال : یہ عمارا گھر ہے

مرد : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔  
راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی)

راحمیال : نہیں !

مرد : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔

راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔  
مرد : (بے اختیار ہنسنے لگی)

مرد : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔

راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔

مرد : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔  
راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی)

(مرد ہنسنے لگا)

راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔

عورت : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔  
راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی)

راحمیال : (بے اختیار ہنسنے لگی) وہ تو بھلا کون ہے۔



( آخر نور ۔۔۔ اس انداز سے بدھنے کی طرف بھاگے ہیں  
 جسے کسی وحیبت کا تکہ جو ہے وہاں وہ رگت ہے  
 راجیل ۔ اندھے !

( اندھوں کی طرف آئے لگتے ہیں )

بدھنا کتنی بدب تک ہم بدھیروں میں روشنی کے لئے  
 جھپٹے رہے ، رو-و-و آؤ ، سر یہ تب سب کچھ  
 چھو گیا ، ہر طرف ہر طرف ہمارے ہمارے پھرو ، کوئی  
 مددگار نہیں ہے ۔ ہاں یہاں تک کہ ہر ایک ہر ایک  
 کر رہا ہے ۔ لہذا حتم !

راجیل ! حیرت میں ہے

اندھے ! ہر کے ہر میں جو ہے سے تو حیرت میں ہے  
 کی محبت تمہارے کھیت مل جائے گا ، اندھوں کی کھیت مل جائے  
 گا ، پاگل ، کچھ نہیں ہے گا ۔ ہاں ہر ایک ہر ہر  
 دے گی ۔ ایک چہ بڑی حدی سے گی اور وہ جو  
 ہے ذہن آہر دوت !

راجیل ، اندھے لئے ہے ۔ وہ میں تمہارا گلا گھونٹ  
 دوں گا ۔

البتہ ، دست انگیز باب ۔ دفعہ کئی نور

( راجیل اس کی طرف اڑھتا ہے اور سے لگا دے کر ہرے  
 ہنسیک دیتا ہے ۔ ۔ بدھ حدی سے لگے ، کر اسے شوہر  
 کا ہاتھ پکڑ رہی ہے )

ڈرینہ : کیا ہو گیا ہے تمہیں ؟

اسدھا : جانا ہے

اسدھا : صبح بخیر اٹارتے ہو ۔ اچھا بازو ! مجھے مار ڈالو

میرا گلاز گھونٹ دو ۔ مگر میں تمہارا دوست ہوں ۔

تمہارا غیر خود دشمن تو وہ ہے ۔

راحیل : وہ لوگ ۔

اسدھا : وہ لوگ نہیں ، جنہوں نے تم سے کہیت اور کھ

چھینا ہے

راحیل : دو اور کون ؟

اسدھا : تم نہیں سمجھتے ۔ میں سمجھتی (اگر دار نہ اسدھ

ہیں) یہ روشنی !

راحیل اور ڈرینہ : (ایک - ایک روشنی)

سب روشنی ۔ اور صوب روشنی ۔ امیروں میں سے بنے

گھوڑے ، کک بے ۔ بے گھر کے مالک تھے ۔ روشنی

و تو یہ ظالم لوگ آگے اسوب سے چھاتکہ روشنی

ر اہا قبضہ کر لیں اور سوب سے ہم سے بہر سب

کچھ چھین لے ۔ روشنی دشمن کون سے تمہارے ؟ اور

بہی م سے تمہاری آخری چہر بھی چھین جائے گی ۔

راحیل : آخری چہر !

ابوہا : تمہاری بیوی

راحیل : (ڑپ کر) کیا !

ابوہا : اسان بڑا غلام ہے ۔ میں کہتا ہوں اسے دشمن کو

حم کر دو !

راحیل : کیسے

ابوہا : یہی تم میں سمجھو ۔ اے گل ہو

( مدھے کی اور اب خوب ک حد تک بے ہوش ہے )

اس دشمن کو حم کر دو جس سے تمہیں اے حرو و ذرہ

بہ نہ ہو ۔ تمہارے بارگاہ میں قوت ہے ۔ تم سے

دشمن کا خاکہ کر سکتے ہو ۔ نردور ہا کہ ۔ یہ دو

اوسے دشمن کو !

زریرہ : دشمن !

ابوہا : اور یہی زریرہ کو آخری بار میں ۔ وہی دسی کے

قدوں کی اٹل سے دعا کروں ۔ اس کے سارو دم سے نہ

بہ نہ ہو ہوں گے ۔ زریرہ چلی جائے گی اور ہم سچ

پیچ کر کر بڑو گئے ۔ وہ کہ میں اس کو خاکہ

ہو جائے گا ۔ یہ ہے تمہارا ہم ۔

( راحیل نکلتی یا مدھر مدھے کو دیکھتا ہے ۔ پھر اس کی

نظریں اوسے والے پر پڑتی ہیں ۔ مدھا دور سے دیکھتا ہے وہ بہ

مارہ ہے راحیل ۔ اوسے کی صورت دیکھو ۔ بددعا کی

کند ہے ۔ اس کی نظر میں پھر بڑا بڑی ہے جسے لڑکے سے

روشنی دے کے پاس رکھتا تھا ۔ وہیں بڑی سے آگے



کمر پتھر لٹایا ہے۔ وہ بھی زلا جلدی میں لائیں  
 جس سے ہٹا کر چھوڑی طرف لیے جاتا ہے۔ روحے نور  
 موزنا ہے۔ پھر اس کے چپے پر پڑتا ہے اور وہ ہم سے گزرتا  
 اڑتا ہے۔ لائیں محترم ہے اور بدستور روسی سے رہی ہے۔

رہیہ : روحے کو اٹھاتے ہیں سم سے کہ ۔

نارنگا : شاہنشاہ - ہا - ہا - ہا ! ابیہ دشمن کر مار ڈالا ۔

( روحے کو کوشی سے اوروں کتاب اور قلم دان آٹھ لے گا  
 ہے ۔ روحے اور روحے اسے دیکھنے لگے ہیں ۔ روحے کی  
 ہے ۔ (روحے نے آواز دیا ہے کہ اس سے حرکت دیکھنا  
 ہے ۔ )

بوڑھا : ابی ہونا تھا ۔

چشم بھر میں گتھے ۔ تمہارا بعد حقو حم ہو گیا ۔ مگر  
 تمہاری روشنی کا سہر خم میں ہوا ۔

( لائیں کو جھپک کر دیکھتا ہے )

اب کیا ہو گا ۔ کون جانتا ہے

( روحے واپس چاہے لگتا ہے ۔ کہ ہستانی گولہ ہے ڈوٹا  
 ہوتا ہے ۔ آواز ہے ۔ اس کے ساتھ ہیں ایک ٹوٹی ہوئی  
 لائیں سے دھڑکتا ہے اور یہ سن کر دھڑکتا ہے کہ بار بار  
 ہے ۔ )

لڑکا : میں وہ کیا ! ایسے کیا ہو گیا ۔

( لڑکی ٹوٹی ہوئی لائیں پر سے جھپک دے روشتو  
 ولی لائیں آواز دیتا ہے )

راجیل : چھوڑ دو !

لڑکا : کدہ کی چھڑاؤں سے بد روشنی ہے ۔

بوکا : لا ۔ کدہ دیکھنا ہے ۔ ہنک بھٹک اس کے چہرے پر  
 ہنک حاضی مسجد کی مسجد کی ہے ۔ ہے ۔ (اے بی آپ  
 میرے ہونے کا ہے ۔ اور پھر نے اوپر " د " ہے ۔  
 ہے ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔  
 کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔ ب س کی ۔  
 کی طرح بھال کے ہنک بھال کی ہے کہی د )

ز حیاں : ( شخص سے ) چھڑاؤں سے بد روشنی ہے

لڑکا بھابھو : (اے بی آپ)

چھوڑ دو ۔ (گرج کر) چھوڑاؤ !

(بھٹک اس طرف آ رہا ہے)

اب کیا ہے ؟

(راہیل اس سے لالچین چھوڑنے لگتا ہے ) (اے بی آپ) ہے ۔  
 بھابھو اس کی نظر لڑکے کے ہاتھ پر جمنا  
 ایک پا ۔ (اے بی آپ) ہے ۔

زربہ : تم تم راہیل ! (اے بی آپ) ہے ۔

(راہیل اپنے ہاتھ کھینچ لیتا ہے)

میرا بھابھو : (اے بی آپ) ہے ۔  
 میری گود سے اوکھڑ کر پڑ گیا ہے ۔ وہی بھابھو  
 ہے ۔ میرا بھابھو ۔ میرا لال ۔

راہیل : (خوش)

## زریقہ : ہمارے بٹا سن گیا

(زریقہ اس سے ٹپکا چاہی ہے مگر بڑا کوں ہر کسہ ہیں  
کرتا ۔ بڑی سے ٹپکی سے کھڑا رہتا ہے)

راحیل ، ٹومیل ۔

اندھا : اس سے کئی ہے ۔ ہم بڑے ہاتھ ہر کھتے ہو ۔

زریقہ : بٹے ۔ دھڑکے ہیں ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔  
میں ہوں ۔ یہ تو آپ ہے ۔

راحیل : بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔

زریقہ : بٹے ۔ دھڑکے ہیں ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔  
گیا ہے ۔ راحیل سے ہلاؤ ۔

راحیل : بٹے ۔ بٹے ۔ بٹے ۔

(زریقہ اور راحیل ایک بڑی کسمکش کے غام میں بڑے  
کو دھکی دھکے ہیں ۔ بڑے بڑے بڑے بڑے ۔ اور  
لاٹیں کی بٹیں ۔ بٹیں ۔ بٹیں ۔ بٹیں ۔ بٹیں ۔  
اسی حالت میں ہر وہ آہستہ آہستہ گرے نکلتا ہے)

شش

مکرو دارم

ن و غنیه

○ هادی

○ باقی

○ هادایان

لور

ایک ماهه

## منظر

رومانہ ۶ ستمبر ۱۹۰۶ء

مقام شہر غنور کی ایک بوائے بھئی  
حالت وقوع یہ ایک سو سترہ سال پہلے کا ہے۔  
وہ ۔ ۔ ۔

سنیچ جس کمرے کی صورت میں شمار ہے سامنے آ رہی ہے  
وہ عین پہلا ناظر یہ دیکھتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء کی دہائی  
غور کی ہے نہ سنیچ جس کا یہ سترہ ایک حصہ ہے کافی  
جہ تک سالگرہ ہو چکا ہے اور اب گھر واپس اس کی آرائش و  
تہہ بہہ کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

کمرے کا سامنا کسی قریب سے نہیں رکھا گیا۔  
دہواروں میں آج دروازہ دکھائی دے رہی ہے۔ سامنے  
کی دیوار میں ایک دروازہ جس کا ہنگ پر لگایا ہے۔ اس  
پٹ میں سے اوپر جاتے وقت یہاں نظر آ رہی ہے  
دوسرا دروازہ دائیں دیوار میں جہاں آج بھی ہے۔  
بھر بھر آئے تھے جس میں دروازہ استعمال ہوتا ہے۔

کمرے کے درمیان حصے میں ایک میز، اس پر  
دو ٹیبلے ہیں بکسر غورم دو گلدی چائے کی ٹری  
چند عالی بیاباں، ایک بٹ پلٹ پر دوٹ کے کچے  
ٹکڑے، ان کے علاوہ حارید کی کم و بیش ایک فدی بھی



وہ تب کہ انہیں مہکمہ کوئی ہے۔ اس وقت سے  
کے سر پر تھا، وہ بڑے سکسے۔

خدا کی عسکر میں قربان ہے وہ یہی ہے جس کی لاشیں جو سالہ  
کا ہے بیک اچھے کے لیے ۔ سچا کر ماں کو دیکھو اور پھر  
سوا احمدی کے عالم میں نہیں ہاتھ سے جبرہ نہایت لیں  
عے اور ۱۰ سالہ ماں کے کر سب ہو جائے ہے ۔ ہاں ہے  
خود سے بنا لیتی ہے اور کھیتی ہے ۔ حسبِ حق ہے ۔

رقیبہ : (ماں سے) "اے بھائی! اے بھائی!"

مبانی حکایت حجاز سے خطبہ مذہبی اور

تو یہ جھٹک دیا۔ (راستے کی بات سے لگتی ہے۔) میں  
 سے جاملے ہوئے دیکھو دیتی ہے۔ (جب وہ دروازے میں  
 سے گزر جاتی ہے۔) وہ چھوڑ کر دیکھتی ہے۔ (ایک آنکھ  
 کے ٹوا کرے میں رہا۔) وہ بالی و بالیاں رکھتی ہے۔  
 جھٹک دیا۔ (راستے سے باپ آتا ہے۔)

علاوہ اس کے کہ انھوں نے کئی کئی اور جہکی ہوئی - چھدری  
داڑھی، آنکھوں پر عینک - ہاتھ میں چھڑی - باجائے  
کمرے اور بوسکت میں سوسے - ان کے تالے پر ایک پہلے  
لنگ کا پٹکا - چہرہ افسردہ مگر مدوم ہونا ہے جو  
انسانی پر لایو یاے کے ڈانگ جاتا ہے ۔  
مانہ اپنے کام میں مصروف ہے ۔

الب - ق ط

سای سے باقی ہے جو رنگہ دہی کے درختوں کے  
دبھلی ہے

ماں : آپ کہاں چلے گئے تھیں !

باپ : یہں آہا : رجو کہوں گئی !

ماں : میں آئی تو سر پر سرور کو کر دو دھی بھی !

باپ : بھی ہے ۔ ۔ صبر آئے آئے گا !

ماں : اور آج کے دن تو زخم ہوئے ہو گئے ہیں ہم سب کے !

باپ : آج کے دن ۔ ( مرد مکتل نہیں ، و اب کتہے ہیں !

ماں : میں نے کہا تھا ۔ وہ رہو ہے غصہ نہ

میں گئی ہے !

باپ : صبر کی تلقین کرو ۔

ماں : صبر کی تلقین ! کس طرح کروں ؟

باپ : یہ ہر کس سے لے لے !

ماں : تم سب کو چھڑی پر لٹکا بنا دے ۔ اور صبر  
پر نظر ڈالنا ہے !

ماں : رحم نہ ہے ۔ بھائی کے گلے میں و ڈال نہ دے گی س  
کی تصویر ۔

( وہ شور مکتوں میں کہیں ، روپیے کے پلو سے آنکھیں  
پونچھنے لگتی ہے )

باپ : اللہ کو یہی منظور تھا ، قطعہ !

ماں : اللہ کی مرضی ۔

باپ : نہ مروت نہ میں بڑے خوش قسمت ہی کے

حصے میں آئی ۔ مہم اذت کو تم کو کیا سمجھتی

ہو ؟ ۔ دوسری خاطر جان دینا ۔ نہ شرف بڑے



حوش قسمت ہی کمر بندا ہے ۔

میں " چوہہ " تھیں مگر دے ! میں نے گھر واپس !

(میں سر آٹھ کر ڈوہڑو دیکھی ہے)

باپ : کہو !

میں : تصویر کٹوا کر گھنٹی اور نہ رکتا ہوں !

وہ ایک ڈوہڑے کے حجاب کا ڈھانچہ ہے عیر عسوار ہوئے  
لکھی ہے " دروازے پر رسدہ آئی ہے " (

رشدہ : اسی !

اوسہ شہر کو پہنچو ہے میں : چہ رہے ؟  
میں : چاہتا ہوں وہیں رہوں !

باپ : رہے دو !

( میں : تصویر لکھی دیکھ دیں " رسدہ آئی ہے اور ہمارے  
" رسدہ " کے لئے ہے " میں : باپ سے کہوں گی  
" میں : میں رہتی ہوں )

باپ : چوہہ !

رشدہ : میں : چوہہ !

( میں : ہاتھ اندر پہنچوے ہٹ کر " رسدہ " کے لئے )

میں : تم نے ہر سون برسوں کے لئے یہ کہو ہے کہ وہاں ہی

میں : تم نے نہیں یہ " اؤں " میں : یا میں

میں : یہ " چوہہ " میں : آپ " چوہہ " میں : چوہہ

لکھی : لکھی !



شادان ! کیا بات ہے آج دن بھر گویا نہیں آئیں ۔

ماں ! سو سمجھتی تھی تم سوگہ گھر ۔ بدو ملی ہیں !

اتنی خاموشی !

ماں ! ہم تو کہیں ہی آج آئے ۔ جیسا کہ دن بھر

بڑا تاب ، کڑی آڑ میں ہی ۔ نہ کماری ، نہ دھڑ

ماں ! کیا پوچھ رہی ہیں !

شادان ! خبر تو ہے ۔ کوئی خاص بات ؟

ماں ! آج حلوہ کی چوبیسویں سالگرہ ملنی !

شادان ! پھر سپر کو

ماں ! جی اس کے پیدا ہونے کا دن ہے اور میں دن

ماں ! ہمارے گھر کے حلوہ پر دن بھر !

شادان ! ڈاکو تو ہو گئی ہے ماں بابہ کو

شادان ! چپکے سے تصویر دیکھو !

شادان ! کتنا خوبصورت لوجو ۔ ہے

ماں ! تصویر تو اس کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی ۔

تو ! کہہ چکے ہیں ۔ سب جہاں میں ہے ۔ ورنہ کیا ہے اسی

انکھوں سے دیکھ لیتی ! اب تو —

شادان ! تصویر ہی کو دیکھنا چاہتا ہے !

ماں ! جی شادان ! صبح سے گھر میں بڑی رونمائی

میری روم کے چاروں طرف رنگ و روغن لگا رکھی

ہوئی ۔ سب سویرے سے آواز دے کر جمع کر رکھے ہیں ۔



(ماتے اس کے جواب میں سند یہ کہہ کر ہنس گئی  
اک آہ بھری ہے)

شاداب : میں جیو - جیو اسی لمحہ میں سنا کہ یہ کہہ رہی ہے  
تیرا

ماتے : تم روتے ہو کہ وہ تم سے چلے گئے باب کے ساتھ  
= گئی ہے۔

شاداب : نہیں !  
ماتے : یہ تصور نہ کرنا کہ وہ تو نہیں ہے  
یہ تو ہے۔

شاداب : میرے پاس ہیں بوجہ دار آئیے خدا دل مرزا  
جی کرنا !

ماتے : میں نے تو کہا تھا - گھر میں ہر کچل ہی ہے۔

سارا دل چپ چپ ہٹھکی رہی ہے۔

شاداب : بے اجے کی توجہ اس سانس پر جارہی تھی

ماتے : پانی آدھا ہے۔

شاداب : آداس تو ہونا ہی ہے۔

(جاتے ہوئے) اب بوجہ دہا۔

ماتے : جیو !

اگر ان صحنہ والے روبرو کے طرف سے دنگو ہے اور  
جہاں جا رہے ہیں۔۔۔ ملک ملی گئی ہے۔ مگر وہاں ابھی تک  
دواؤں کو دیکھ رہی ہے۔ یہ ہر جہاں آگیاں ہے۔  
اس کے اوپر جاؤ جہاں وہاں دیکھیں گئی ہے۔ وسیع آبی

ہے ۔ ہاتھ نہیں یک نواہ ہے کہ وہ لا کر سیر ہو کر  
نہیں ہے

ہاں : تمہارے اہل چال کہاں ہیں ؟

رخصہ : وہ اپنے کسی دوست سے باہر کر کے لگے ہیں  
میں !

ہاں : ہاں !

رخصہ : ہاں !

ہاں : میرا نے تمہیں بلایا ہے ۔

رخصہ : کئی جاؤں گی ۔

ہاں : یہ بیٹی ! اس سے بات ہے ۔ تم کی مہکمہ کر کے

ہے کہ رخصہ کو ہرے ہاں بھیج دینا ۔

رخصہ : جی جاؤں گی ۔

ہاں : حادی حادی میں ہم صاف کر دو ، صبح سے

ہیں

ہاں : پہلے اور پھر لے کر ہڑتوں والے دروازے کی

طرف جاتے ہیں ۔ ہک سٹے کے بعد وہ میڑھیوں پر

ہو کر نکلتے ہیں

رخصہ : وہی کوڑا ہے ۔ آگے مہکمہ کر کے

ہو جاتی ہے والسی ہدم ہوئے لگی ہے ۔

ہاں : روٹی نئی ہدم ہو چکی ہے کہہ ملیج ہو

مردوں کے وہ روٹی ہاں اور نظر میں سے نکال کر

دھاتی سے نکالیں دروازے کی طرف سے

بڑا ہے ۔ یہاں رخصہ کی آواز آہوں ہے



سارو : وہ ہر دور اب یہ دیکھتا ہوں

وہ دیکھتا ہے جسے تم دیر کے ارد گرد

حدود سے اے

رحیمہ : میں سو ارا ! توں کہ یہ دور آب کے گئے ہیں

ولید : مگر آپ جیسے گئے !

سارو : اسی لئے تو گیا ہوں ۔

رحیمہ : کس سے ؟

حدود : وہ ہمارے اب ہی میرے لئے بڑا سنگی دور

رحیمہ : اچھا !

حدود : اب میں ؟

رحیمہ : اب وہ دور ہے

سارو : اب میں ؟

( سارو اٹھ کر چلا گیا )

رحیمہ : وہ اب تو ہیں

سارو : اب تو چھوٹی ہوئی

رحیمہ : اب میں نے اسے یہ دور یاد کیا

جہاں میں ہی رحیمہ نے سارو کو دیکھا تھا

تو کہ وہ اب تو چھوٹی ہوئی

کہ وہ اب تو چھوٹی ہوئی ہے

سارو : اے

رحیمہ : میں نے یہ سارو دیکھا ہے اب یہ کیا ہے !



حاجوید : تم کو ہمارے پاس سے آنے کے لئے مدد دے گا ۔

رحیبہ : بوٹی جان !

حاجوید : ہاں رحیبہ !

رحیبہ : یہ دروازے کی طرف کیا دیکھ رہے ہو ۔

حاجوید : مجھے پتا ہے ۔

رحیبہ : ہیں بوٹی جان

حاجوید : دیکھو ، میرا دوست وہاں سے دور دراز سے

اب آئے گا ۔

رحیبہ : یہ بوٹی جان ہے

حاجوید : کدوں کا مجھے پتا ہے ۔ وہ کدو ہے

ہمیں کی طرح ہیں وہوں کا ۔ ہے ان ہاں صبح کی

روشنی میں ۔ دوپہر کی دھوپ میں ۔ سرتانے کے بعد

میں ۔ ہر وقت کھڑے قریب ، تم مجھے دیکھ

سکتے ہو مگر میں نہیں دیکھتا ۔ ۱۱ : صبح کے

حاجوید : سکو ، جانے کب آئے گا ۔

با حال : میں سے نہیں آئے ہوئے ۔ ان کے ساتھ

کھلتے ہوئے سارے رحیبہ !

رحیبہ : بوٹی جان ۔ وہ ہیں اس کے پاس ۔

رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔ رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔

رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔ رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔

رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔ رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔

رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔ رحیبہ : مجھے پتا ہے ۔

دور کھڑی ہے ۔ باب درو رے میں سے بڑا رہا ہے

ب : کیا ہو رحو !

رحیبہ : ڈاٹی ہے ۔

اچھا : یہی ہے ؟

رحیبہ : وہ کئے میں ۔

ڈاٹی ہے ۔

باب : باب کے بچے ۔

رحیبہ : یہی ہے ۔ بڑی ۳۰ ہے وہی سے آئے ہے

باب : ہاں

باب : اچھا ؟

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

باب : اچھا ! وہ کئے میں رہی ہے

وہ : شادی ہے بدیہی میں آئے تھے اور میں نے آگ کے نیچے  
میں ہر گز نہ رہا

شادی نے، جو یہ دنیا کو دور ا

رہیہ میں پوچھی ہے کہ اے تیرے پاس سے کیا کے گئے  
میں ہر گز لا ہے ۔

شادیوں ہر نوحہ پڑا ہے بھی !

(وہ ان کے رُخ کر رہا تھا لیاے کی ہوس کر رہا تھا  
برنگ حیدر کر رہا تھا پیچھے ہٹا رہا تھا)

میں اور باب : (ایک ساتھ) کہ

شادیوں، انہوں

وہ کیا ہو ؟

شادیوں : ہر گز نہ رہا

انہوں چندی سے ہر گز نہ رہا

وہ کیا ہو ؟

(انہوں باب اور شادی نے حیرت سے ہو کر دیکھ رہے ہیں وہیہ  
کی نگاہیں درو رہے ہیں جسی ہیں اور انہوں حیرت ہیں حندی  
ہے ہر گز نہ رہا)

## منظر ۲

سردیوں کی ہلکی دھند

ہلکی ہلکی دھند جو ہلکی دھند ہے اس کا ساتھ ساتھ ہے  
درختوں کی شاخیں۔

دور دور سے آتی ہیں جو صبح کی طرف گھٹتی  
جے۔ مینا کے دوڑے ہوئے اس میں سے بھٹی جاتی ہیں۔  
دوسرا دائیں دیوار میں جو باہر آئے جانے کے لیے ہے۔  
صبح کے آگے تو وارے کا ایک پتہ دکھلا ہے۔ اس میں سے  
دھوپ اٹھ آ رہی ہے۔ دوسرے سروازے پر پودہ بڑا  
جڑے ہے۔

اتنے دیوار سے اس کے اوپر آتی ہے کہ چھوڑا  
جے کر دے، مٹو آتی ہے پیرا پودہ ہر سو کی  
بھڑ بھڑکی۔ درخت پودا گدھا لٹھیا، آنکھوں پر آگ  
دھندلجھ کر آگ کی آگ میں لے جاتا ہے اور آگ  
کڑھتی ہے۔

اتنی کے پاس ہلکی دھند ہر سو کی شیشوں کی  
جے پتھر سے چھوڑا اور چھوڑا دھندلجھ کر آگ  
اس وقت پودہ آگ کے رینگہ رینگہ جھڑی آگ کے آگ



اب ہنسنے کو یکے اسی کی طرف تارھے وہاں سے ایک  
تھوڑا کھٹا تھا ۔

ہاں ہنسنے پر ہائی دھوپ میں ہے : یہی ؟  
دآپ دیکھتے ہو ۔

اب صبحر والے دروازے میں سے نکلی ۔ تا ہے ۔ یہ  
چوہائی کے دس گھڑی ہے ، دو سو سو کتاب کے ورق گرداؤ  
مگر دعی ہے ۔ ہاں چاند کی سنوٹی درست لی ہے ۔ یہی  
چاند آئیں ہے اپنے شے پر غاں لی ہے ۔  
ہاں انہر آتا ہے

ہاں : دھوپ میں رکھ دی ہے چارہائی ؟

( اب : اب میں سر خار ہے )

ہاں : یہی کہ چوہڑے کو کہی ؟

رہینہ : میں حلی ۔ فون کی ۔

( یہ میں والے دروازے کی طرف اندر آتے ہیں ۔  
ہاں چاند کی سنوٹی درست ۔ حلی ہے ۔ ہاں ۔ بعد دیکھ  
رہا ہے )

ہاں : آپ کہاں چلے ؟

ہاں : دواں لیجے ۔ بس بس دواں لکھ دیا ہے ! کٹر  
کہہ سارا شہر چھان سارو ، نہیں ملتی ۔

ہاں : ( آہ بھر کر ) ہ دواں کا ہندہ ہی کیا ہے ۔

رہینہ دروازے میں سے نکلی کر جا چکی ہے ۔ ہاں :  
پر نظر ڈالتی ہے )

ٹھہر لگ گیا ہے دوڑوں کا۔ میں نے کہا : یہ  
کے ابا !

باپ : کسی نئے ڈکٹر سے یہ کہہ دیا  
ماں : در کم اسب دوڑوں سے فائدہ ہی نہیں ہو خواہ بھواہ  
ایسے کیوں صانع کوہی ؟

باپ : دو تہی رہ رہ کر رہے دو ۔ جب سے یہاں آ ڈھو  
میں ڈاکٹر بہن چکے ہیں ۔

(باپ باہر وئے درو سے قی عارف حاکمہ نکلا ہے)

ماں : چندی آ جانا ۔

باپ : کوشش کرونگا ۔

(باپ دروازے میں سے نکل جاتا ہے۔ ماں : دیکھو میں  
جانی ہے ۔ بکٹوں ؟ میں ہڈیٹ آٹھا لہی ہے ۔ اور صخر واسے  
شرور سے کی طرف جانی ہے ۔

اب : آج بخاری ہے ۔ چند لمحوں کے بعد باہر وائے ۔ واسے  
میں ہمسائی نہی ہے ۔ ماں کی ہم غیر ، چہرے پر ہر مسی اور  
ہم کی محبت و شفقت ۔

بدر آ کر ادھر ادھر دیکھتی ہے ۔ پھر آواز دیتی ہے ۔  
”خیمہ“ ۔ جسکی سے ماں جواب دیتی ہے ”آئی ہیں“

ہمسائی میں واسے دروازے کی طرف دم نہی لگی ہے  
کہ ماں آ جاتی ہے)

ماں : ہسکتے دیسے کی نہیں ذہن کو ، صبح صرف چاہئے

کی ایک پہانی پی ہے اور کچھ کھا ہے وہ ہے ۔

ہمسائی : باہر بیٹھی ہے ؟

ماں : سن بابا نے ہی کہہ دیا ۔ دھوپ میں جا کر بیٹھو چا

ہمسائی : اب کیا حال ہے ؟

ماں : یہ پتھری ہوئی ، دھڑکی لگتی رہی ہے ۔  
 دیکھو ، اب وہ عوا کیوں نہ کہے گی ۔  
 مگر نہیں !

ہمسائی : بھائی صاحب کہاں گئے ؟

ماں : دوسرے سے تو دعائی سے رکھی ہے ، کٹھن سے ایک  
 پشہ دوا لکھ کر دی بھی گئی ، ( اسے آگے دیتی ہے )

ہمسائی : کسی بٹھے ڈاکٹر کو نہ لکھا ، یا نہیں ؟

ماں : اب عمری تو اس شہر میں کسی سے واقفیت میں  
 ہیں ۔ ان کے دوست ہی داکٹر کا بنا سلائے ہیں ،

لے گئے ہیں اسے گھر پر ۔ پچھلے چار باغ سببوں میں  
 یہ لیسرے ڈاکٹر کا علاج شروع کروا رہے ۔

ہمسائی : بھاری کپ بیٹھ بھی گئی ؟

ماں : اب تو چکی ہوں ، نہیں سمجھتا ۔ معذرت کرنی چاہیے ۔  
 نہیں کرتا ۔

(ماں نے کپڑا ہیکہ کرسی پر کھینچ کر بستر کی باغ پر پائی  
 نہیں ۔ مگر اسے دیکھ کر وہ کہتا ہے : اب اس پر نظر پڑی  
 ہے تو تھکے اٹھا کر ابھی بیگ پر رکھ دیتی ہے )

دو کچھہ جاتے ہیں یہ ، تو کیا حال ہو گا ؟ دو دو



گمراہ ہوں جا رہی تھی ۔ پتہ نہیں بتائی دے رہا تھا  
 ہے۔ جانے کیا بیماری ہے ۔

وہ کہنے ہوئے مایہ کی آنکھیں پرلم ہو جاتی ہیں ،  
 بیٹھے تھے چہرے سے تپیں صاف کرنی تھیں  
 ہمسائی : اللہ رحم کرے گا ۔

ہمسائی : آگے بڑھ کر لرزہ ہو چکی ہے  
 میں نے کہا : ہاں

میں ہوں ا

ہمسائی : ایک ڈاکٹر کا پتہ بتائی ہوں ۔  
 ماں : کس ڈاکٹر کا ؟

ہمسائی : ڈاکٹر احمد کراہ کا ۔ جو کچھ دیکھو وہ  
 میں کرتی ہوں میری سہیل کا حال اسے خبر ہوگا  
 تب تک کہ ان تپوں ۔ مہلے میں مایہ تک نہیں نکلی  
 تھی ۔ کسی کمرے کا علاج کرو ۔ کوئی دوا  
 وہ دوا ۔ جو یہ ہے میں ڈاکٹر کے ہاتھ سے شد  
 بخش ۔ یہ تو میری سہیل کا معاملہ ہے ۔ جی ہر وہی  
 ۔ میں کا حال سہیل سے ہی پتا تھا ۔ کچھ کہو یہ  
 تمہیں جان دے گا ۔ ۔ رے میں میں درد دھا گیا ۔  
 میں ڈاکٹر کے علاج کی ۔ آرام آگیا ۔ اب یہی  
 ہوئی ہے حالانکہ پوڑھی ہے ۔

ماں : کہاں ہے میں یہ ڈاکٹر ؟



ہمسائی کروں چیرو ، کر آجوں نے کسی اور کو دست  
ہیں دے رکھا ہو جاؤں گے ۔

ہاں : ہری ، ہری ، ہری ۔ نسے پہنچو گی ؟  
ہیہ ۔ آئی : پہنچا کہسے ہے لیلیوں کا چا بکنا ہے ۔  
کیرک کی ہی ہے ۔

ہاں ۔ ہر دو آہیں سہری ہیں  
ہمسائی : ہر بڑا ہوتا ہے ہر ہر ہی ہے آج ۔ یہی ہوتا  
کہے دیتا ہے

ہاں یہی کہہ ہے ؟  
ہمسائی : ہر اس پر ہے کہہ دہ ، بڑے بڑے ہر ہر  
ہی ہر جگہ ہیں قاسم بقر ہے ۔  
ہاں : حئی حئی کرو ۔

ہمسائی : یہی کہہ ہی ہوتا اس سے چا کر  
ہمسائی : ہر وہ دوواڑے کی طرف چلے گئی ہے  
ہاں : ہر وہ ہر وہ ہے کہہ ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں ۔  
یا نہیں ۔

ہمسائی : ہر وہ کہہ دہ ، حئی کی ۔  
ہاں : ایہ ۔

ہمسائی : ہر وہ اس کے ہاں ہر وہ آ رہے ہیں  
کی طرف جاتی ہے ۔  
ہر وہ ہر وہ ہر وہ ہے

ماں واپس آئی ہے ۔ بوڑھی چاروں کھانا کر سانسے کی دوا  
کے ساتھ جو لکھا ہے وہ دوا دیکھ کر لکھی ہے ۔ دوا  
نذر والے دروازے سے اندر جھانکی ہے

ہمسائی : میں نے کہا ہے ۔

ماں : ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں کیے ؟

ہمسائی : ہاں ۔

ماں : ابھی آ رہے ہیں نا !

ہمسائی : ہاں لے کر لوگی اوریجنہ کو نذر پڑاؤ !

ماں : ہاں !

ہمسائی : اور جاب ہے ماں نے تو انی ملٹی کر دی ہے ۔  
گرمی آگے ؟ وہ چاروں کے اور فریب لے جا کر دیکھ دہی  
ہے اس کام سے ناخوش ہوئے ہیں۔ عد جی وا شروع  
کے فریب جادو ہے دیکھتی ہے اوریجنہ ہی ہے ۔  
جوابہ ملتا ہے : ”جی“

ماں دو میں سمجھے دیکھ رات کو غفلت میں ہے ۔ جب  
روپہ میں آئی تو دروازے میں سے نکل جاتی ہے ۔ اوریجنہ  
کو ساتھ لے کر آئی ہے روپہ کے ساتھ آتی ہیں جہاں سے  
اس کا ساتھ ہنر رکھا ہے ۔ دور دور کی طرف سے  
لکھی ہیں)

زریحہ : کون ہے اسی ،

ماں : زریحہ کی ماں ہے وہ سن کی بڑی مہربان ہے ۔

زریحہ : تو ابو کہاں گئے ہیں ؟ کتنے کے پاس ہیں گئے ،

ماں : دوا لانے گئے ہیں ۔

زریحہ : اور دوا لے آئے و ؟



ملوث طے ہو گیا ہے۔ انہی کے ہاتھوں میں رہا ابور  
دوڑی دھڑکے گا۔ لیکن اگر اس نے وہ آگے بڑھ کر  
تو اس کے اوپر رہا۔

میں نے وہ چاروں کے پاس آ کر کھڑے ہو جی ہے۔

• لیکن اگر میں اسے اس کے سر کا ہوا حجاب دھاتا

ہے۔ کہوں چہرہ عجم میں گر سکتی۔ ہاں میں

اپنی طرف دھاتا ہے۔

ڈاکٹر: ایک سال سے

میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ

اس کے لیے بڑھتا ہے اور روید کی لپٹوں دھکتا ہے۔

میں نے اسے کسی داکٹر کے قریب رکھ دیا ہے۔ مگر

ڈاکٹر: اس کے لیے وہ چاہتا ہے کہ وہ رہا ہے

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

ڈاکٹر: میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

خاک کے لیے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

میں نے اسے دیکھا ہے۔ (کتاب پر)

(آپ کی وار میں صاحب خیراں کی اور جی کی ہے)

سب مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگے ہیں۔ ڈاکٹر  
نے بھی سر اٹھایا ہے۔ وہ سب روبرو اس کے پاس  
کو دیکھ رہے ہیں۔

باب بیک قدم ورتا کرتے ہوئے (

زور سے آٹھویں سہارا چلی دیا)

(اس کو بھی جواب دیا ہے کہ کسی کی بات نہ  
یک دم تک میں نہ دیکھ سکتا ہوں وہاں کے عالم میں  
میں نے۔ باب بیک قدم ورتا کرتے ہوئے (

میں کہہ رہا ہوں زور سے! جھٹکتے ہیں۔)

۵۵۔ سائی بھائی صاحب!

ہاں؟ آپ؟

وہ اس کے سامنے آئے ہیں کہ کیا کرتے ہیں۔ باب کی طرف  
صرف سے دیکھنے لگتی ہے)

باب (ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس سہارا کی کسی  
نے یہ بتایا ہے؟

(ڈاکٹر اور باب کی آنکھوں میں ہلچل ہے۔ وہ اس کے سامنے  
ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر ڈرائیور  
کی طرف دیکھتا ہے)

ڈاکٹر: ڈرائیور! بیک آئیڈی۔

ڈاکٹر: وہی ہے جس نے کہا ہے۔ ڈاکٹر، ہر دماغ  
مردم کے کی طرف سے لگتا ہے ڈرائیور بھی اس کے  
پچھلے پچھلے قدم اٹھانے لگتا ہے۔

اکٹر غرواڑے پر چڑھ چکی تھی کہ باپ جیب سے چند  
نوٹ نکال کر ڈرگور کو دینے لگتا ہے

باپ : بیس

(ڈاکٹر غرواڑے پر رکھتا ہے)

ڈاکٹر : پتروں کے پیسے لے لو۔

(یہ کہہ کر ڈاکٹر تیزی سے دروازے سے نکل جاتا ہے۔  
دوانیور اپنے لوٹ پے کر ہاتھ تکم مرد قریب پہلی  
عرواڑے سے روکنے دیتا ہے وہ جیب سے پھر جیب سے  
لے دیتا ہے۔ اسے حاضر حاضر اپنے بھاری بوسہ کی ہے۔  
پارسی دیتی ہے

دھمائی : بھائی صاحب ،

باپ : کیا ہوگئی ہے آپ کو ؟ آپ کے یہ کس پر رہا ہے۔  
بپ : جانتی نہیں یہ کون سی ؟

دھمائی : اس وقت یہ کہہ رہی ہے ؟

بپ : میرا دشمن

دھمائی : دشمن ؟

بپ : جس نے میرے ساتھ وہ سڑک کہا جو ایک دشمن

اپنی اپنے دشمن کے ساتھ نہیں کرتا۔ جس نے مجھے "گھر

میں لگا دیا اور اس دنیا میں یہ چھوڑ دیا۔

بپ : یہ یہ کیا ہے کلے

بپ : عرواڑے۔



ہمسائی : بیری مسجود ہیں تو خدا کا بھی نہیں آتا ۔

اب : بیوی کی طرف منہ کر کے ادا نہیں ہے ۔

اب : میں نے دو بے پروا سے مکمل حادے سے دور رہے  
جیسے ہوئے دھوکھتی سے پھر کفو بن گئے اور اب یہ  
نہی ہے ۔

اب : میں نے سب سے زیادہ بکھوٹے سے سب سے زیادہ  
دشمنی ہے ۔

ہمسائی : یہ تمہارے گھر ہے ۔

اب : ہاں ہاں ہاں ہاں ۔

ہمسائی : بڑا بھائی بڑا بھائی ؟

اب : ہاں ۔ دونوں سگے بھائی ہیں ۔

ہمسائی : یا اللہ یہ ماجرا کوا ہے ؟

اب : میں نے اس کے سبب سے ادا نہیں کیا ۔ صرف یہ بتانا

تو کہ اب کے سرے اور بد بڑے بھائی کے اب کے

تکے ہیں مگر بڑے بھائی میں نے نہیں دیکھا ہے ۔

اب : سراب نہیں ہیں اور حلاج جیڑ کا رونا ہو ۔

بیک دو آسے اس بیری طرح جھڑکا کہ یہ گھر ہے

کل سے اور پھر کہیں اس سوز سے ہر آہیں پڑھیں ۔

ہمسائی : اس صفت میں اب کی کہیں ۔ اذیت نہیں دیتی ۔

اب : کسیے ہو ۔ کتنی بولی یہ شہر یہ شہر کھر مشے رہے

اور آس سے مبرا چاہتے ہیں وہ تھے ۔

ہمسائی : گھر سے کب تکے تھے ؟

ہاں : فوجوائی کے زمانے میں ۔

ہمسائی : اسی دسویں کہ : کے پورے سے عرق کر دتی ۔  
 ماں : اور پڑے چائے کے آدھے پلہ یہ بھی تو ڈھکے  
 کرتے ہیں میں سے ماں : چائے کے آدھے پلہ یہ بھی تو ڈھکے  
 کے عرق کی لہو کو ہیں کھائیں ۔

ہمسائی : ہاں میں صاحب کی : مسٹر دیر : ہاں : ہاں :  
 ماں : ہوگی : مگر چھوٹے بھائی : ہر تو اس کے بہت بڑے جام  
 کے : یہ بات کو : ہاں : ہاں :

ماں : کی نظر : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں :  
 ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں :

رہے

ماں : کوئی جواب : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں :  
 اس کا جسم : کھپ رہا ہے جس سے مسرور ہوتا ہے کہ :  
 - مسرور ہوا ہے ۔

ماں : اس کے سر پر قابو ہو رہی ہے

کیوں : رہے بیٹی

ہمسائی : کھینچ کیا ہوا زور : ہاں :

ماں : زور : ہاں : چوٹی : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں :

( عورت : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : ہاں : )

## درسرا منظر :

وہی کھڑا ہے اب یہ وہی ہے۔  
 اس دن سے پہلے کہ وہ رو بہ آب و ہوا اور گویا ہے۔  
 دھوپوں تک دوسرے اور میں نے دیکھ رہے تھے۔  
 ابھی میں نے ہیں اور گنگو کا گھر نہیں ہے۔  
 باب بہت سہمی کے پاس کھڑا ہے اور بے جا کے عام  
 ہیں اس کے دائیں ہاتھ کی ڈیڑھ گریس کے بارو ہو رہا  
 ہے۔

د شہر کے سامنے کھڑے ہے۔ ہوشوں میں سکر ہے۔

## ڈاکٹر : آصف :

باب رہنے والے گھر سے ہوئے تھے۔  
 ڈاکٹر اس وقت میں چورے بڑے لہو کی حد سے  
 آپ ہوں

باب کو دوسرے بیوی

ڈاکٹر انہیں سے رہے۔

جب وہ وہی ہے خالی ڈاکٹر سے ہیں نکال دیکھا۔

نم کے ٹھیکے گھر سے نکال دیا تھا۔

ڈاکٹر یہ سمجھ رہے ہو مگر میں نے تمہیں ہرگز گھر

سے دور نکالا ہے

باب تو پورے دو دنوں میں ہاتھ مال شہر بہ شہر اور قریہ

بہ رہے تھے۔ وہ ہیں گھر کے بیچ میں چکا ہوں۔

وہ پورے دن اس وقت میں گئے ہیں جب تم سے

میرے لیے نہ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے  
 کسی کو نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

ڈاکٹر + ص ۱

میرے لیے نہ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

ڈاکٹر + (نویں صفحہ) ص ۱

اپنے لیے نہ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

ڈاکٹر + (نویں صفحہ) ص ۱  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

اپنے لیے نہ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے

ڈاکٹر + (نویں صفحہ) ص ۱  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

اپنے لیے نہ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے

ڈاکٹر + (نویں صفحہ) ص ۱  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +  
 نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے نہ کھڑے ہوئے +

تھا تھا۔ میں نے، دوسروں کے ساتھ ساتھ غریب رہتی تھی۔  
 دیکھو، اس کے ذکر کی ضرورت ہے۔

فائدہ یہ کہ مسند نگار جہاں پر کھڑے ہوئے، اس کی وجہ  
 یہ ہے کہ وہ اپنے (مردوں) کے لیے - سرمدوں  
 سے دوڑوں کی قبیلہ تک پہنچے تھے۔ ان کی ما  
 تہی، اور چچا بھی مولا اور ان کی منسوبیت کے حوالے  
 اصرار کرتی تھیں۔ مگر اب وہ بڑا بڑا ہوا ہے  
 ہونا بنا۔ آخر کار وہ بیمار ہو گئیں۔ اور ایک دن  
 چل پڑا۔ اس کے بعد وہ گئی۔

تیسرا باب ہے مسند نگار کے بارے میں  
 جس میں وہ بڑا بڑا ہوا ہے۔ گویا میں نے اس  
 سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کے دلائل میں بڑی  
 تھیں اور وہ بڑا بڑا ہے۔ یہ وہ ہے جس نے  
 ہمیں اس معاملے کی حوصلہ دیا ہے۔ ان کے ہم  
 وقت اب اس کے لیے ہے اور یہی عمر بھر وہ  
 کی رہی۔ ایک بار اس نے اس کے لیے  
 اس سے یہ کہہ دیا کہ وہ اور کہہ دیا کہ وہ  
 میں نے اس کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کے لیے  
 میں نے اس کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کے لیے  
 ہے۔ یہی اور اس کے لیے ہے۔ یہی ہے کہ وہ  
 اور اس کے لیے ہے۔ یہی ہے کہ وہ اس کے لیے

رہے ہیں۔ سام ٹک ماں دلاں میں بڑی رہی۔  
 پھر صبر و نڈے چنہ اکوٹہ کیا اور حصارہ نو۔

(سب تکی تکی ہاسہ کو ڈاکٹر کو دیکھ رہا ہے۔ ڈاکٹر در  
 تیر بھوں کے لیے رکھتا ہے اور پھر بولے لکھتا ہے)

یہ ایک سب بڑا بھیا تھا مگر وہ صاحب کے پاس

میں کوئی سی نہ بکھا۔ ان کی رہی میں کسی قسم

کی سجدہ کی اور نہ کی اور وہ پیر پیرے لیے

سوہا روح سب عین حب تک وہ چنے ان کی

حالت میں کرتی تبدیلی نہ ہوتی۔ اور چسپ وہ لوٹ

ہوئے یہ میں ایک گھوٹا رہا اور ہم ایک سٹہ

دس کے میں کام کر رہے تھے۔ ایک دن میں سے

ما کہ تم ہوگوں کو اب تشے۔ کر دیتے رہے

ہر۔ اتنا سب بھا کہ میری آنکھوں کے۔ میرے اقدام ا

چھ گیا۔ مجھے یہ فکر۔ اسے اٹھ کر ہم جی دیا کے

راہیں ہر ما رہے ہو اور اس سے پہلے کہ ہم بہت

آگے جاؤ ہیں کے کہیں سچو کے ساتھ کہہ دیا کہ

انے پیشے کا احترام کرو ورنہ نصاب نہ ہو گے۔

آگے ہی ن ہی کو ہی۔ دن گزرتے گئے اور

تکھری عادت بڑھتی گئی۔ ہاں تک کہ وہ رات ہی

سب میں نے کھینچ چوسنے سے دبا کہ کر ہم ابی

عادت سے باز نہ آئے تو مٹیوں گھر سے نکال دیں گے۔

میں نے دھنکی دی تھی ۔ کمر خم آ رہی رہ کے قریب  
آئیے اور گھر سے نکل گئے ۔

اور میرے بچوں کے لیے ، کٹر داسوئ ہو جاتا ہے  
میں نے کبھی اُس دھونڈ ۔ یہ میں جانتی ہوں ۔  
کمر خم سے مادہ میں ہو گا اور یہی ساری سوجھ بوجھ  
اور لگا دی ۔ باب ۱

باب ۱

ڈاکٹر کمر خم کہہ سکتے ہو کہ میں نے تمہارے معنی  
جو رویہ اختیار کیا تھا وہ درست نہیں تھا ؟  
باب ۱ یہ جینیب سم سے اس وقت کبھی نہ پٹائی ؟  
ڈاکٹر کمر خم وقت میرے ذہن کی تعبیر : سب بھی سمجھے  
رہائی سے نہ ہو ۔ ہر وہ دُن میں کچھ کے لیے  
کئے رہے تھے میں ہیں چہ عین تھا کہ یہی : لب  
میں بھی بھی تھا کہ کروں ا

باب ۱ میرے ہو بھی ایک عالم ہوئی صبح ہو ۔

ڈاکٹر : حالانکہ اس وقت میں ایک بڑی مظلوم ہستی تھا ۔  
جب مجھے وہاں بھی جھوٹا دیا اور میں نے اسے کچھ  
گھرا تھا اس پر اسے سرے سے محور کرنا شروع کر دیا اور  
اس نتیجے پر پہنچا کہ چند اصولوں کے اپنے بعد  
زندگی نے معنی : جلتی ہے اور انہی اصولوں نے مجھے

وہ کی دی۔ ہلکے کی دی کی لا حیر یہ سب اے  
 معاملہ ہے۔ تم کہو تمہاری کہ، رائے ہے؟

باپ : مجھے اپنے روئے پر افسوس ہے !

ڈاکٹر : واقعی ،

باپ : ہاں ،

ڈاکٹر : آہ !

باپ : بوقتِ چن !

ڈاکٹر : یہ بعد کسی درد کے بعد میں سے ہیں ۔

بھائی جان

باپ : بھئی جان

باپ آگے بڑھتا ہے اور دو رہ پانی میں کمرہ سر دھر  
 سے ٹپٹ جاتا ہے ۔ ڈاکٹر اٹھتا ہے اور آہیں کرتا ہوا  
 دھناتا ہے

ڈاکٹر : آہ ! اچھے بھائی ۔

(باپ الٹ ہو جاتا ہے ۔ چہرہ پر دردناک فکر آگیا  
 ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر بار بار کہتی چھٹکتا ہے جس کا مطلب  
 یہ ہے کہ وہ آندے غلط کر رہا ہے ۔

باپ صبر سے اپنے دروازے کی طرف جاتا ہے اور آہ دھناتا  
 ہے ۔ ”دیوڑھی“ ۔ باپ ورتا کرتا ہوا اس دروازے کی  
 طرف دیکھتا ہے ۔ سبب اس وجہ سے وہ دونوں دروازے پر آتی  
 ہیں ورتا رہا ہے)

باپ ار

(دونوں اندر آتی ہیں چھٹکتی ہوئی)



حیدرہ ! میرے بھائی جان سے ملو۔

(حیدرہ اور ریتہ حیرت مکیں مسرت سے چلے باپ کو اور  
پھر ڈاکٹر کو دیکھتی ہیں)

ڈاکٹر : ہم ہیں ایک عسطہ نہیں بھی جو دور ہو گئی ہے۔

ہاں : اوہ ۔۔۔ سلام عیدیکم۔۔۔ بھائی جان !

زوریتہ : آیا جان سلام عیدیکم۔

ڈاکٹر : وعلیکم السلام۔

اگر آگے بڑھ کر بڑی عات و رشادت سے ریتہ کے سر  
پر ہاتھ پھیرنے لگتا ہے اور پردہ گرتا ہے)

تیسرا منظر :

اس سفر کا پردہ دوسری صبح کو دس بجے اٹھتا ہے  
کمرے میں اس وقت گھر کے مہمان آخر ڈاکے علاوہ کسی  
بھی نہیں ہیں۔ بابا چاہیے کے پاس کھڑے ہیں اور سگریٹ جلا  
رہے ہیں۔

ریتہ چاہیے : ڈاکے گھر کے مہمانے ابھر رہے ہیں۔ وہ یہیں  
بوسے ہیں۔

بابا چاہیے سے غصہ ڈاکو ہے۔

ہمسائی : کمال ہے۔

بابا چاہیے : دیکھو وہ دیکھیں کب کچھ ہوتا ہے

ہمسائی : ایک ملک تو سرور کہوں گی۔ تصویر روئے کے

بابا چاہیے کا ہے۔ اب کے بھائی نے تو ان کا بیلا

چاہا تھا۔

باپ : میں میں شک ہی کیا ہے ۔  
 ہمسائی : چلو نچوڑ دو چوڑا ہوا ۔  
 ماں : اچھا ۔ ہوا ۔ یہ میری بھی کو آرام آ جائے تو  
 ہٹ چٹی بات ہوگی ۔  
 ہمسائی : ڈکٹر نکھارے گھر کا ہے ۔  
 زریبہ : میرے تار کس ہیں ۔  
 ہمسائی : جی ہاں نہی سے تیرا جان ہیں  
 زریبہ : اور حالہ جان ؟ رات جاے ہوئے پھرے یہ دے  
 گئے ہیں ۔

( زریبہ ہرمن دکھاتی ہے )

ہمسائی : میں میں کیا ہے ؟  
 ماں : ہیک ہراز کے توٹ ۔  
 ہمسائی : وا ، وا نکھارے سو ڈرے ۔ رے ہو گئے ، بھئی !  
 باپ : دس بچ گئے ہیں ؟ ہی رہے ہوں گے ۔  
 ہمسائی : کون ۔ ڈاکٹر صاحب ۔  
 باپ : ہمارے بوٹی جان ۔  
 ماں : زریبہ جی ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ جا ۔  
 زریبہ : ٹھیک ہی تو بیٹھی ہوں ۔  
 ( زریبہ آٹھ کر تانگیں پارکائی کے بیچے لگا رہی ہے ۔ باہر  
 سے موٹر کے طاری کی آواز آتی ہے )  
 ہمسائی : آگئے زریبہ کے باپ جان ۔

باب : باپ و بے دروازے کی طرف جاتا ہے ۔ یہ وہ ہمارے  
 گھر کا ہے ۔ چھوٹے اور بڑے حضرات جو پہلے  
 منظر میں تھے ۔

باب : سلام علیکم بھائی جان ۔

جان : سلام : تمہیں بیٹائی جان ۔

زریفہ : تاجا جان سلام علیکم ۔

ڈاکٹر : سر سے لٹکے ہوئے ہیں سب کے جواب دیے ۔  
 و زریفہ کی طرف بڑھتا ہے ۔ دروازے میں ہے  
 آج سے رات جو آتا ہے ۔ اور ڈاکٹر کے پاس آ کر کہتا  
 ہو جاتا ہے ۔

ڈاکٹر : کیا تکلیف ہے اسے ؟

ڈاکٹر کے روئے سے سب جان رہے ہیں ۔ کوئی جواب  
 نہیں دیتا ۔

ڈاکٹر : میں نے سوچا ہے کیا تکلیف ہے اس لڑکی کو ؟

جان : جی ہاں ۔

ڈاکٹر : لڑکی کو تکلیف ہے یا نہیں ؟

جان : جی ہاں ۔

ڈاکٹر : سوچائیے

جان : بھائی جان ۔

ڈاکٹر : تکلیف بیان کریے

جان : جسم میں شرم رہا ہے ۔ یہ وہ ہے جو ضرور ہے ۔

ڈاکٹر : زریفہ کی مرضی ؟ کہتا ہے ۔ پھر اس کی بیوی  
 ۔ ڈاکٹر کو بتاتا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ كُنِي هَادِيَةً لِلَّذِينَ يَذْكُرُونَ آيَاتِي فِي الْمَدِينَةِ وَكَانِ تَارِيَةً لِلزَّكَاتِ

۱۰- : مجملے میں ذکر ہے -

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

نظر : ہر گز نہ اس کو حیرت ہو کہ وہ اس طرح کے عجیب و غریب چالوں سے اپنے مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔

اسخہ بیکہ کر ماں سے حوائج کر رہے  
شراب — چائے و لالچ صبح دوپہر اور شام —  
گولیاں دو صبح دو صبحے واپس آتے بیکہ کر رہے  
دیکھ کر کہروں کا۔

(۱) کبوتر باہر دوسے دوسے کی طرف جانے لگتا ہے اور  
کھر کھاؤد کی طرف دھبکتا ہے۔  
لڑکھوڑا

9. *U. m. m. m.*

143

(ب) کہ جب ذائقہ درویشوں سے بیکل حلقہ ہے۔ ڈرائیور  
اپنی صرف سڑکتا ہے !

ڈیوڈ کیلور کا صاحب کی فریسی ۔

السلامة : لا تتركها في متناول الأطفال

خبرایور : سولہ روپے !

ایک بار حیران و ہوشیار جواب میں ہاتھ ڈال کر چند ہوتے  
نہلتا ہے۔ وہ حیرت کو دہکتے ڈرائیور شکرہ کہہ کر  
ذکر کے ہاتھ چلا جاتا ہے۔

ماں : یہ بھانسنہ کیا ہے ؟

دایپ : میری تو سمجھ میں خاک نہیں آتا ۔

دریہ : اچو کیا یہ رات ولے تہا جی بھئیے ابا ۔

دریہ : پاپا کو دیکھو ہے ۔ ماما بھی ہے دیکھو ہے ۔

ماما : مہر آیا ، دودھیں ۔ = اموشی چھا کی ہے اور اسی ۔ =  
میں پردہ کرے ساکنہ ہے ۔

# صوف

کردار :-

○ حمد یزی

○ اکرم

○ راشد

○ عالم

• اقتدار •

ہاتھ دھوا کرتے رہا۔ صبح کھانا کھا کر سو گیا۔  
 سوتا کھاتا رہا۔ وقت بڑھتا رہا۔ تمام دن وہی  
 رہا ہے۔

ماتھے دیوڑ کے ساتھ لٹکائی، جس پر لایم پیر۔ ٹارہ  
 بیہ لڑکھٹا آؤسہ دو کھان۔ ان کے علاوہ حادثہ کی  
 کچھ چیزیں۔

تکیوں سے کچھ دار، دائیں چاندی والوں میں کھینچنے والا  
 دروازہ۔ ڈالٹن ہی میں آدھرا چاندی والی چیزیں ہیں۔  
 دوسرا دروازہ، راستہ اور اس کے حرارت کے واسطے  
 ہاتھی دیوڑ میں اس جگہ وسیع ہے جہاں اس پر آگ  
 کچھ لگے ہوئے ہیں۔ یہ جگہ جگہ سموتہ لٹکائی ہے۔  
 یہ جگہ صبح کے قریب جل چکا ہے۔ رات کے دس بجے  
 پہاڑی کے اوپر لٹکائی پڑ چکا ہے۔

صباح کے دس بجے، دار میں آگ لگ چکی ہے۔  
 اور اس کے جلنے ہوئے حصے کو ڈھک رہے ہیں۔

احمد کیا ہی اڈھیڑ غور کے آدمی ہیں۔ جسم بڑا پتلا۔  
 فرج کٹ ڈال رہا، کپڑا، چٹا، سہ میں لٹکا۔

کے کشن کم پہنے تھے اور عادتاً جوتوں میں رومہ پہنے  
 دیتے تھے۔ یہاں پر وہ اپنے آپ کو اس پر ج  
 دینا تھا کہ ایک سوٹ جوتی کے ہر دو ٹکر کی حالت  
 میں فرش پر یا جو جوتے کے ہوتے تھے اسے  
 اسے دے دیتے تھے۔

وادیہ میں اس کے پاس ایک سوٹ جوتے کی ایک سوٹ  
 جوتی تھی۔ وہ جوتے اس کے پاس تھے۔

کم رسدہ میں ایک سوٹ جوتے کے پاس تھے۔

نیری: (اکرم سے) تو اکرم! اے اکرم! کیسے  
 اکرم! (رشدہ کی یہ نذرہ کر کے) ان سے بچو  
 چھوٹے۔

نیری: (اکرم سے) "اے اکرم!"

رشدہ: یہی کہ ہو

اکرم: یہ کہ ہو اور کیا ہے

رشدہ: (دیکھتے ہوئے) جانتے ہو میں پہلے ہی پریشان  
 ہوں ایسی اور ان کے بچے ہر پریشان کر رہے  
 ہیں یہ۔

اکرم: کسی نے کہا کہ ہوں۔ یہی بوجھ ہے "اے کہ  
 حرقہ کس طرح ہے؟"

نیری: اس کا نام، حسب یہ ہے کہ جو ہے "اے کہ  
 یہ کہ ہے" وہ کہ ہے یہ کہ ہے یہ کہ ہے



دیتیں۔ اُسے بڑی کسب دہی دو کہہ دو نا۔

رہا وہ کچھ کے لئے آجے ، مصروف اب میری گئی تھی  
اب ذرا بیچوں کر مسکرتے لگتی ہے

کمرہ میں چہ چہ ، یہ کھل جیوگہ ہے

میں اسے کڑھونا ہے وہ تو بہر صبرت اور کڑھ

میں ہے

میں ہے

کمرہ میں کچھ کے لئے آجے ، مصروف اب میری گئی تھی

دیا کچھ کچھ یہ کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

میں ہے (میں میں چوہائی کڑھ کڑھ)

آرٹھ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

آرٹھ لگتی ہے کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

آرٹھ لگتی ہے کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

وہ خود بھی کھسکتے ہے ہر گز نہ گناہ

میں ہے

آرٹھ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

میں ہے کہہ لگتی ہے

کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

میں ہے کہہ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

آرٹھ لگتی ہے کہہ لگتی ہے

راٹھارہ : جانا کرتے ہوئے، میں نے کسی کو ایسا  
 نہیں دیکھا۔

بیاری : مجھے یہ بات یاد ہے کہ واقعہ ہوا کیونکہ  
 رشید : - وہر کی طرف اشارہ کر کے یہ کہوں کہ  
 نہیں!

اکرم : ذہنی در کون ہے اس حادثے کا!  
 رشید : درست کہتے ہیں یہ پھر مجرم میں ہے وہ  
 بیاری : میں کسی کو مجرم نہیں سمجھتا۔ کم از کم اس  
 وقت میں سمجھتا تھا۔ وہاں لکھنے کے بعد ٹھکانے  
 پہنچے رہنے میں دینے کے مشکل یہ ہے کہ شاید  
 وہیں بھی رہا ہو وہ ہیں ساو کے رشید!

راٹھارہ : جی!   
 بیاری : اوپر سے اسی کو دلاؤ۔  
 اکرم : میں یہ کہوں چاہتا ہوں! کل رات واقعہ ہے  
 رشید کی سہیلی کا واقعہ تھا۔ ہم دونوں یہاں  
 بیاری : نہیں جانتے ہیں نہیں مدعو۔

اکرم : جی میں حالہ خاں ہیں جس میں وہ بڑے  
 رشید : وہ کہتے کہ وہ مجھے کا ایک آدمی ہے  
 بیاری : اور میں اصلاح دی کہ وہاں کوڑ میں  
 کی ایک مینی ہے۔ اسی وقت واپس آ گئے۔ میں  
 کے کئی لوگ موجود تھے معلوم ہے کہ وہ

کو آگ لگ گئی تھی ۔ علاق سے اس وقت مسدود  
 دھڑ دھڑاتی ہوئی گزر رہا تھا ۔ سرب جو دھڑے  
 کمرے کے روشنیوں میں سے دھڑکیں کے پاس لگنے  
 ہوئے دیکھے تو آگ آگ کہنے ہوئے دروازے کی  
 طرف لپکا ۔ خدایہ حالت سے دروازہ کھول دیا ۔ بند  
 آکر دیکھا ۔ صوفہ دھڑ دھڑاتا رہا تو اس نے  
 آگ لگی ہوئی آگ سے لپک کر پھرتی گئی ۔

پیری : حاکم ! تمہارے

راستہ : سی تو دہر کے کمرے میں ہو رہے ۔

پیری : امیں ! آگ کیا علامت کس وقت ہوا ؟

اکرم : جب مسدود دھڑ دھڑاتا رہا ، اور اس نے  
 بتایا کہ مکان کو آگ لگ گئی ہے ۔

پیری : آگ لگی کونسا کمرہ ؟

گروہ : راستہ : اب تو تمہارا دوا

راستہ : پچھلے دنوں سے شہر کے ایک ہی حصے پر  
 استری کی ہے ۔

اکرم : اور یہ بھی کہہ کہ جس کا سو ہنگ سے لپکا

یاد نہیں رہا ہوا اور استری ہوائے سرد رکھ دی تھی ۔

راستہ : ہاں ۔

اکرم، انسانی دلوں پر، اپنی ہی دو صدائے گونج  
تک

بیڑی : چہل تک میں سدا بہار رہو، رہو، یڑی بھٹ  
اڑی ہے۔

اکرم، میرا بھی جی چاہ ہے۔ یہ اس گور میں اپنی  
قربت کا چلا واقعہ ہے اور شاید آخری۔

(میں نے اس کو دیکھا تھا)

یا دیکھو، یہ بھی ہے۔

میں نے اس کو دیکھا تھا

اکرم، کچھ سے کچھ، کچھ سے کچھ، کچھ سے کچھ

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا



ہو جاتی ہے ، کہوں چچا جان ۔

بیاری : میں میں کیا شک ہے ؟

ادوہی لکھو ، گے لیجے ۔ سوئی دھاتی ہے جس میں  
تیلوں میں کو شہکوتے رہیں ہیں ۔ رشتہ بیاری کے  
قریب پر ہو جاتا ہے ۔

رشتہ : چچا جان ! میں اس کا پتہ برا تر ہوا ہے  
کل سے وہ اسرارہ اور دھوئیں میں ۔

اکرم : میں نے پتہ کئی بار کہا ہے "لحاحہ چن ! حلا  
کا شکر ا" کچے کہ کوئی بھائی ہیں ہو ۔ مکان  
کو آگ لگی ہے تو اب برا ہوگا ۔ فائدہ برداشت  
میں انی بڑا مگر ہے کی ۔ یہ ۔ بھگتہ ۔ اور نک  
بھل نہیں ہوئی ۔

بیاری : میں وہاں رہ کر رہی ہیں ۔

اکرم : ہر ہیں ۔

دہاتی : ابھی بتایا ہوں آپ ۔ میرے لئے ؟ طلاق ۔  
دی ہے ؟

راشاہ : میں نے کہا دیا تھا ۔ چچا بیاری صاحبہ میں  
لانے ہیں ۔ ممکن ہے چالے بنا رہی ہوں ۔

بیاری : جا کر دیکھو

رشتہ : دل دے دروڑے کی طرف ۔ بے گئی ہے ۔ اہ  
وہ دروازے سے کچھ دور ہے کہ خاتم آتی ہے ( )  
میں ہندوس کے لک بھگت ۔ چورہ ہند ۔ شہ ۔ لکھن

ہواٹھ اور مادر میر ہر میں ہاتھ میر چلے کے سامان  
کی توجہ)

راشدہ : میں یہ آپ کی کہتی تھی ۔ گو وہ میری ۔

—میر میری سے ملنے کی طرف جاتی تھی اور لڑے لڑے میں  
میں حاتم کے کے ساتھ لڑتی تھی۔ میں نے کہا کہ  
حاتم کا گھر راشدہ کے ہیں

حاتم کے چچے کے ایک بھائی ہیں ۔ میں وہ کام لیتی رہی تھی  
میں ہم ۔ راشدہ عینکیم بھائی ہیں ۔

بیاری : اے عینکیم السلام ۔ میری کہتی تھی کہ

حاتم میرا بھی ہے راشدہ لڑے میری کہ لڑے چلے  
" لڑے تھی " ۱  
حاتم ۔ میری کہ " ۲

بیاری : کیوں یہ ۔ کہ کہ بولے ہیں ۔ میں نے صرف حاتم  
کہا ۔ میں نے کہا کہ لڑے ہیں لڑے ۔ میں نے صرف حاتم ۔  
کہتے تھے وہاں حاتم بولے گا !

حاتم : میں ہوں ۔

بیاری : تو کہ یہ کہ کا مدد میں ہیں ۔

حاتم : میں ہوں میری کہ لڑے ہیں ۔

بیاری : اکر رہی ہیں ۔ میں نے لڑے لڑے ہیں ۔ میں نے لڑے ہیں ۔  
میں نے لڑے ہیں ۔ میں نے لڑے ہیں ۔

حاتم : جی — راشدہ ! چلے بھاگی ۔

بیاری : بنا تو رہی ہے ۔

راشدہ : چو جان ! کے چمچ





حاجم : ہر سال کروڑ ہتی ہے بد بڑی ۔  
کرم : جی ہاں !

(راہم مریم ۱۵۰ روپے شہر کی بیویوں کے  
پارٹی ہریوں کی کہوں ب میں ہے ۔ جب کچھ ٹپک  
ہے ۔ ب ۔ کڑی ڈول دے اور کر دے ۔ م ۔  
(حاجم چائے کے لیے سیسے گھومتے رہے ہے)  
راشدہ : اسی ۔

حاجم : ٹھیک ہے دو ہریشاں نہیں ہوں ۔

نیری : اخور سے دینا ہے بڑے ۔ م ۔

حاجم : چھوٹے کہہ ہے کچھ ؟

نیری : م کے مولیٰ اور اسری ہیں بکوی موہ ۔ مہ  
مطلب ہے اب ہوگوں سے جانے کے بعد ۔

حاجم : کیا ؟ اسری ؟

(حاجم دھڑکے ہوئے ہے)

۔ کسٹھ بھی مک رہا ۔ پڑی ۔

۔ راشدہ اسی بھی ہے مری ہوں ۔ م ۔

راشدہ حاجم سے : اسی مری ہو کر اسری تھا کر ہومے  
والے غلاموں سے کھل جاتی ہے)

نیری : حاجم میں دو پہر سے یہ کہہ تم اسر حوشی  
میں دانی کھانڈ کی رہا تے ہو اسے ہری طرح لکھ رہے  
کر رہی ہو ۔

حاجم : شواہد تک ہے اب ہر وہ تھا کہے میں ۔

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ  
روت مقرر ہو گا ہے۔

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ  
اکرم : ایک پانی پور۔  
نیازی : بھئی نہیں !

(اشدو بی بی کے پاس سے نکلتے ہیں۔ ان کی طرف دیکھتے ہیں۔)  
ہو جاوے غم کر رہا ہے۔ بعد پانی پور ہیں۔  
کے پاس کھڑی ہے۔ واحد آتے لڑا کر مان کے ساتھ ہے  
بہت لے رہی ہے)  
راشدہ : (وہ ہے) چچا جان کا اور چاہئے دے۔  
اکرم : کہا تھا۔

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ  
کے پاس کھڑی ہے۔ واحد آتے لڑا کر مان کے ساتھ ہے  
بہت لے رہی ہے)  
راشدہ : (وہ ہے) چچا جان کا اور چاہئے دے۔  
اکرم : کہا تھا۔

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ  
کے پاس کھڑی ہے۔ واحد آتے لڑا کر مان کے ساتھ ہے  
بہت لے رہی ہے)  
راشدہ : (وہ ہے) چچا جان کا اور چاہئے دے۔  
اکرم : کہا تھا۔

بیاری : میں سو رہا ہوں۔ رات بھر سو رہا ہوں۔ ایک حلقہ

کے پاس کھڑی ہے۔ واحد آتے لڑا کر مان کے ساتھ ہے







داجر ہوئے ہیں ۔ وہ دورِ پاؤں کی طرف جا رہے ہیں ۔  
 وہاں ہو جاتا ہے کہ کبھی کرکری کی طرف رخ  
 کرتے ہیں جھنگ کر ڈنڈر آٹھا لے جاتا ہے اس دور میں  
 جامِ بے سے کچھ لڑنے پر لڑتا ہے نہ پکھلتی رہتی ہے  
 پیاری مہتاب کرا کتر اور بے غزنی بدلیں !  
 حاتم کراؤں بے ہوئی ہوئی ہے !  
 پیاری : ہاں ، ہاں کچھ بے ہوئی ہے ۔ پیر اور بھلائی  
 ہیں ، مگر کبھی کبھی ایسی چیز بھی ہے ، جہاں  
 رشہ اور کد سے شصت ہو کر مرا گئے ہو  
 تو سکر سنگھ کے ہے حبيب میں ہاتھ ڈال رہا ہے  
 ڈاکٹر صاحب  
 حبيب : میں کراؤں

پیاری : معلوم نہیں ہے ۔ کس وقت رکے تو  
 حبيب : کبھی وہ بے رخصت ہوگا ۔  
 پیاری : ہاں ، جام ! میں ہنگامہ چاہتی ہوں ۔  
 غلطی نہ ہو ، اور بعد میں اس کا کٹا ہوا  
 بھنگ ہے ۔ میں تمہیں ڈونٹ کہہ رہی ہوں ۔

حاتم : ہاں !  
 پیاری : وہ لوگ واپس کس وقت آئے ہیں ۔  
 حاتم : سوچے سے پہلے نہیں آوئے ۔  
 پیاری : تم کیا کر رہی ہو اس وقت ۔

سدا ہم - ہر لمحہ کر رہی تھی ۔ کھڑے میں نہیں تھی ۔  
 نہ ہی + مسکرائی ( کہ وہی ہے کب کہا تھا - تم کھڑے

نہیں

حرف آگے کیا بڑھا ہوا

رہی + کھڑے ہر لمحہ کھڑے ہر لمحہ

سدا ہم - ہر لمحہ

سدا ہم - ہر لمحہ

یہ ہے "ہر لمحہ" میں رہے ہمارے دماغ میں اس  
 لمحہ میں "ہر لمحہ" میں رہے ہمارے دماغ میں اس  
 لمحہ میں

یہ لمحہ بھی صرف

(ہر لمحہ) میں رہے ہمارے دماغ میں اس  
 لمحہ میں

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

یہ لمحہ بھی صرف

مسترد نے ہوں دیکھ لیا ۔ مگر حاتم (صوفی  
 کہ بڑے غور سے دیکھتے ہوئے) ایک ات - بچہ میں  
 ہیں آنکی ! — دھر آؤ ، !

حاتم : ہ چھوڑے میں کھینچت بات کرو ۔

بیاری : میں تمہاری شہیت ہوں کہ ہے۔ — نہ۔

(حاتم ڈرا آگے بڑھتی ہے صوفی سے آچھ دور رہ کر  
 رکتا جا رہا ہے)

رشدہ نے آخری صوفی کے درمیانی حصے میں رکھی  
 ہوئی سب سے پہلے ہوئے و دریں میں حاتم  
 چاہیے تھا ۔ بکھا ۔ آگ اس کے ایک سرے سے  
 لگی ہے

حاتم : و ۔

پارک میں کوئی عہدہ نہیں ۔ محکم ہے راشدہ سے  
 سہری اس کے اندک سرے پر ہی کھائی ہو رہی  
 ہے ۔ لی میں کھا کھا چکیں کر دینا اور سمجھنا ہے  
 (مسکراتے) اس نے دھم دھم ہلک سے بولا تو  
 اور سہری کو توفی سے وید رکھ دیا تھا ۔ رشدہ  
 یہی سمجھتی ہے ۔ شو ہلک سے نہیں ہٹا رہا ۔ اس  
 وجہ سے آگ لگ گئی ۔ ہاں حاتم ۔

حاتم : کہیے !

بیاری : یہ صوفی پر دھنیں کھسے ہیں ۔ رکتا ہے یہاں گدی



و عجیبہ ڈالا گیا ہے۔ مگر میں نے کبھی پہچان کر سہ سے  
 نہ لایا ہوگا۔ ہر ا صوفی ہے۔ تم نے وہاں کب کون  
 دیکھا ہے اور بعض آدمی اور اور۔ اب میں  
 سے کام لیتے ہیں کہ کہہ نا کہیں گے کہ بعد چنگل  
 سے بھری تھی انکیاں صوفی کی اس سے مراد  
 دیتے ہیں۔ میرے ایک دوست کی بی بی صاحبہ بھی

خدا ہم ! بھائی جان ! چاہئے

بہاری : مسکریہ۔ میں بہت کم چائے پیوں اور  
 خاتم : ہوں !

بہاری صوفی کے ہنسنے سونے ڈالے تو چھری سے  
 چورے لگا ہے)

بہاری : یہ آ رہا ہے لٹک گیا ہے جسے اسے بوجھ گیا ہر  
 حاتم : بوجھ گیا ہو

بہاری : میں یہ کہہ چکا ہوں کہ اسے دھپڑے کی کوسر  
 کی گئی ہے۔

حاتم : یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

بہاری : غلط ہی کہہ رہا ہے۔ بگا۔ میں نے جب لوگوں نے

یہاں آ کر صوفیوں کو شعروں میں کھرا ہوا دیکھا ہوگا

تو وہ حاتم آگ پر قابو پالے گئے تھے کہ کچھ کی

ہوگا۔ کئی حاتم سے کہتا رہا ہے کہ وہ

ڈالا ہوگا آگ پر۔ اور حاتم سے وہ صرف

کے لیے تھی

جو آئی ۔

بیاری تھی ہر - وہ اسے ذہنی طور پر کر کے لے کر

امریکی لے کر تھی ۔

حاجم - یہ سمجھ رہی تھی کہ اسے کوئی چیز ملے گی

بڑی : تم ابھی تک پریشان نہ ہو

حاجم : میں ابھی خدا کا وجود نہ سمجھتی تھی

بیاری : وہاں چھوڑ دیتے اسے اسے کہہ دو کہ وہاں سے رہو

میں اور مجھے پہلا سے لے کر دوسرا تک

ہماری کہانی : کوئی نہیں

حاجم : کوئی : ڈرو نہ دوں

حاجم : کوئی نہیں

بیاری : یہ مسئلہ یہ نہیں تو جو تم نے سمجھا ہے

حاجم : میں نے تو سمجھا ہے

بیاری : تم نے کہا یہ سمجھا ہے کہ اسے

نہی تھی ۔

حاجم : یہی تو ہے کہ تم نے

بیاری : مگر یہ مسئلہ یہ نہیں جو تم نے

یہ کہیں چھوڑ دے اور پھر باقی چلا کر

حاجم : یہ وہی ہے کہ اب یہاں ہے

بیاری : میں نے کہا یہ نہیں کہ یہی ہے کہ

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔ بے ہنگامی میں !  
 ہنگامی

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔  
 جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔  
 ہنگامی

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

یہاں کی آوازیں : بے ہنگامی میں ہو گیا ۔

جہاں سے جہاں آجیو شہر ہو گیا ۔

مخاتم دہری شیخ کو کہتا ہے - تپ حوالہ دت کیجئے -  
بیاری - تپ تپ

بیاری عام کو شور سے دیکھتے ہیں  
مخاتم : کیوں تپ تپ کر رہے ہیں - کیسے ہو گھبراہٹ سے  
تپ کی رکھ ہے تپ کے دل میں -

دہری : مہرے - تپ تپ و شاہ کوئی ہو - تم سے جو  
کچھ کہتا ہے وہ ہے  
مخاتم : میں سے کیا کہتا ہے ؟

بیاری : دہری سے اگ کا کئی  
مخاتم : سو اور کس طرح لگی ؟  
بیاری : راندہ کہتی ہے - میں نے سنا -  
مخاتم : ہار دے آئے وہ بقرہ کو - ہارائے ہیں - راندہ سے  
کہا تھا - راندہ نے وہ کہا تھا -

بیاری : کیا راندہ نے کچھ اور بھی کہا ہو ؟  
مخاتم : اس کا کچھ حوالہ نہیں دے سکتا - وہ سنا کر کے وہ  
سب سے ہیں اور سنا کر کے کہتا ہے کہ اب ہر جہاں  
لے رہے ہیں

ج کل لوگ حوالوں پر ہلکتے ہیں دیکھتے ہیں  
گ کہ اس صورت میں بھی ایک سکتی ہے - کتا ہرانا  
مخاتم : ہے وہ - نے اس سے کہا کچھ دیکھ رہے ہیں

(مخاتم : کہتا ہے : دہری ہے وہ - دہری ہے بیاری کو  
مخاتم : کہتی ہے)



حاجم حد کے ادوار تھکائے ہوئے

سیری ہوئے

اب ہر طرف کرکری و لکڑی

اور حجام۔

ہر طرف سے کرکری و لکڑی

اب میں ہوں

حاجم ہوئے

سیری ہوئے اور لکڑی و کرکری

ہر طرف سے

حاجم کسے؟

سیری ہوئے کرکری و لکڑی

ہر طرف سے

حاجم کسے؟

سیری ہوئے

(سیری ہوئے کرکری و لکڑی)

سیری ہوئے کرکری و لکڑی

ہر طرف سے

حاجم کسے؟ (سیری ہوئے کرکری و لکڑی)

سیری ہوئے کرکری و لکڑی

ہر طرف سے

حاجم : کہو !

نیازی ، جو کم تم میں کر سکیں اس کی تکمیل میرے  
ہاتھوں میں جتنے تو کہہ رہا ہے ؟

حاجم : تم ہو ، اے مرد عجب ۔

نیازی : عجب ہی بات کہ میں یہ عجب نہیں ہوں ۔ سب  
معدنی تصدیق ہے ۔

(حاجم : وہ ہیں جسے غمگینوں نے کر نیازی کو گھوڑی  
رہتی ہے اور پھر بارشوں میں اسی طرح چہرہ کر دے  
لگتی ہے ۔ نیازی اس کی طرف دیکھتے ہیں اور ادھر  
بڑھے ہیں)

حاجم : میں یہاں ہونا چاہیے ! اگر میں اس سے  
میں جانوں ۔ یہ چاہتی ہو تو میں ایک لمحہ ٹوٹ  
کٹے بغیر چلا جاتا ہوں اور پھر کہیں سے اسے  
میں ایک عورت تک رہا ہوں لاؤں گا ۔ یہ ہمارے  
میں سے اسے کہے اس میں بدعت کا کوئی  
نہیں ہے ۔ مگر میں ہر بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا ۔  
میں موتہ میرا میں رہا چاہیے ۔ اس نے اپنے جلیے  
ہونے بارشوں میں میں حکم رکھا ہے ۔ میں جو  
کہتے ہوں اسے پوری طرح تکمیل کے دونوں گاموں  
میں وجہ ہے اس کہنا ہوں ۔ یہ تم جو ہر  
میں کر سکتے ۔

حاجم : (سراٹھتے ہوئے) میں ۔

بیاری : - سدا دہرے کے کھوٹے تیغ یاد و بستہ ہے ۔

حسام : ہم پہلے سر چٹا رہتے تھے

بیاری : میں بھی سر زون کے ساتھ ہماری بڑی تیغ ہاتھیں

واستہ ہو چکے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ۔ کا

وجود ہی ختم ہو جائے ۔

بیاری : ( رونا شروع کرتے ہوئے ) آپ چاہتے ہیں ۔

بیاری : کیا "

حسام : اب کہہ رہے ہیں ۔

( خاتم سر اٹھاتی ہے ۔ بیاری اسی کی طرف ہیں دیکھتے ہیں ۔

دیکھتے ہوئے کہتے ہیں )

بیاری : کیا ہے ؟

حسام : شاید میں بھیجے گا سدا ہی ۔

( بیاری آہٹ ہیں سر ہلاتے ہیں )

ہم کالج میں ایک ساتھ پڑھتے تھے ۔

بیاری : سچ ہے ؟ امہ کس طرح ہوتا ہے وہ سبک دہی ؟

حسام : ہم دونوں سمجھتے تھے ۔

بیاری : تمہیں یہ بات سمجھنے کا حق ہے جتنا تو

حسام : ہیکر ، اور اسی اس لئے کہ ہمیں ہیکر دے

تھے ۔ ان کی فکر ہی کے بھانجے پر تھی ۔

بیاری : یو جی پر ۔ میری جانا ہوں ۔

خاتم : اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری شادی ہو ۔



ہو گئی

بیاری : ہاں ۔

حسب فطرت ہی بعد پچھلے درجہ میں رہا ۔ یہ سب سے پہلے کے  
نے کیا کر کے ڈال دیے تھے چاہے کچھ دلوں میں ہلاکت  
میں پہنچ گئی اور تباہی پھیل گئی ہو جائے گی ۔ کب جس  
بہ ہف کو اس کا غم ہو

تیسری جہاں تک ہیں ۔ ہوں ہوں سو رہا گو جس کا  
غم ہو

خوشی : میں نے یہ سنا تھا ۔ یہ تو ایک حد تک کہہ رہا  
ہو کہ اب میرے اور اس کا بیٹا ! ساتھ چلے گا ۔  
وہ مجھ سے کبھی تھلے رہے گی ۔ میں یہ کہہ رہا  
ہوں ہوں ۔ اور یہ عہدہ دے دے گا ۔  
کہ ۔

بیاری : جی ہاں ( نیچے سر ہاتھ کر رہے )

جانب : بیچے نے ہڈی کا کر لیا ہے ۔ میرا ہڈی کا کر لیا ہے ۔  
یہ رشید کا ہڈی کا کر لیا ہے ۔ اور اسے وہ وی تیری کہہ رہے  
کے کعبے سے وہ سب کے لاشوں کی خبر یہی ہے ۔

بیاری : اچھا ۔

جانب : بیچے اور دو کچھ بہ بہ چلے ۔ چندی سے ، وہ کہیں  
سارے میں چلے گا ۔

بیاری : اس وقت تم جوتے پر بیٹھ کر جتا لکھ رہی  
ہیں !

حاجم : میں بے سروصدا کو کچھ نہ کہتا ہوں۔ کچالے کے بعد  
اس کے بچے کاروبار کی باتیں شروع کر دیں۔ شام  
کو مہمان آگئے۔ صبح بھی مہمانوں کا ہنگامہ رہا۔  
م کے فریڈ بھی لہجہ کا موقع ملا۔ لہجہ  
ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر نہ جڑے سے کہیں رکھ  
دیا نہ۔ بل ہی نہ رکھا۔

بیاری : میں ہی نہ رکھا !

حاجم : جی ' سوچی توئی کہ سے ادھیڑ دوں۔ مکن کیسے  
گھر والے کیا کہیں گے۔ کیا ہو گیا ہے میں عورت  
کو۔ صوفیہ ڈیڑھ مئی ہے۔ بیکہ ہر اور کوشش  
کی۔ بھانہ بھانہ ہے نہ ملا۔ کچھ دن تک میں  
شک و شبہ اور دنگلی کی سی کیفیت میں یوسف  
کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھی کہ ہار  
میرا ہے میں کوڑا ہری ہوئی ہوں۔ پہلے کی طرح  
ہٹ جھپے سوہر توئی گھر میں کوئی شخص ہوی  
یہ میں تھا جس کے سارے میں کوئی تبدیلی  
محسوس ہوتی۔

بیاری : صبح کچھ ٹھیک تھا۔

حاجم : جی ہاں کچھ صبح صبح ڈرامہنگ روم کے لیے

ہوا سو وہ سبٹ خریدنا گیا تو اسے الٹوا کر بھلے  
 کمرے میں رکھوا دیا گیا۔ ہم یہ سب سے دور  
 رہتا تھا یہ واقعہ بیان کیا۔

بیاری : یہ سبے والا واقعہ ؟

حاجم : ہاں پھر ہم اس مکان سے مستقل ہو گئے اور اس  
 کے نیچے یہ شہر یا ریجر خریدنا گیا۔

بیاری : اور اس سوئے کو کس نے چھڑا  
 محاسن : گوہر میں بھجوا دیا گیا  
 بیاری : پھر ؟

حاجم : چند روز ہوئے رہندہ کر رہا تھا سوچوں کہ  
 مجھے کسے یہم کو کام سے وہ سوئے لہا لای۔

بیاری : ظاہر ہے اسے دیکھ کر گھڑی ہرانی یاد آوے  
 ہوگی۔

حاجم : جی !

بیاری : تم سے اتفاق ڈھونڈا ہوگا۔

حاجم : کیوں جی ؟

بیاری : میں سلا پیر دور تھا۔ میں احساس رہ کہ  
 وہ اس کے سر میں کبھی چھپا ہوئے اور ہم نے  
 سے قلب کو ڈینا چاہا۔

حاجم : عجیبی تھی۔

بیداری : میں یہ مجبوری سمجھتا ہوں ۔

حاجم : یا کر سکتی تھی ؟

وہ ری مہد : چاہے کر ، یا سگر خوب سے نکالے ہیں ۔ یہ لا

اندہ حال سگر بڑی کے ، اس کا گر پش تو ہے ہیں ۔

دلتے ہیں ۔

لائٹر سے سگر جلانے ہیں ۔

حاجم : ابھی بڑے شور سے دہلا رہی ہے (

نیرنگ : یہیں اب ایسا نہیں ہوگا (سگر ، ٹر) میں (لائٹر) ی

جب ابھی ڈال رہا ہوں ۔

(حاجم خاموش کھڑی ہے)

سگر : حاجم ، ساق تو چوڑی ہے ، کیا ہے ، جانا ہے ۔

(حاجم خاموش ہے)

در : سوچو ۔ گھر سے یہ ہیں نکھرا رہی ، اس صوفے

سے میں جانا تو تمہارا رویہ کیا ہوتا ۔ تم کہتی

کہ ہمسرد صوفہ ہے ، میں راز اس کے چھ کر رہا

ہے ، در دہر شہنشاہم کہتی ہے اسی بخروں سے اوجھوں

ہو گئے تھیں ۔

حاجم : پوری بیداری میں سمجھ سکتے ۔

بیداری : کیسے تیرے بچے سگر ، وہ تو میں سے ویسے

ہر انسانی مجبوری نہ کہ کیا ہے ، تو ان

سے یہ ذات چور تھی مجبور ہو چکی ہیں ، یہی مجبوری

یہ تھی کہ ہم نے اے کہ حوتی کے اندر چاہے  
 ہر شخص سے اور حوتی کی سببوری یہ بھی کہ  
 وہ ہر سال بھی بھرتی تھا ۔

تھی یوسف مرحوم کے ساتھ یہ حیثیت بدوی کے  
 تم نے ایک مدت گزاری ہے۔ تم نے اندازہ نہیں لگایا  
 کہ وہ ایک خاموشی طبع انسان تھا اور عقلمند بھی  
 تھا۔ اور پھر خاتم تم نے اس لفافے میں لکھا بھی  
 کیا تھا۔

خاتم : آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں !

نیازی : میری باتیں کچھ پیچیدہ تو نہیں ہیں۔

خاتم : میں نہیں سمجھ سکتی !

نیازی : ایک بات تمہیں معلوم ہو جائے تو غالباً سب کچھ  
 سمجھ جاؤ گی۔

خاتم : کونسی بات۔

نیازی : میں نے کہا ہے کہ یوسف ایک عقلمند آدمی تھا۔  
 وہ لفافہ میرے پاس لے آیا۔

خاتم : آپ کے پاس !

نیازی : میں نے تحریر پڑھی۔ اور اس سے کہا۔ یوسف

تم ایک خوش قسمت شوہر ہو۔ یہ تحریر پھاڑ ڈالو،

لفافہ پوسٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ رشید ہمیشہ

کے ایسے کراچی جا رہا ہے اور یہ بھول جاؤ کہ یہ

تمہیں کہاں سے ملا اور کیونکر ملا؟ اس نے وعدہ

کر لیا اور اس نے یہ وعدہ کس طرح نبھایا۔ تم

جانتی ہو !

خاتم : (مطمن لیجے ہیں) جانتی ہوں ۔

نیازی : تو بھی اب ہم چلیں گے ۔ مسکرا کر اتنی سی بات تو ہی جیسے انسانہ کر دوا ۔ (سورے کی طرف دیکھ کر) اے چارہ سوار! اس کائنات میں کتنی عجوبہاں ہیں انسان کو ؟

خاتم : رکشے کا نہیں ؟

نیازی : نہیں خاتم ! میں بوی شام کے وقت کھومنے کا عادی ہوں ۔ کچھ دیر کھوم کر چاروں کا اعباء حفظ ۔

(بڑی دالان والے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگتی ہیں اور پھر دروازے میں سے نکل جاتے ہیں ۔

خاتم جو دعیں کہوتی ہے ۔ ہر کو جہانک دیتی ہے اور تمنا شروع کر دیتی ہے ۔

چار پانچ لمحوں کے بعد راشدہ اور اکرم کے قہقہوں کی آواز باہر سے آتی ہے ۔

خاتم رکے ۔ کٹر دروازے کی طرف دیکھتی ہے ۔ راشدہ اور اکرم آتے ہیں ۔

راشدہ اور آگے ہی اپنا گھٹ اٹارتے لگتی ہے ،

راشدہ : اسی ! چچا جان اپنا لائٹر بھول گئے تھے ۔

خاتم : ہاں ۔

اکرم : دروازے کے پاس ہی مل گئے ۔

راشدہ : میں نے کہا اب کہہ کر دیا کر ہی جاتوں ۔

کہنے لگے نہیں مجھے سہہ کرتی ہے ۔

خاتم : کھانے کا بندوبست تو ابھی ہوا ہی نہیں ۔ جاتی ہوں ۔  
 راشدہ : اسی میں بھی آتی ہوں اوپر ۔ ابھی ایک منٹ میں ۔  
 خاتم دالان والے دروازے میں سے نکلے جاتی ہے ۔  
 راشدہ کوٹ ہاتھ میں اٹوانے صوفے والے دروازے کی  
 طرف جانے لگتی ہے ۔ صوفے کے پاس جا کر رک  
 جاتی ہے ۔

تو آپ ! صبح اسے اٹھوا کر لے جائیں گے نا قرینہ چر  
 حاقس میں ۔ وہ لوگ بالکل ایسا بنا دیں گے !  
 اکرم : بہت پرانا نہیں ہو چکا تھا ۔

راشدہ : واہ۔ پرانا کیا ہو چکا ہے ۔ تم تو بھول ہی گئے ۔  
 (اکرم بیوی کی طرف جانے لگتا ہے)

یاد نہیں بیٹن میں اس پر چڑھ کر چھلانگیں لگاتا  
 کرتے تھے ۔ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر اس پر بیٹھا  
 کرتے تھے ۔ مجھے تو بہت پیارا لگتا ہے ۔ بہت  
 پیارا ہانے چل گیا ۔ خیر ۔ ٹھیک ہو جائے گا ۔

(شوہر کو پیار کی نظروں سے دیکھتی ہے دونوں دو  
 تین لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہنے ہیں ۔ اور  
 اسی عالم میں پردہ گرتا ہے ۔





ریورز ادیب - - اپریل ۱۹۱۳ء میں بدستام لاہور پیدا ہوئے - اسلامیہ کالج  
لاہور سے ۱۹۳۶ء میں بی ایس (آٹرن) کیا - سترہ سال بطور مدیر اعلیٰ  
ماہنامہ ادب لطیف سے منسلک رہے اچھل ریڈیو ہاؤسنگ سے وابستہ ہیں -  
چند مجموعی ڈراموں کے شائع ہو چکے ہیں - چار انسانی مجموعوں -  
ایک بیریڈی کتاب اور ڈیڑھ درجن کے ترجمہ ہونے والی کتابوں کے مصنف -  
ملاوہ انہیں ہندو کتابوں کے موائف بھی ہیں -  
اب کے اخباروں کے ایک مجموعے کا حال ہو رہی روسی زبان میں ترجمہ  
ہوا ہے جسے ماسکو میں شائع کیا گیا ہے -  
موجودہ کتاب "پس بدستام" پر ۱۹۶۷ء کا آدم جی انعام ملا ہے -